

حاشیہ علیٰ کتب

حضرت خواجہ محمد معصوم بن جعفر عابدی فی قدس سرہ کے ذریعہ شریعت النورانیہ کے الفاظ و کلمات

جامع

حضرت مولانا محمد علی بن محمد عابدی بن جعفر عابدی بن جعفر عابدی

ترجمہ فارسی

محمد شاہ بن ملا بدیع الدین سیستانی

تحقیق و تعلق و ترجمہ اردو

محمد قسب ال محمدی

مکتبہ اربعہ خاندان احمدیہ سیستانیہ ○ مدنی کی تشریح

منبع ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

اور گزیر عالمگیر کی جنگ تخت نشینی کے ایک اہم ماخذ کی اولین اشیاء

حَسَنَاتُ الْحَمِيرِ

حضرت خواجہ محمد معصوم بن جعفر عبد اللہ ثانی قدس سرہ کے سفر حرمین الشریفین کے ملفوظات و مکاشفات

جامع

حضرت میر قوج الشریع محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم ہند

ترجمہ فارسی

محمد شاکر بن ملا بدر الدین سندھی

تحقیق و تعلیق و ترجمہ اردو

محمد قسبال مجددی

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمد سعیدی، موسیٰ زئی شریف
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۱۹۸۱ء

marfat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر ۸
جملہ حقوق بحق محمد اقبال مجددی محفوظ

کتاب	حنات الحرمین
مؤلف	حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی
جامع (عربی)	خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت
ترجمہ فارسی	محمد شاکر بن طابہ الدین سرہندی
تحقیق و تعلیق و ترجمہ اردو	محمد اقبال مجددی
کتابت سرورق	حافظ محمد یوسف سیدی
کتابت متن	محمد ریاض تلمیذ الحاج محمد اعظم منور قم
ناشر و پروف ریڈر	محمد سعد سراجی مرشد بابا
طبع اول	۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء
مطبع	حایت اسلام پریس لاہور
قیمت	Price Rs.39/-

لائبریری کیٹلاگ کارڈ

محمد معصوم، خواجہ سرہندی :

حنات الحرمین (مطبوعات و مکاشفات)

تصوف - تاریخ I - محمد عبید اللہ بن خواجہ محمد معصوم سرہندی، جامع
II - محمد شاکر بن بدر الدین سرہندی مترجم فارسی III - محمد اقبال مجددی، تحقیق و اردو ترجمہ

IV - عنوان

۲۹۷ ۶۴۰۹

== ملنے کے پتے ==

- ۱۔ راجہ برادرز بک سیلر، رحیم بازار۔ ڈیرہ اسماعیل خان
- ۲۔ میاں احمد۔ معرفت قاری شاہ نواز، مسجد سیدان الی پاکستانی چوک چیمبر لاہور
- ۳۔ حافظ محمد سعید۔ جامعہ شادریہ جامع مسجد رحیم یار خان

فہرستِ عنوانات

فہرستِ عکبات	۵	آپ کے قیامِ حرمین کے دورانِ الیف
انتساب	۷	ہونے والی کتب سلسلہ نقشبندیہ
عرضِ ناشر	۹	عربستان میں سلسلہ مجددیہ کی ترویج
افتتاحِ سخن (از مرتب)	۱۱	تعلقاتِ حضرتِ خواجہ محمد معصوم و حضرت
مقدمہ	۱۳	شیخ آدم بنوری۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ
حضرتِ خواجہ محمد معصوم	۱۵	مولفِ حسنااتِ الحرمین حضرت مروجِ الشریعت
ولادت	۱۵	درس و تدریس
منصبِ ارشاد	۱۶	تالیفات
اولاد و خلفاء	۱۷	مکتوباتِ معصومیہ (تدوین)
حضرتِ خواجہ کی تصانیف	۱۸	یواقیتِ الحرمین
مکتوباتِ معصومیہ	۱۸	رسالہ فی قرأتِ خلفِ الامام
مکاشفاتِ غیبیہ	۱۹	رسالہ در عدمِ تعمیلِ کفار
اذکارِ معصومیہ	۲۰	رسالہ در ردِّ فخر الدین رازی
بیاضِ حضرتِ خواجہ	۲۱	خزینۃ المعارف
حضراتِ کاسرِ حرمین الشریفین	۲۲	اولاد
حضرتِ خواجہ کے خلفاء ساکنِ حرمین	۲۵	شیخ محمد بادی
شیخ محمد مراد شامی	۲۵	تصانیفِ شیخ محمد بادی
سید زین العابدین عینی منی محدث	۲۸	نماوۃ مترجم حسنااتِ الحرمین
حضرتِ خواجہ کے قیامِ حرمین کے اثرات	۲۹	حسنااتِ الحرمین
		فارسی ترجمہ

۱۱۹	اوزنگ زیب کی دینداری	۷۳	حنات الحرمین کی مقبولیت
	جنگ تخت نشینی میں راسخ العتیدہ	۷۴	حنات الحرمین کے خطی نسخے
۱۲۲	علماء و مشائخ کا کردار	۷۲	اس عہد کا مذہبی ماحول
	اوزنگ زیب کے نقشبندی مشائخ	۷۲	وحدت الوجود اور وحدت الشہود
۱۳۷	سے روابط	۷۳	داراشکوہ کے عقائد کا پس منظر
	نبیائے حضرت مجدد الف ثانی اوزنگ زیب	۷۸	شیخ محب اللہ آبادی
۱۴۴	کی مصاحبت میں	۸۲	محسن فانی کشمیری
	خلفائے حضرات مجددیہ اور	۸۴	سرمد
۱۵۲	اوزنگ زیب	۸۶	بابا لال بیراگی
	اوزنگ زیب کی سٹیٹ پالیسی کے	۷۹	چندر بھان برہمن
۱۵۷	پس پردہ صدائے مجددی کا احساس	۹۱	میاں باری
	حنات الحرمین (فارسی متن)	۹۲	شیخ سلیمان مصری
۱۶۱	مع توضیحات و حواشی	۹۲	شاہ فتح قلندر
۲۱۱	حنات الحرمین (اُردو ترجمہ)	۹۴	دیگر سو فیاض خاں اور دارا
۲۵۸	مآخذ مقدمہ و حواشی	۹۵	گرد بہ راستے اور دارا
۲۵۸	مخطوطات	۹۷	داراشکوہ کے عقائد
۲۵۹	مطبوعات عربی	۱۰۶	داراشکوہ اور علمائے کرام کی توہین
۲۶۰	مطبوعات فارسی	۱۱۱	اوزنگ زیب کے علماء و مشائخ سے تعلقات
۲۶۴	مطبوعات اُردو	۱۱۱	حضرت خواجہ محمد معصوم اور اوزنگ زیب
۲۶۷	انگریزی مآخذ	۱۱۵	شیخ برہان الدین شطاری
۲۷۰	اشعار	۱۱۶	شیخ عبد اللطیف سلطان پوری

عکایات شامل حسنات الحرمین

- ۱۔ نقشہ جزیرہ عرب و بندرگاہ مناجاہاں حضرت خواجہ محمد معصوم نے قیام فرمایا۔ ۱۴
- ۲۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے مزار کا گنبد۔ (ماخوذ از تصویری کتابچہ سرہند طبع مکتبہ اشیق، استنبول - ترکی) ۴۳
- ۳۔ درگاہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا دروازہ (از کتابچہ سرہند) ۴۳
- ۴۔ حسنات الحرمین کے جامع خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت کا مزار (ماخوذ از کتابچہ سرہند) ۵۴
- ۵۔ حسنات الحرمین کے قلمی نسخہ انڈیا آفس کا پہلا ورق ۶۸
- ۶۔ حسنات الحرمین (نسخہ انڈیا آفس) کا ورق ثانی ۶۹
- ۷۔ ایضاً آخری دو ورق ۷۰
- ۸۔ حسنات الحرمین کے خطی نسخہ مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مرحوم، ٹنڈو سائیں داد دہندہ کا پہلا ورق ۷۱
- ۹۔ اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط بنام حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم سرہندی جو داراشکوہ کو شکست دینے کے فوراً بعد خوش خبری کے طور پر سرہند ارسال کیا گیا۔ مثنیٰ بر خطی مکتوبات حضرت مجدد کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات اسلامی راولپنڈی۔ ۱۳۲
- ۱۰۔ اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط بنام حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی مثنیٰ بر

نسخہ خطی مذکورہ نمبر ۹

۱۴۹

۱۱۔ سلطنت مغلیہ کا وہ نقشہ جو حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے وصال سے صرف

دو سال بعد برنیر کے سفرنامہ کے ساتھ ۱۷۷۰ء میں پیرس سے طبع ہوا ۱۵۹

۱۲۔ حضرت مجددی مسجد کا وہ مقام جہاں کعبہ تھانے نزول فرمایا ۲۱۷

(ماخوذ از کتابچہ سرہند)

انتساب

پروفیسر حافظ محمود شیرانی مرحوم کے نام
جن کی تحقیقی کاوشوں سے متاثر ہو کر مرتب
کتاب ہذا نے اس "گلشن ہمیشہ بہار"
میں قدم رکھا۔

احقر
محمد اقبال مجددی

عرضِ ناشر

دورِ حاضر میں جبکہ تحقیق و ترقیق کے کام نے جانبداری و طرفداری کا نام پالیا ہے اور برسی کو ذاتی خیالات و رجحانات کے ترجمہ و ترجمانی کا فرض سمجھ لیا گیا ہے اور مستشرقینِ مستغزین کی شکر چڑھی گویوں نے جدید تعلیم یافتہ معاشرے کے دل و دماغ کو اپنے مہلک اثرات کے گھیراؤ میں لے لیا ہے تو اس امر کی ضرورت اور شدید ہو جاتی ہے کہ اسی نادور خطی کتب کی اشاعت عام تمام کی جائے جو مآخذ و مراجع اور کتب حوالہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور جن کی علمی و تاریخی حیثیت و اہمیت مسلم و مقدم ہے اور جن کی عدم طباعت اشاعت کے سبب اپنے اور بیگانے شعوری و لاشعوری طور پر تاریخی مسلمات کا چہرہ مسخ کر رہے ہیں۔

ذیل نظر کتاب — حسنات الحرمین — اسی قسم کی ناگزیر کتاب ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ حالت میں گوشہٴ خفا میں مستور و مہجور رہی جبکہ اس کی اشاعت اب سے بہت پہلے ہو جانی چاہیے تھی لیکن کل اہم رہنما باوقا تھا کے مصداق یہ تعطل و انقطاع بھی تو ناگزیر تھا۔

کارکنانِ مکتبہ سراجیہ کے لیے اس درجے بے بہا کی منظر عام پر جلوہ گری بہت و مسرت کا پیام اور وقار و افتخار کا انعام ہے۔ الحمد للہ مضمون و مضمون۔

محمد اقبال صاحب مجددی سلمہ بے شمار آفرین کے حقدار اور بسیار تحسین کے سزاوار ہیں کہ آپ نے علمی و تاریخی معادن سے اس گوہر گراں مایہ کا سراغ لگایا اور مکتبہ سراجیہ کی گزارش پر اس کا ترجمہ و مقدمہ اور حواشی تحریر کر کے اس کے ہر رخ و تاباں کو اور نمایاں کر دیا۔

بادی النظر میں یہ کتاب حضرت قبلہ مولانا خواجہ محمد معصوم مجددی سربندی رحمۃ اللہ علیہ کے مفوظات حسنا کا مجموعہ ہے لیکن تصوف و روحانیت سے متعلق احباب کے لیے ایک ارمغان روحانی کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ تاریخی و تحقیقی کام کرنے والے حضرات کے لیے ایک علمی و تاریخی سوغات ہے۔ یہ نادر کتاب ایک ایسا آئینہ ہے جو مغل دور حکومت کی تین مشہور شخصیتوں شاہجہان، داراشکوہ اور اورنگ زیب عالمگیر کے باہمی تعلقات و مناقشات اور خانوادہ مجددیہ کا کردار حکومت وقت میں نت نئے ظہور پذیر ہونے والے تغیرات پر اس خانوادہ مبارک کے اثرات اور امت اسلامیہ ہندیہ کے حق میں رونما ہونے والے ثمرات و نتائج کی بھرپور رونمائی کرتا ہے اور ساتھ ہی اس حقیقت کا انکشاف بھی ہوتا ہے کہ خانوادہ مجددیہ اور اس کے متعلقین و متبیین کا تحریری سرمایہ کھنڈکالے بغیر اس دور کی صحیح ترین اور مکمل ترین تاریخ مرتب نہیں کی جاسکتی۔ فقط

المخلص

خاکسار محمد سعد سراجی مرشد بابا
مالک مکتبہ سراجیہ خالقاہ احمدیہ سعیدیہ
موسی زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۲ ہجری

افتتاحِ سخن

۱۹۶۷ء کے اوائل کی بات ہے راقم ابتدائی درجے کا ایک طالب علم تھا جبکہ نجیب اشرف ندوی مرحوم کے نوشتہ مقدمہ رقعات عالمگیر کے مطالعہ کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس سے اورنگ زیب عالمگیر کی شخصیت کے خاکے نقوشِ ذہن پر مرتسم ہونا شروع ہوئے اور ۱۹۷۳ء تک اس گراں قدر مقدمے کا کئی مرتبہ بالاسٹیغاب مطالعہ کیا۔ جس سے نہ صرف اورنگ زیب کی نچنگی گردوار بلکہ اسلام کے دفاع کے لیے اس کے ابتدائی دور کی خدمات کا وہ نقشِ دل و دماغ پر ثبت ہوا کہ راقم کے شبِ روز اس قسم کی کتابوں کی تلاش میں بسر ہونے لگے۔ اس دوران میں اورنگ زیب عالمگیر کو ”محی الدین“ بنانے والے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی سیاسی اور سماجی خدمات سے آگاہ ہونے کا جذبہ بھی پیدا ہوا اور آج یہی جذبہ جنون کے ابتدائی مراحل طے کر کے طالب علمی کے پہلے زینے پر قدم رکھ چکا ہے۔

۱۹۷۵ء کے آغاز میں جب اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں اس سلسلہ کے ذاتی کتب خانوں سے استفادہ کا موقعہ ارزانی فرمایا تو پیشِ نظر کتاب ”حنات الحرمین“ کے خطی نسخوں کا سراغ لگانا شروع کیا نیز ۱۹۷۶ء کے ایران و افغانستان کے علمی سفر کے دوران اس کتاب کے خطی نسخوں کی تلاش برابر جاری رہی اور اب تک بھد شدہ اس کے پانچ خطی نسخوں کے وجود کا علم ہو چکا ہے۔

گزشتہ ایک سال سے جناب صاحبزادہ محمد معین سراجی مرشد بابا رابن حضرت

مولانا خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددی سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف پاکستان اس کتاب کو مرتب کرنے کا برابر اصرار کر رہے تھے۔ ان کی اس تشویق و ترغیب نے اس کام کو آگے بڑھانے میں ہمیز کا کام کیا اور آج اس سلسلہ کا یہ اہم ماخذ اسی طریقہ کی مشہور خانقاہ میں ان کے قائم کردہ مکتبہ سراجیہ کے زیر اہتمام طباعت و اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ مکتبہ سراجیہ اب تک کئی اہم کتابیں شائع کر چکا ہے اور مستقبل قریب میں بعض اہم کتابوں کی طباعت و اشاعت کا ارادہ ہے۔

مجددی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے اس کتاب کے مقدمہ کے بعض حصوں کا مطالعہ کیا اور مفید مشورے دیئے۔ اسی طرح شیخ اکبر ابن عربی کے بعض رموز کے سلسلہ میں جناب مرزا غلام قاسم کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کیا، جناب مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے اس کتاب میں شامل بعض احادیث کی تخریج میں رہنمائی کی، دوست عزیز میاں احمد صاحب نے کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں تعاون کیا۔ خداوند کریم ان تمام اصحاب کو جزائے خیر دے۔ آمین

کارکنان کتب خانہ انڈیا آفس، لندن بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے میری درخواست پر حسنت المحرمین کے نسخے کارڈ لوگراف ارسال کیا اور دیگر نسخوں سے تقابل کی اجازت دی۔

مخلص محمد قبال مجددی

دارالمورخین

۲۸ صفر ۱۴۰۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء

گیلانی سٹریٹ، منور عظیم پارک

یوم وصال حضرت مجدد الف ثانی

نیو دکن پورہ - لاہور

۱۔ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ حضرت قبدشاہ احمد سعید احمدی دہلوی مہاجرین کے خلیفہ نامدار حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری (رحمۃ اللہ علیہما) کی قائم کردہ ہے اور ان کے جانشین یکے بعد دیگرے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی حضرت خواجہ محمد سراج الدین و حضرت حافظ محمد ابراہیم قلندر راہ نمائی فرماتے رہے اور شہر و ممالک کا یہ سلسلہ ابھی تک اس طرح جاری و ساری ہے۔

مقدمہ



۱۔ نقشہ جزیرہ عرب و بندرگاہ مخا جہاں حضرت خواجہ محمد معصوم نے قیام فرمایا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

حضرت خواجہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین، مرجع خلافت، مصلح، انتہائی پابند شرع، قاطع بدعت، اسلاف کے صحیح ترین مقلد، سیاسی امور میں حضرت خواجہ علیہ اللہ احرار کے متبع اور ”عروۃ الوثقی“ کی جامع ترین تصویر تھے۔

ولادت

حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت بستی ملک حیدر (قریباً دو میل غم از سرہند) میں شوال ۱۰۰۷ھ / مئی ۱۵۹۹ء کو ہوئی۔ اسم گرامی محمد معصوم، کنیت ابوالخیرات، لقب مجد الدین اور خطاب عروۃ الوثقی ہے۔ آپ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوریؒ (ف ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء) خلیفہ

۱۔ صفرا محمد معصومی : مقامات معصومیہ۔ قلمی (نسخہ) ص ۸۲

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مولف حضرات القدس (۲۶۲/۲) نے ۱۰۰۹ھ لکھا ہے اور اس کی اتباع جواہر علویہ، مناقب احمدیہ و مقامات معصومیہ اور مولف خزینۃ الاصفیاء نے کی ہے حالانکہ مولف حضرات القدس سے سہو ہوا ہے۔ انہوں نے خود حضرت مجدد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ محمد معصوم کی ولادت میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی ہے کیونکہ اس ولادت سے چند ماہ بعد مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی ملازمت نصیب ہوئی۔ یہ مسلمہ ہے کہ حضرت مجدد، حضرت خواجہ سے ۱۰۰۷ھ میں منسلک ہو گئے تھے۔ لہذا حضرت خواجہ محمد معصوم کا صحیح سال ولادت ۱۰۰۷ھ ہے۔

زبدۃ المقامات اور مقامات معصومیہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ زید ابوالحسن : مقامات خیر ۵۹
۲۔ صفرا احمد : مقامات معصومیہ ص ۱۱۳

حضرت مجدد اور انخود سجاول سرسندی (مولف شرح وقایہ) اور سلطان العلماء ملا بدرالدین سلطانپوری^۱ سے آپ نے تحصیل علم کی۔ اور قیام حرین الشرفین کے دوران آپ نے اپنے خلیفہ مولانا سید زین العابدین محدث مدنی سے اجازت حدیث بھی لی تھی^۲۔

منصب ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا اور اپنے ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم میں بہت واضح طور پر تحریر فرمایا :

”بعد نماز بامداد مجلس سکوت داشتیم ظاہر شد کہ خلعتی کہ داشتم از من جدا شد و خلعت دیگر من متوجه شد کہ بجائے آن خلعت نشیند بخاطر آمد کہ این خلعت زائد را بکے خواہند دادیانه و آرزوے آن شد کہ اگر آن را بدہند بہ فرزند می ارشدی محمد معصوم بدہند بعد از لمحہ دید کہ بفرزند می مرحمت فرمودند و آن خلعت او را بتمام پوشانیدند و این خلعت زائد کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ^۳..... الخ

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمادی ہے کہ اس خلعت سے مراد منصب قیومیت ہے جو ارشاد و تعلیم و تربیت سے عبارت ہے۔
حنات الحرمین اور روضۃ القیومیہ میں ہے کہ قیام حرین کے دوران آپ

۱ صفراہد : مقامات معصومیہ ص ۸۴

۲ ایضاً : ص ۴۸

۳ مجدد الف ثانی : مکتوبات ۱۰۴/۳

کو الہام ہوا کہ ”تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔“
چنانچہ آپ سے خلق کثیر نے ظاہری و باطنی علوم میں فیض پایا اور طالبانِ حق
کو اس فیض سے بہرہ ور کرتے رہے۔

آپ کا وصال ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ / ۱۷ اگست ۱۶۶۸ء کو سرہند میں ہوا۔

اولاد و خلفاء

حضرت خواجہ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں یعنی حضرت
صفت اللہ، حضرت محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ، خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت، شیخ
محمد اشرف، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد صدیق۔ دخترانِ عفت مآب میں امۃ اللہ،
عائشہ، عارفہ، عائکہ اور صفیہ کے اسمائے گرامی ان کی اولادِ مبارک اور ان سب کے احوال و
مقامات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

ان سب حضرات کے حالات و کمالات اس مختصر مقدمہ میں لکھنا ممکن نہیں
ہے ہم نے صرف حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت جو حسانات الحرمین کے مولف
ہیں کے مفصل حالات لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نفس گرم، توجہ مبارک اور صحبت میں کچھ ایسی برکت
دی تھی کہ آپ کے حینِ حیات ہی آپ کے خلفاء پورے عربستان، ماوراء النہر

۱۔ مدونہ ۹۸/۲ و حواشی حسانات الحرمین۔

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت ”اولاد و خلفاء“

۳۔ ان حضرات کی اولاد گرامی کے حالات و انساب کے لیے ملاحظہ ہو :

احمدی : ہدیۃ احمدیہ - کانپور

محمد حسن جان : انساب الانجاب - طبع ٹنڈو سائیں داد سندیہ

نید ابوالحسن : مقامات خیر - طبع دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۶۱

محمد فضل اللہ مجددی : عمدۃ المقامات - طبع ٹنڈو سائیں داد سندیہ ۱۳۵۵ھ

اور افغانستان سے سرحد تک اس طرح پھیل گئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ دعوت و عزیمت کے مبارک منصب پر فائز ہو کر آپ جہان کو منور فرما رہے ہیں۔ حضرت شاہ احمد سعید نے لکھا ہے کہ آپ کے دست مبارک پر نولاکھ افراد نے بیعت کی اور آپ کے خلفاء تقریباً سات ہزار تھے۔^۱

مولف مقامات معصومیہ نے جو آپ کے نواسے تھے، آپ کے بہت سے خلفاء کے نام ان کی وطنی نسبتوں سمیت تحریر کیے ہیں جن میں سے بعض کی صحبت انہیں میسر آئی تھی۔ انہوں نے ان میں تیس خلفاء کے مفصل حالات بھی لکھے ہیں۔^۲

حضرت خواجہ کی تصانیف

اگرچہ حضرت خواجہ کو دعوت و ارشاد کے سلسلہ میں بے پناہ مصروفیت کے باعث علمائے اسلام کی طرح تصنیف و تالیف کے مواقع میسر نہیں آئے لیکن اس کے باوجود آپ نے طالبان حق کی راہنمائی کے لیے اپنے مکتوبات کی تین ضخیم جلدیں اور کئی رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔

مکتوبات معصومیہ

اپنے والد بزرگ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی طرح آپ نے بھی اپنے مکتوبات جمع کروانے کا اہتمام فرمایا تھا اور یہ تینوں جلدیں آپ کے حین حیات ہی میں یعنی بترتیب ۱۰۶۳، ۱۰۶۲، ۱۰۶۱ھ میں مرتب ہو کر ہدایت و روحانی رہنمائی

۱۔ احمد سعید مجددی، مناصب احمدیہ و مقامات سعیدیہ - ۳۴

۲۔ آپ کے بعض عرب اور مقیم عربستان خلفاء کے کمالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا تحت "حضرت خواجہ کا قیام حرمین"

کے سرچشمہ کا کام دینے لگی تھیں۔ آپ کے مکتوبات کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مکتوبات حضرت مجدد کے بعض متعلق مقامات اور بعض توضیح طلب امور کو نہایت ہی واضح الفاظ میں بیان کر کے اس سلسلہ علیہ پر بڑا احسان کیا ہے۔

یواقیت الحرمین

رسالہ ہذا۔ اس کی تفصیل متعلقہ مقام پر ملاحظہ فرمائیں۔

مکاشفات غیبیہ

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات پر مشتمل ہے حضرت مجددؑ نے متفرق اوراق پر اپنے مکاشفات تحریر فرمائے تھے۔ جسے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے مستقل رسالہ کی شکل دے دی مقامات معصومیہ میں ہے۔

”مکاشفات غیبیہ را حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الا قدس و مبداء و معاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہ جمع نمودہ اند، یعنی خطبہ آنہا از خود ساختہ و رسائل یافتہ من البدایت الی النہایت عبارت حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

حضرت خواجہ نے یہ رسالہ ۱۰۵۱/۱۶۴۱ء میں مرتب فرمایا تھا۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ کی یہ تینوں جلدیں دو مرتبہ شائع ہو چکی ہیں۔ دوسری مرتبہ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے مرتب فرما کر شائع کیے۔

۲۔ صفحہ احمد: مقامات معصومیہ ۷۷

۳۔ خطبہ حضرت خواجہ محمد معصوم درابتداء مکاشفات غیبیہ۔ طبع کراچی ۵

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کے مختصر مقدمہ کے ساتھ یہ رسالہ ۱۹۶۵ء میں ادارہ مجددیہ کراچی نے پہلی مرتبہ مع اردو ترجمہ مکاشفات غیبیہ مجددیہ کے نام سے شائع کیا۔

اذکار معصومیہ

حضرت خواجہ نے شب و روز کے اذکار مسنونہ کو ایک رسالہ کی صورت میں مرتب فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ میرزا خان کو غفلت سے اجتناب کرنے اور رسالہ مذکورہ کے مطابق عمل کرنے کا حکم اس طرح فرمایا ہے :

ایں فقیر رسالہ اذکار و ادعیہ ماثورہ موقتہ و غیر موقتہ با ذکر فضائل بعضے ازان کتب احادیث معتبرہ نوشتہ است نقل آنرا فرستادہ مطالعہ خواہند فرمود..... الخ

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام مولانا محمد حنیف میں اس کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں :-

۱۔ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ نے اس رسالہ کے سرورق اور اپنے مقدمہ میں اسے خواجہ محمد ہاشم کشمی کا مرتبہ رسالہ لکھا ہے حالانکہ رسالہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی کہ اسے خواجہ کشمی نے ترتیب دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ص ۱۵ میں مندرج اجازت نامہ برائے خواجہ کشمی سے یہ قیاس فرمایا ہے (مقدمہ ص ۱) جبکہ اس رسالہ میں شامل دیگر اجازت ناموں میں بھی اجازت دہندگان کے اسماء اسی طرح درج ہوئے ہیں۔ پھر حضرت خواجہ کے نواسے میر صفرا محمد کی شہادت مذکورہ بالا کے بعد قیاس آرائی کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی طرح اس رسالہ کا نام مکاشفات غیبیہ جو قدیم کتابوں میں درج چلا آرہا ہے یکسر بدل دینا بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔

۲۔ محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۱۰۱/۲

بعضے ازیں قسم وظائف اور ادو اعمال را ایں فقیر جمع نموده است۔
یہ رسالہ چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اسے حکیم سیفی مرحوم نے باعانت محکمہ اوقاف لاہور
۱۳۸۴ھ میں خوبصورت کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا۔

بیاض حضرت خواجہ محمد معصومؒ

اس بیاض میں حضرت خواجہ نے اپنے والد و مرشد بزرگ حضرت مجدد کے وہ اسرار و
مکاشفات تحریر فرماتے تھے جو آپ نہ تو خلفاء کے سامنے بیان کرتے تھے اور نہ ہی
عموماً ان اسرار کا اظہار کرتے تھے۔ بعد میں حضرت خواجہ اپنے مکاشفات بھی اسی
بیاض میں تحریر کرتے رہے۔ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی نظر سے یہ بیاض کئی مرتبہ
گزری تھی، لکھتے ہیں:-

ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد معصوم) را غایت اطلاع است بر اسرار و
معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ
غیر آن از اسرار خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند
و بعضے را از انہا در بیاض خاصہ خود تسوید فرمودہ، چوں بایں بندہ نظر

۱۔ محمد معصوم خواجہ: مکتوبات ۱۳/۱

محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے مقدمہ مکتوبات معصومیہ (۱۵) میں مکتوب (۱۳/۱)
کی مندرجہ بالا عبارت سے مہواً اس رسالہ کو مولانا محمد حنیف (مکتوب الیہ) کا جمع کردہ
رسالہ قیاس فرمایا ہے حالانکہ حضرت خواجہ کی عبارت بہت واضح ہے۔
نیز صاحب عمدة المقامات (۲۶۸) نے حضرت خواجہ کے رسالہ زیبا در فن حدیث در کیفیت ادعیہ
ماثورہ موقوتہ وغیرہ موقوتہ..... کا جس طرح ذکر ہے اس سے عام قاری کو التباس ہو سکتا ہے کہ
حضرت خواجہ نے فن حدیث پر ایک رسالہ تالیف کیا ہوگا لیکن ساتھ ہی مولف عمدة المقامات نے
اس رسالہ کا جو موضوع بتایا ہے وہ واضح کر دیتا ہے کہ یہ زیر بحث رسالہ اذکار ہی ہے۔

عنایتی داشتند و محرم می دانستند با کثرت آنها اطلاع بخشیده بودند به نقل
بعضی اجازت فرموده^۱

دیباچے طاعون کے دوران بھی یہ بیاض حضرت خواجہ کے پاس تھی۔ اس وبا
کے دوران بھی اس میں مکاشفات کا اندراج ہوا تھا۔ ایک مکاشفہ خواجہ کشمی نے
حضرت خواجہ سے نقل کیا ہے۔ اس مبارک بیاض سے مولانا بدرالدین سرہندی نے بھی
حضرات القدس کی تالیف کے دوران استفادہ کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں
اس بیاض کی نقلیں اس سلسلہ کے بعض حضرات نے حاصل کر لی تھیں مقامات معصومیہ
کے مؤلف جو حضرت خواجہ کے نواسے ہیں اس بیاض کے بکثرت اقتباسات دیتے ہیں۔
جس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ بیاض مقامات معصومیہ کی تالیف (۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء) تک
موجود تھی۔ اگر روضۃ القیومیہ (حدود ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء) اور عمدۃ المقامات
(۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) کے مؤلفین نے زبدۃ، حضرات اور مقامات معصومیہ سے نقل کرنے
کی بجائے اس بیاض کے اقتباسات براہ راست بیاض سے دیئے ہیں تو یہ اس کے
۱۸۱۸ء تک موجود ہونے کا ثبوت ہے۔

حضرات کا سفر حرمین الشریفین

صوفیہ کرام اور خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کی تحریرات میں اس پاک سرزمین پر

۱۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات۔ طبع نوکشتور ۳۱۸

۲۔ ایضاً ۱۹۱۰-۱۹۲۰

۳۔ بدرالدین سرہندی، حضرات القدس ۱۰۸/۲

اگر زبدۃ المقامات، حضرات القدس اور مقامات معصومیہ میں سے اس بیاض کے اقتباسات
یکجا کیے جائیں تو اس کا ایک خاکہ ضرور سامنے آ سکتا ہے۔

حاضر ہونے کی خواہش اور بسا اوقات نہایت اضطراب کے ساتھ صرین شریفین کے بارے میں ”مکاشفاتِ غیبانہ“ کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ اسی مقدس سرزمین پر حاضری کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن ”کعبہ مقصود“ دہلی ہی میں مل گیا، پھر سرہند شریف میں ”نزولِ کعبہ“ کا واقعہ اور مکاشفہ اس ذوق و شوق کی نشاندہی کرتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء میں حج کے لیے ہندوستان سے روانہ ہوئے لیکن آپ کے ایک مکتوب سے جو ۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء کا تحریر کردہ ہے آپ کے یہ سفر اختیار کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت خواجہ اپنے ایک خلیفہ شیخ بایزید بن بدیع الدین سہارنپوری کو اپنے ارادہ سفر کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

امید داریم کہ اواخر این ماہ کہ ذی الحج باشد از بست و دوم تابست و نہم انتقال از سرہند واقع شود و از راہ بندر سورت بہ کعبہ مقصود و وصول میر آید..... ہر چند عقل عقیل نظر بہ عالم اسباب پابندی شود لیکن در راہ عشق پارہ از بند عقل باید برآمد..... الخ

مکتوب کے اس اقتباس سے مفصلہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :-

حضرت خواجہ حج کے ارادہ سے ۲۲ ذی الحج کو سرہند سے روانہ ہوئے اور حدود ۲۹ ذی الحج کو بندر سورت سے گزرنے کی قیاسی تاریخ بتائی۔

حضرت خواجہ جب روانہ ہوئے تو یقیناً اس وقت سال روانگی ۱۰۶۷ھ مہتا جیسا کہ حسنت کے ابتدائیہ میں مترجم نے وضاحت کی ہے۔ اس لیے اس مکتوب کا سال تحریر ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء متعین ہو جاتا ہے۔

۱۔ محمد معصوم، مکتوبات ۲/۷۰

۲۔ ایضاً ۲/۷۲

حضرات صاحبزادگان ہندوستان کے مختلف شہروں کے طویل سفر اور سلسلہ مجددیہ کے بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے سورت پہنچے تھے۔

حضرات جب سرہند شریف سے رخصت ہوئے تو پہلا قیام پانی پت کی بڑی مسجد میں ہوا۔ بہت سے مزارات کی زیارت کے لیے بھی گئے۔ سب سے پہلے اپنے جد بزرگ حضرت شیخ عبدالاحد، پھر امام رفیع الدینؒ اور حضرت مجدد اور پھر پانی پت میں مزار حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر اور شیخ احمد ترک، دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیا، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، امیر خسرو وغیرہؒ

حضرات دیگر کئی مزارات پر بھی گئے حضرت خواجہ محمد نعمان بدخشی خلیفہ حضرت مجدد، اور حضرت مجدد کے شہرہ آفاق سوانح نگار مولانا محمد ہاشم کشمی کے مزار پر خصوصیت سے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت وحدت لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد سعیدؒ قدس سرہ نے جب برہانپور کے قیام کے دوران خواجہ کشمی کے مزار پر جانے کا قصد کیا تو عالم مثال میں وہ ہمارے استقبال کے لیے آئے ہوتے معلوم ہوئے جس کا انہوں نے دور سے ہی ادراک کر لیا :

قال سیدنا الشیخ (محمد سعید) فی برہانپور لما اردت زیارت قبر خلیفہ مجدد الالف الثانی خواجہ ہاشم البدخشی استقبالنی من مقامہ فادرکتی علی مسافتہ..... الخ

۱۔ صفرا محمد : مقامات معصومیہ ۶۸۴

۲۔ وحدت عبدالاحد سرہندی : لطائف الدینہ - قلمی ورق ۱۲-۱

۳۔ ایضاً : ورق ۱۲-ب-۱۳-۱ ہر مزار کی خصوصیات اور ان پر اپنے مکاشفات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

۴۔ ایضاً : ورق ۱۳-ب

اسی طرح یہ حضرات اس سلسلہ کے دوسرے اصحاب کے مزارات پر بھی حاضر ہوتے جن کی تفصیل حضرت وحدت نے لطائف المدینہ میں دی ہے۔

مختلف منہجات سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام صاحبزادگان اس سفر میں شریک ہوتے۔ اگر روضۃ القیومیہ کے اس بیان پر اعتماد کیا جائے تو یہ ایک بہت بڑا اہل اللہ کا لشکر تصور کیا جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں :

حضرت خواجہ اپنے دونوں بھائیوں (حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد یحییٰ) اور سات ہزار خاص مریدوں جن میں دو ہزار آپ کے خلفاء اور سات سو حضرت مجدد کے جن میں سو بڑے خلفاء بھی تھے روانہ ہوئے

حضرت خواجہ کے خلفاء ساکن حرمین

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے کئی خلفاء حرمین الشریفین میں مقیم اور ارشاد و تبلیغ اور درس و تدریس میں مصروف تھے ان سب کے حالات اور کمالات کا احاطہ اس مقدمہ میں مشکل ہے چند شخصیات کا مجمل تعارف کروایا جا رہا ہے۔

شیخ محمد مراد شامیؒ

اگرچہ ان کا قیام شام اور دمشق میں تھا لیکن اکثر حرمین الشریفین میں مقیم رہتے تھے۔ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے ماہر تھے۔ ان کے والد شیخ علیؒ سمرقند کے نقیب الاشرفؒ تھے۔ شیخ محمد مراد ہندوستان آئے اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے

۱۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۸۹/۲

۲۔ ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ شیخ مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد حسینی حنفی بخاری نقشبندی (مرادی : سلک الدرر ۱۲۹/۴)

استفادہ کیا۔ واپسی پر بلادِ عجم کا سفر بھی کیا، سمرقند اور بلخ کے مشائخ سے ملے اور مشہور شاعر مرزا صائب سے ایران میں ملاقات ہوئی۔ دوسرے حج کے بعد ۱۰۸۰ھ/۱۶۷۰ء میں وہ دمشق گئے۔ ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں روم اور قسطنطنیہ کے سفر کے بعد ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۶ء میں تیسری مرتبہ حج کیا اور ایک سال حرمین الشریفین میں مقیم رہے۔ ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء میں انہوں نے چوتھی مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے اپنے علاقے میں ایک مدرسہ قائم کیا جو مدرسہ نقشبندیہ کہلاتا تھا۔

شیخ محمد مراد کو دس ہزار احادیث مع اسناد حفظ تھیں۔ ان کی وفات ۲۱ ربیع الآخر ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء میں جامع ابی ایوب خالد انصاری میں ہوئی اور مدفن درس خانہ مدرسہ المعروفہ محلہ نیشابخی پاشا قسطنطنیہ ہے۔

شیخ محمد مراد کے جو حالات ان کے علاقائی مآخذ میں بیان ہوئے ہیں ان کی روشنی میں سرہند میں تالیف ہونے والے اعتقادی تذکروں میں بہت سی غلطیوں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً سب سے زیادہ مبالغہ مؤلف روضۃ القیومیہ نے کیا ہے کہ شیخ مراد امی محض تھے، حالانکہ شیخ مراد کی قریب العہد اور ان کے پوتے کی تالیف سلک الدرر کے حوالے سے ہم لکھ آتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے ان کے اساتذہ کے نام بھی لکھے ہیں۔ مقامات معصومیہ میں ان کے نام کی نسبت "کشمیری ثم شامی" سے

۱۔ مرادی محمد خلیل : سلک الدرر ۱۲۹/۲ - ۱۳۰

شیخ مراد کے سال وفات میں تذکرہ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مؤلف مقامات معصومیہ نے حدود ۱۱۲۳ یا ۱۱۲۵ھ لکھا ہے (۸۲۳) ظاہر ہے کہ مؤلف سلک الدرر شیخ مراد کے اختلاف میں تھے اس لیے ہم نے ان کے مندرجہ سال وفات ۱۱۳۲ھ کو ترجیح دی ہے جب کہ مؤلف مقامات معصومیہ نے صحیح سال کے تعین کی بجائے "حدود" لکھ کر اس باب میں اپنی اپنی لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے۔

۲۔ روضہ ۲۳۷/۲ ہم نے مقامات معصومیہ کے حواشی میں ایسے متضاد بیانات کی نشاندہی کر دی ہے۔

اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اصلاً کشمیر کے ہوں گے یا کشمیر اگر مقیم ہوتے ہوں لیکن ان کے علاقائی مآخذ اس کی تصدیق نہیں کرتے اور نہ ہی رجال کشمیر کے سلسلہ میں کشمیری مآخذ^۱ مؤلف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ حج کے لیے حجاز مقدس میں حاضر ہوئے تو شیخ مراد بھی کئی ہزار شامیوں کے ہمراہ حضرت کے استقبال کے لیے کہ میں حاضر ہوتے^۲ تاہم یہ امر مسلمہ ہے کہ ان کی وجہ سے شام اور ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کو بڑا فساد^۳ ہوا۔ شیخ محمد مراد بھی کئی کتابوں کے مؤلف بھی تھے انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد کے بعض حصوں کا عربی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔ ایک رسالہ فی آداب الطریقة النقشبندیہ^۴ اور نقشبندی سلسلہ کے آداب پر بہت سے رسائل اور مکتوبات وغیرہ ہیں۔

شیخ محمد مراد کی سب سے مشہور تالیف "المفردات القرآنیہ" ہے، جو دو جلدوں میں ہے۔ اس میں آیات کی تفسیر اس طرح ہے کہ پہلے عربی میں پھر فارسی اور آخر میں ترکی زبان میں کی گئی ہے۔ یہ کتاب سلک الدرر کی تالیف تک علماء میں

۱۔ تاریخ کشمیر عظمیٰ میں جن شیخ محمد مراد ننگ کشمیری نقشبندی کے حالات ملتے ہیں ان کے والد کا نام مفتی محمد طاہر ہے جب کہ زیر نظر شخصیت کے والد کا نام شیخ علی ہے تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارا مقالہ شیخ محمد مراد ننگ کشمیری (مشمولہ نور اسلام۔ اولیٰ نے نقشبند نمبر) البتہ فہرست سازوں نے جامع المفردات کے بیان میں مؤلف کے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہے۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید شیخ مراد نے خود بھی اپنے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہو۔

۲۔ روضہ ۹۳/۲

۳۔ صفراحد : مقامات معصومیہ ۸۴۱

۴۔ بغدادی، اسمعیل : ہدیۃ العارفین ۳۱۶/۲ طبع بیروت

۵۔ مرادی : سلک الدرر ۱۳۰/۴

کمالہ عمر رضا : معجم المؤلفین ۱۱/۱۲ طبع بیروت

بہت ہی مقبول تھی۔^۱

ہمیں بعض مستند ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جامع المفردات کے چند نہایت خوشخط قلمی نسخے ترکی کے کتب خانوں میں اب تک محفوظ ہیں۔

شیخ مراد کے دو صاحبزادوں میں سے شیخ مصطفیٰ نے بھی حضرت خواجہ محمد معصوم سے کسب فیض کیا تھا۔ ہمارے خیال میں حضرت کا جو طویل عربی مکتوب جس شیخ مصطفیٰ کے نام ہے وہ یہی شیخ مصطفیٰ مرادی ہیں۔

شیخ محمد مراد کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد مشتقی مرادی (ف ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء) حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی کے خلیفہ تھے۔^۲

شیخ محمد مراد، حضرت خواجہ کے فرزندوں کا بھی اسی طرح احترام کرتے تھے۔ جب حضرت خواجہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ محمد صبغۃ الشرج کے لیے گئے تو شیخ محمد مراد نے حاضر خدمت ہو کر ایک لاکھ روپے بطور نذر پیش کیے۔^۳

سید زین العابدین مینی محدث مدنی

حضرت خواجہ کے عرب خلفائے ان کا نام بھی سرفہرست ہے۔ روضۃ القیومیہ کے ایک بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید زین العابدین عرب سے سرہند میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ نے اپنے قیام عرب میں الشریفین کے دوران

۱۔ مرادی : سلک الدرر ۱۳۰/۴

۲۔ صفراحد : مقامات معصومیہ ۸۴۳ (ان کا نام روضۃ القیومیہ سے ماخوذ ہے ۲۳۶/۲)

۳۔ محمد معصوم : مکتوبات ۵۲/۲

۴۔ مرادی : سلک الدرر ۱۱۴/۴ - ۱۱۶ (مفصل حالات)

۵۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲۹۷/۴

۶۔ صفراحد : مقامات معصومیہ ۸۴۲ ۷۔ کمال الدین محمد احسان : ۲۴۴/۲

ان سے اجازت حدیث لی تھی۔ حضرت خواجہ کا ایک عربی مکتوب بھی ان کے نام ہے۔
ان کے علاوہ بھی حضرت خواجہ نے کئی علماء عرب میں کو اجازت ارشاد دی تھی، ان میں
سے بعض کے اسماء تذکروں میں محفوظ ہیں۔

شیخ عمرو شافعی مینی نے بھی آپ سے خلافت پائی اور اپنے پیر کی اتباع میں حنفی
مسک اختیار کرنا چاہا لیکن حضرت نے منع کیا۔ مین میں ان سے اس سلسلہ کو بڑا فروغ ہوا۔
خواجہ محمد صادق بخاری بھی حضرت کی طرف سے عرب میں ہی مصروف کار تھے۔ مولانا
عبداللہ حجازی بھی آپ کے خلیفہ تھے اور شیخ محمد مراد کے ہمراہ حضرت خواجہ کی حرم الشریفین
سے واپسی کے وقت مکہ میں حاضر تھے۔ اسی طرح مولانا محمد امین بدخشی جو حضرت شیخ آدم
بنوڑی کے خلیفہ، ان کے سوانح نگار اور حضرت خواجہ سے بھی منسلک تھے وہ عربستان
میں نہ صرف سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف تھے بلکہ ان کی بدولت محافلین
سلسلہ مجددیہ کی مخالفت منسوخ ہوئی اور انہوں نے اس سلسلہ میں تحریری طور پر بہت
اہم کام کیا۔

حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے اثرات

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سفر حرمین کے بڑے مثبت اثرات مرتب

۱۔ صفراحمہ : مقامات مصریہ ۴۸

۲۔ محمد معصوم : مکتوبات ۴۱/۲۔ ان کی نسبت مینی روضۃ القیومیہ سے اور محدث مدنی کا
لقب مقامات مصریہ سے ماخوذ ہے۔

۳۔ محمد احسان : روضہ ۲۴۴/۲

۴۔ ایضاً : ۱۱۴/۲

۵۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے
والی کتب سلسلہ مجددیہ۔

ہوئے تھے اور ان اثرات کے بہت سے پہلو ہیں۔ ہم صرف دونکات پر بحث کر رہے ہیں۔

اول اس سفر کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ نقشبندیہ۔
دوم اس سلسلہ کی نشر و اشاعت عربستان میں۔

آپ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ

ان سنین (۱۰۶۷-۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷-۱۶۵۸ء) میں سلسلہ مجددیہ پر ہندوستان اور عرب میں کئی اہم کتابیں مرتب ہوئیں۔ جن میں اول کتب مناقب و احوال دوم حضرت خواجہ اور ایمان سلسلہ کی تائید میں موثر کتب اور سوم حقیقت کعبہ کے مسئلہ پر کئی رسائل اس دوران تالیف ہوئے جن کا مختصر تعارف یہ ہے:-

- (۱) لطائف المدینہ۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی نے اپنے والد حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کے احوال، ملفوظات اور سفر حرمین کے دوران آپ کے مکاشفات فصیح عربی زبان میں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء کو ہی مرتب کر لیے تھے مولانا محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں حضرت خواجہ محمد سعید کے جن مکاشفات کو حضرت وحدت کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اس رسالہ سے ماخوذ ہیں ہم نے تحقیق و حواشی سے اس اہم رسالہ کو مرتب کر لیا ہے انشاء اللہ جلد طبع ہو جائے گا۔
- (۲) مولانا بدخشی نے لکھا ہے کہ مخدوم زادوں نے اپنے قیام حرمین کے دوران اپنے مکاشفات پر کئی رسائل لکھے تھے۔ ان میں حضرت وحدت کے نام کے ساتھ علامہ محمد فرخ مجددی کے رسالہ مکاشفات کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۔ بدخشی محمد امین : نتائج الحرمین ورق ۲۴۲ ب ۲۴۵ - ۱
بدخشی : مقامات احمدیہ و معصومیہ ۴۵ (اردو ترجمہ طبع لاہور)

(۳) مولانا بدخشی نے ہی صراحت کی ہے کہ اس قیام کے دوران حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت خواجہ کے مناقب لکھ کر بدخشی کو دیے کہ وہ انہیں نتائج الحرمین میں شامل کر لیں۔

(۴) مؤلف حضرات القدس مولانا بدرالدین سرہندی کے فرزندوں نے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد کے حالات پر اس دوران کئی رسائل تالیف کیے مولانا بدخشی لکھتے ہیں :

”شیخ بدرالدین و فرزند ان اور مناقب ایشان رسالہا و مکتوبہا و کرامتہا جمع کردہ اند۔“

(۵) تالیفات مولانا محمد امین بدخشی : حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوٹی کے خلیفہ مولانا بدخشی نے بھی اس دوران میں کئی اہم کتابیں تالیف کیں۔ ان کی کتابوں کی خاصی تعداد ہے۔ ان میں ہم صرف متعلقہ کتب ابوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

مقامات احمدیہ و مناقب حضرات المعصومیہ۔ یہ کتاب مولف نے حضرت خواجہ کے حرمین الشریفین میں حاضر ہونے پر عربی زبان میں لکھی تھی۔ نتائج الحرمین کی تکمیل حدود ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء کے بعد اس کا خلاصہ فارسی زبان میں بھی کیا تھا۔ نیز انہوں نے وضاحت کی ہے کہ مجھے علوم و معارف و مناقب حضرت خواجہ پر کئی رسائل لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۔ بدخشی، مناقب احمدیہ و مقامات معصومیہ ۴۸

۲۔ بدخشی، نتائج الحرمین - ورق ۲۹۳ - ج ۱، ب

۳۔ بدخشی، نتائج الحرمین - ورق ۲۷۸ - ج ۱، ب

رسالہ مناقب احمدیہ و مقامات معصومیہ کا ایک بہت ہی غیر مربوط اور متن سے خاصا مختلف سا اردو ترجمہ لاہور سے ۱۹۴۰ء میں طبع ہوا تھا۔

مولانا بدخشی کی سب سے اہم کتاب نتائج الحرمین ہے جو تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا بنیادی موضوع حضرت شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء) کے احوال، مناقب اور افکار کا بیان ہے لیکن ضمناً اس میں سلسلہ مجددیہ کے بارے میں ایسی معلومات درج ہو گئی ہیں جن سے دوسرے مآخذ کیسے غالی ہیں مثلاً اس کی تیسری جلد میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرار ہم کے حالات و کمالات کا بہترین طریقہ سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ خصوصاً حضرات کے سفر حج کی سب سے زیادہ تفصیلات اس میں درج ہوئی ہیں کیونکہ اس کے مولف حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران ہمہ وقت حضرت خواجہ کے ہمراہ رہتے تھے۔ نیز حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہجرت حرمین (۱۰۵۳ھ) سے لے کر سال تکمیل (۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء) تک حرمین الشریفین میں سلسلہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کیلئے جو سعی کی گئی اس کی سب سے زیادہ معلومات کی حامل بھی یہی کتاب ہے۔

(۶) مناقب کے ساتھ ساتھ اس قیام کے دوران بعض ماسدین نے حضرت خواجہ کی 'مذمت' میں بھی رسائل لکھے تھے۔ جن کے جواب علماء نے موثر طور پر دیے تھے اور رد و قبول کا یہ سلسلہ حضرت سے پہلے اور وصال کے بعد تک بھی جاری رہا، کتاب "مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

(۷) حضرت کے حرمین الشریفین پہنچنے سے پیشتر ہی وہاں حقیقت کعبہ کا مسئلہ علماء کے درمیان زیر بحث تھا۔ نقشبندی حضرات کا خیال تھا کہ "کعبہ شگ" کلوخ کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقت کعبہ تمام حقائق سے افضل ہے حتیٰ کہ حقیقت

انبیاء کرام سے بھی۔“

یہ مسئلہ اس وقت شدت سے بحث کا موضوع بن جاتا ہے جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلیفہ اہل حضرت شیخ آدم بنوڑی ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں ہجرت کر کے حرین الشریفین میں مقیم ہو جاتے ہیں اس وقت سے حضرات مخدوم زادگان کے حرین پہنچنے تک (یعنی ۱۰۶۸ھ) اس موضوع پر کئی رسائل تائیدی و تردیدی وجود میں آچکے ہوتے ہیں۔ خود حضرات سرہند نے ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں سرہند سے اس موضوع پر مفصل رسائل تالیف کر کے حرین کے علما کے پاس بھیجتے تھے۔^۱ جن میں انہوں نے اپنے مذکورہ بالا مسلک کی تائید میں پُر زور دلائل بھی دیے۔ مولانا محمد امین بدخشی خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی نے اس موقع پر سب سے اہم کردار ادا کیا اور اس موضوع پر ایک مفصلہ رسالہ ”المفاضل بین الانسان والکعبۃ“ کے نام سے لکھ کر اس قسم کے تمام تالیف شدہ رسائل کا جائزہ لیا ہے۔^۲ انہوں نے عربی و فارسی میں اس موضوع پر کئی اہم رسائل تالیف کرنے کا بھی ذکر کیا ہے اور اپنی سب سے مشہور کتاب نتائج الحرمین میں اس مسئلہ کے لیے تقریباً چالیس صفحات وقف کیے ہیں۔^۳ اگر معاملہ یہاں تک ہی رہتا تو زیادہ اختلاف پیدا نہ ہوتا لیکن جب حاسدین سے اس موضوع پر دلائل نہ بن سکے تو وہ سلسلہ مجددیہ کی مخالفت کے لیے دوسرے ذرائع استعمال کرنے لگے۔^۴ اور یہ سلسلہ عرصہ تک وہاں چلتا رہا۔ دونوں اطراف سے تائیدی و تردیدی رسائل

- ۱۔ بدخشی : المفاضلہ ورق ۱
 ۲۔ یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اقتباسات نتائج الحرمین میں پائے جاتے ہیں۔
 ۳۔ بدخشی : نتائج الحرمین۔ نسخہ۔ ۱ ورق ۱۹۴-۲۱۶
 ۴۔ بدخشی : المفاضلہ (اس سالہ میں اس سلسلہ کی نشر و اشاعت کو راہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔)

لکھے جاتے رہے۔

عربستان میں سلسلہ مجددیہ کی ترویج

جس طرح سلسلہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت ہندوستان، ماوراء النہر، ایران اور مغربی علاقوں میں ہوئی اس طرح عرب میں یہ سلسلہ بڑی سرعت سے رائج ہوا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے فعال ترین بزرگ مصنف حضرت خواجہ محمد پارسا (ف ۸۲۲ھ / ۱۴۲۰ء) مدفون جنت البقیع (مدینہ منورہ) حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ اہل شیخ تاج الدین سنبھلی کا قیام حرمین اور اس سلسلہ کی معروف کتاب رشتات کا عربی ترجمہ، پھر مکتوبات حضرت مجدد کے عربی تراجم نے مل کر اس سلسلہ کی ترویج کے لیے ایسا ماحول پیدا کر دیا جس سے اس میں روز بروز اتنی ترقی ہوئی کہ حضرت خواجہ محمد معصوم (۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء) میں جب حرمین الشریفین پہنچے تو ان کا جس طرح خیر مقدم کیا گیا اس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے بہت سے عربی خلفاء میں سے چند ایک کا تعارف بھی کر دیا جا چکا ہے۔

مولانا محمد بن فضل اللہ محبتی نے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی والعشر میں، شیخ محمد خلیل مرادی نقشبندی (جن کے جدِ اعلیٰ حضرت محمد مراد مذکور حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے) نے سلک الدہر فی اعیان القرن الثانی والعشر میں اور مولانا محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں ایسی تمام سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جن کا تعلق اس سلسلہ کی ترویج سے ہے اور اس سلسلہ سے وابستہ بہت سے اصحاب کے بلند احوال اور کمالات کا دلنشین پیرایہ بیان میں تذکرہ کیا ہے، جن کی روشنی میں ان اثرات کا جائزہ لینا بہت آسان ہو جاتا ہے جو ان نفوس قدسی کے دم قدم سے اس پاک سرزمین پر مرتب ہوئے۔

۱۔ ہم نے اس موضوع پر ایک مفصل مقالہ حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں

لکھا ہے بشمولہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۸۲ء

تعلقات حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ

ایک غلط فہمی کا ازالہ

روضۃ القیومیہ کے ذریعہ عوام و خواص میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ کے تعلقات بہت کشیدہ تھے بلکہ ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے تو ان سرہندی حضرات کی دو پارٹیاں بنانے کی کوشش کی ہے۔ تعجب ہے کہ ڈاکٹر اکرام صاحب روضۃ القیومیہ پر ہر قسم کی تنقید کرتے ہوئے اُسے غیر محتاط، غالی معتقد، کم علم اور غیر ثقہ سب کچھ کہے جا رہے ہیں اور قارئین کو احتیاط کے ساتھ اس کے مطالعہ کی تلقین بھی مسلسل کرتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جہاں مجددی سلسلہ کے خلاف کوئی روایت ملتی ہے جس سے ان کے موقف کو سہارا ملتا نظر آتا ہے اُسے تو روضۃ القیومیہ پر تبصرہ کیے بغیر قبول کر لیتے ہیں اور جہاں کہیں ان کے اپنے خیالات پر زد پڑتی ہے وہاں روضۃ القیومیہ انہیں رطب و یابس کا مجموعہ نظر آنے لگتا ہے۔

بالکل ایسا ہی معاملہ روضۃ القیومیہ کی ان متضاد روایات کے بارے میں ہے۔ جو حضرت خواجہ اور حضرت شیخ آدمؒ سے متعلق ہیں۔ اس لیے ہمارے نزدیک ان روایات کا بھی بڑی تنقید کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

روضۃ القیومیہ میں ۲۶ سال قیومیت (۱۰۵۱ھ) کے تحت لکھا ہے :
..... جب شیخ صاحب (آدم بنوڑی) کے مرید تعداد میں زیادہ ہو گئے۔
چنانچہ ہزار ہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے تو آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کی اطاعت سے سر پھیر لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا

مجھے حضرت قیوم اول سے مل چکا ہے۔ مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے..... آنحضرت کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوتی کہ ایک دفعہ شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ بنوڑ گئے تو انہوں نے شیخ آدم سے ایسی گفتگو سنی جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت جیو مجھ سے فیض حاصل کریں..... اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی کو دکھایا۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدمؒ کے متعلق خواجہ محمد معصومؒ کا ایک مکتوب بنام حضرت شاہ جیو بھی کہیں سے نکال لیا ہے۔ مکتوب یہ ہے۔ بعض نامکمل اور ادھورے ساک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابر دین کی برابری کرتے ہیں لیکن برابری کہاں ان سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے جو محض نادانی اور خام خیالی ہے بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالاتِ فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں۔ انہوں نے ضائع کیا، کھویا اور گنوا یا۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے محض خواب ہیں ان کی مثال چوہے کی سی ہے، جو ہلکی کی گانٹھ پر پیاری بن بیٹھتا ہے۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے ۱۰۵۱ھ کے واقعات میں یہ سب کچھ لکھا ہے جیسا کہ مولانا بدیشی نے خود وضاحت کی ہے کہ وہ ان ایام میں خالقہا سرہند میں مقیم تھے۔ اگر اس

قسم کا کوئی واقعہ پیش آتا تو کہیں اشارتاً ہی اس کا ذکر کرتے۔ بلکہ نتائج الحرمین کے مطالعہ کے بعد تو یہ بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ صاحبزادگان سرہند اور حضرت شیخ آدمؒ کے درمیان تعلقات میں کسی قسم کی کشیدگی نہیں تھی۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت شیخ آدم بنوٹریؒ کے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے چنانچہ شیخ آدمؒ نے اپنے مریدوں اور فرزندان کو تعلیم و تربیت کے لیے حضرت خواجہ کے پاس بھیجا تھا اور شیخ آدمؒ حضرت خواجہ کو حضرت مجدد کا قائم مقام جانتے اور تعظیم کرتے تھے۔ ان دنوں (۱۰۵۰ھ) مولانا بدخشی بھی خالقہ سرہند میں مقیم تھے فرماتے ہیں:-

”ایشان (خواجہ محمد سعید) حضرت سیدی (شیخ آدم) را بسیار دوست می داشتند و فرزندان و فقرائے ایشان تربیت می کردند لہذا سیدی فرزندان خود را بایشان سپردہ بودند توجہ می خواستند و خود ہم تواضع نمودہ در حلقہ و خلوت ایشان می نشستند و بجای پیر خود تعظیم می کردند ایں جامع علیہ الرحمۃ در سال ہزار و پنجاہ زایشان مہربانی بسیار دیدہ۔“

حضرت خواجہ غلام محمد بن شیخ آدمؒ کو خود شیخ آدمؒ نے اپنے مخدوم زادوں کی خدمت میں حصول علم ظاہر و باطن کے لیے سرہند بھیجا ہوا تھا مولانا بدخشی ۱۰۵۰ھ میں سرہند میں مخدوم زادہ غلام محمد کے درس ہدایہ و مطول میں خود شریک تھے، فرماتے ہیں:

”مخدومی شیخ غلام محمد اکثر علوم را بخدمت حضرات پیر زادہائے خود بزرگوار یعنی مولانا خواجہ محمد سعید و سیدنا خواجہ محمد معصوم و سیدی شاہ محمد یحییٰ سلمہم اللہ تعالیٰ تحصیل علوم ظاہری و باطنی میکردم بخدمت ایشان (شیخ غلام محمد) ہم آشنائی و خصوصیت داشتیم و در درس ایشان در ہدایہ و مطول شریک بودم از ایشان

بنفایت مہربانی میدیدم..... چوں در سہرند ملازمت حضرت عزیزاں
میفرستادند سفارش تربیت باطنی ایشان را ہم میکردند۔“

حضرت شیخ ابونصر انبانیؒ جنہوں نے باطنی تربیت حضرت مجدد الف ثانیؒ سے پائی
تھی۔ حضرت مجدد قدس سرہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ آدم کی خدمت میں مزید باطنی
تربیت کے لیے حاضر ہوئے تو شیخ آدم نے یہ قبول نہیں کیا اور کہا میرے پیر بزرگوار
کے مخدوم زادگان کے پاس جاؤ، کیونکہ وہی مریدوں کے مربی ہیں۔ بدخشی، شیخ ابونصر
کی زبانی لکھتے ہیں :

”بعد از وفات ایشان قدس سرہ (حضرت مجدد الف ثانی) پیش حضرت
خلیفۃ الزمانی علیہ الرضوان (شیخ آدم) آدم ایشان را قبول نکردند و گفتند
پیش حضرات مخدوم زادگانے پیر بزرگوار ما بروید کہ ایشان مربی مریدانند
و حضرت ایشان لازم ترند۔“

حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ حضرت خواجہ
محمد معصوم اپنے مریدوں کو شیخ آدم کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید فرماتے تھے اور حضرت
شیخ آدم اپنے مریدوں کو حضرت خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی تلقین مکرر
فرماتے تھے، لکھا ہے :

”در صحبت مخدومی و سیدی بوم امور مکر وہ و اغراض نفسانیہ از ہیج یک ندیدم
بلکہ ہر یک مرید خود را بدگیری ترغیب میکردند چنانچہ بارہا شنیدہ ام کہ
سیدی بریدان میگفتہ اند کہ حضرات مخدوم زادہا می ماکمالات صوری و

۱۔ محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۱۳۲ ب

۲۔ ایضاً : ورق ۲۲۵ ب

۳۔ ایضاً : ورق ۲۲۹ ب

معنوی آراستہ اندہر کہ را رغبت صحبت ایشان باشد، هیچ مانعی نیست اگر
خواہند من اورا بردہ سفارش کنم۔

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے نتائج الحرمین کا ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ حضرت شیخ آدم بنوری نے کہا کہ ”حضرت خواجہ محمد معصوم کی صحبت اختیار کرو اگر
کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے تو میں خود اس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے
بعض کی سفارش حضرت خواجہ سے کی لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا۔“

نتائج الحرمین کے منقولہ بالا اقتباسات کی روشنی میں حضرت شیخ آدم پر بھی ہتھان
ہے۔ خود مولانا محمد امین بدخشی نے حضرت مخدوم زادگان سرہند سے تین سال تک مسلسل
سرہند میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی تھی۔ ۱۰۵۱ھ میں حضرت خواجہ نے
اپنی ایک خاص مجلس میں مولانا بدخشی سے کہا کہ میاں شیخ آدم بڑے بزرگ ہیں ان لوگوں کی
مجالس خوب گرم ہیں اور انہوں نے قادری سلوک بھی حاصل کیا ہے۔ اگر تمہیں ان کی
صحبت اختیار کرنے کا اشتیاق ہے تو کوئی مانعت نہیں۔ حضرت خواجہ نے بات
یہیں پر ختم نہیں کر دی بلکہ صحبت شیخ آدم اختیار کرنے کے سلسلہ میں ”ترغیب مکرم“ سے
کام لیا فرماتے ہیں :

چند سالی کہ در ملازمت حضرات مخدوم زادہای بزرگوار بودم و تحصیل
ضروریات دین میکردم دریں مدت چند سال ہرگز چیزی نشنیدم کہ موجب
استخلاف شد بلکہ ہمیشہ تعظیم یک دیگر باشد۔ میکردند خصوصاً شیخ محمد معصوم
جیون شستہ بودم باوجود حظ وافر در خاطر شوق بنورِ خطور میکرد و ناگاہ ایشان
مطلع گردیدہ مرا مخاطب نمودند کہ یا فلاحی میاں شیخ آدم بسیار بزرگ اند

۱۔ ایضاً : ورق ۲۴۹ ب

۲۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۶۴/۲

مجلسہای گرم دارند۔ اکنون شنیده می شود کہ ایشان میگویند کہ از حضرت میرا
 محی الدین ہم پیشتر گذشتہ ام اگر باشد ہیچ مانعی نیست و دریں ترغیب تکرار
 میکردند ازین سخن کمال انصاف و غایت نیک نفسی ایشان معلوم میشود۔
 آنرا از طفیل آن خاطر رحمانی و اجازت آن ناصح ربانی صحبت آن عارف
 ربانی در اشرف مکان بحصول پیوستہ

مولانا بدخشی نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہمراہ حرمین کا سفر اختیار کرنے کے لیے
 باقاعدہ حضرت خواجہ محمد معصوم سے اجازت لی تھی فرماتے ہیں :

”مقصود آن است کہ در صحبت سیدی (شیخ آدم) و رضای مخدومی (خواجہ
 محمد معصوم) آدم شاید آنکہ ہر دو عزیز را بہ خود مہربان دیدہ افادہ یافتم در
 علوم و معارف و مناقب ایشان رسالہ ہا نوشتہ

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”شیخ آدم کے مرید بھی انہیں
 حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ
 سے افضل سمجھتے تھے“

مندرجہ بالا بحث کے بعد اس مہمل اقتباس پر تبصرہ کی ضرورت تو نہیں ہے
 لیکن پھر بھی یہ کہہ دینا لازم ہے کہ نتائج الحرمین میں شیخ آدم کے جتنے خلفاء کے حالات
 مندرج ہیں کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی بلکہ شیخ کے خلفاء تو مبتدیوں کو خالقانہ سرہند
 میں استقامت کے ساتھ مقیم رہنے کی تلقین کرتے تھے خود مولانا بدخشی کے ایک ہم سبق
 مولانا شیخ عثمان پشاوروی جو شیخ آدم کے خلیفہ بھی تھے، مولانا کو خالقانہ سرہند میں قیام

۱۔ بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۱۸۷-۱۸۸

۲۔ ایضاً : ورق ۲۷۸

۳۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۶۳/۲

پر مجبور اور مستقل مزاج رہنے کی تلقین کرتے رہے لکھا ہے :

”در خانقاہ سہرند پیش فقیری آمدند و باقامت و استقامت در ہمین خانقاہ
ترغیب میکردند و میگفتند آنچه ما از بنوڑ حاصل کردیم شما ہم داریم۔“
نتائج الحرمین میں متعدد ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے ان دونوں حضرات کے مخلصانہ
تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مثال اور ملاحظہ ہو :

”چنانکہ مخدومی فقیر ابسیدی ترغیب کردند..... و سیدی ہم جمعی را بہ
مخدومی ترغیب میکردند و میگفتند کہ حضرات مخدوم زادہای بکمالات صوری
و معنوی آراستہ اند ہر گز رغبت بصحبت ایشان باشد مبارک است اگر
خواہد من اورا بردہ سفارش کنم۔“

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کی اہانت کے سلسلہ میں
حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے جو منقولہ بالا مکتوب منسوب کیا ہے۔ اسے ڈاکٹر ایس ایم اکرام
نے بغیر کسی رد و قدح کے قبول کر لیا ہے۔ یہ تعجب کا مقام اس لیے نہیں ہے کہ مکتوب
نقل کرنے سے پیشتر ڈاکٹر اکرام مجددی حضرات کے سیر مقامات پر تنقید کرتے چلے آئے
تھے کہ اچانک انہیں شیخ آدم کے سیر مقامات کے خلاف ایک وضعی مکتوب ملا جسے
انہوں نے یہ کہتے ہوئے اپنی کتاب میں جگہ دے دی :

مجددلیوں نے اپنی طرف سے ایسے واقعات کا اشتہار دیا ہے کہ عقل حیران
ہوتی ہے اور خیال آتا ہے کہ اگر ان بزرگوں نے پرانے صوفیوں کی بعض
غلطیوں کی اصلاح کی ہے تو کیا انہوں نے بتدلیوں اور خوش اعتقادوں
کو الجھانے کا اس سے زیادہ سامان تو نہیں پیدا کر دیا ! احوال و مقامات

۱۔ محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۲۳۰ ب۔ نسخہ ۱۔

۲۔ ایضاً : ورق ۲۴۹۔ ۱

پر بھروسہ رکھنے سے انسان جن خام خیالیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کا اندازہ اس خط سے ہو سکتا ہے جو حضرت مجدد کے جانشین خواجہ محمد معصوم نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے والد کے ایک مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوڑی کی نسبت لکھا ہے:

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اکرام روضۃ القیومیہ سے خواجہ صاحب کا یہ مکتوب نقل کرتے وقت روضۃ القیومیہ کے غیر ثقف اور غیر مستند ہونے کا اپنا سبق بھول گئے تھے۔ اگر بنظر تحقیق دیکھا جائے تو حضرت خواجہ کے مکتوبات کے مجموعہ میں یہ مکتوب سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ:

مخدوم زادہ سید محمد اولیاء بن حضرت شیخ آدم نے اپنے برادر بزرگ شیخ غلام محمد کی وفات (۱۰۶۵ھ) کے بعد سجادہ نشینی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس باب میں نہایت انکار فرمایا تو والد بزرگوار کے غلاف نے کبار نے جمع ہو کر منصب مشیخت قبول کرنے کی درخواست کی تو پھر بھی انکار کر دیا۔ آخر جب مخدوم زادگان سر نہ دے سنا تو خود بنوڑ تشریف لائے اور انہیں مسند سجادگی پر بٹھا کر اپنی دستار عنایت کی اور خلافت دے کر عزت بخشی لکھا ہے:

”آ آنکہ حضرات عزیزان سہرند شنیدہ در بنوڑ تشریف آورده ایشانرا سجادہ نشین ساختند و دستار خود را بر ایشان نهادند خلافت دادند۔“

اگر روضۃ القیومیہ میں منقول مکتوب (دربارہ حضرت شیخ آدم) صحیح ہوتا تو صاحبزادگان ایسا اقدام نہ کرتے اپنی دستار خلافت سے نہ نوازتے۔

اس لیے ہمارے نزدیک یہ مکتوب بالکل وضعی ہے اور ان حضرات کے مابین کوئی نزاع نہیں تھی۔

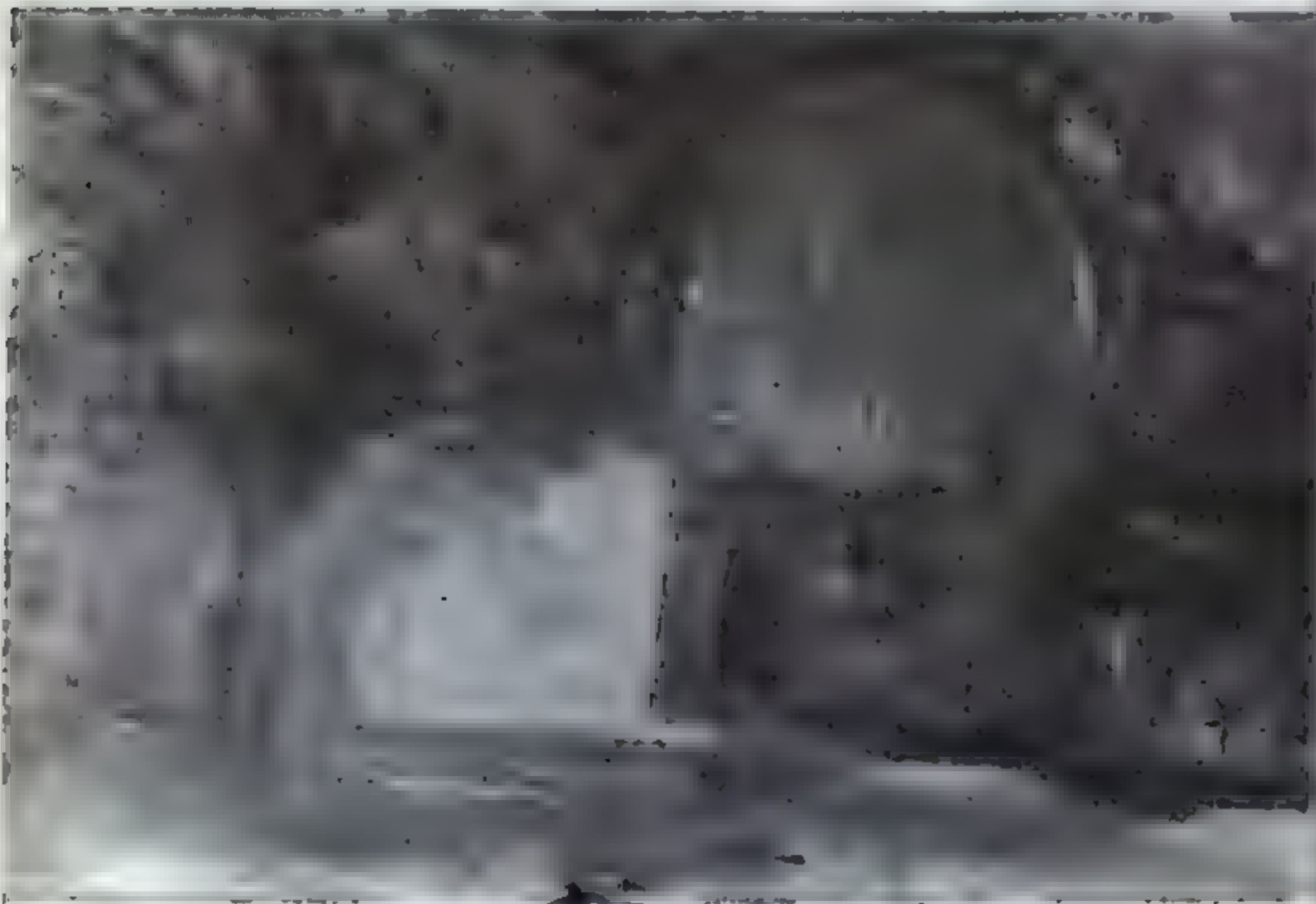
۱۔ اکرام ایس ایم: رود کوثر ۲۹۷ ۵ محمد امین بخشی: نتائج الحرمین نسخہ ۱، ورق ۱۳۶-۱۳۷

چونکہ حنات الحرمین میں حضرت خواجہ کے مزار شیخ آدم پر جانے کا ذکر آیا ہے اس لیے ہمیں اس موضوع پر

۲۔ سرہند میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے مزار کا گنبد (ماخوذ از کتابچہ سرہند)



Muhammed Ma'sum Hazretlerinin türbelerinin görünüşü
A view of Hadrat Muhammed Ma'sum's tomb



Muhammed Ma'sum Hazretlerinin türbelerinin kapısı
The gate of Hadrat Muhammed Ma'sum's tomb

۳۔ درگاہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا دروازہ (ماخوذ از کتابچہ سرہند)

مؤلف حنات الحرمین

حضرت مروج الشریعہ محمد عبید اللہ

حضرت مروج الشریعہ صاحب ملفوظات ہذا حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند،
حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے اور مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کے جامع ہیں۔

ان کی ولادت رجب ۱۰۳۸ھ / ۱۶۲۹ء میں ہوئی۔

ابتدائی اور اکثر متداول علوم کی تحصیل اپنے عم بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید
خازن الرحمۃ سے کی، مولانا بدر الدین سلطانپوریؒ اور اپنے والد سے بھی پڑھا تھا۔ مؤلف
مقامات معصومیہ کا بیان ہے :

اکثر تحصیل علوم ظاہرہ بخدمت عم اشرف خود حضرت خازن الرحمۃ و پیش
جامع العلوم ملا بدر الدین نمودہ اند..... در آخر عمر مبارک حضرت ایشان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح مسلم پیش آنحضرت می خواندند۔

کم نشی میں ہی زیرک و حاضر جواب تھے۔ سات سال کے تھے کہ مولانا عبد الحکیم
سیاکوٹی سرسند گئے تو ان کے سوالات کے فی البدیہہ جوابات دیتے۔

۱۔ مفراحمہ معصومی : مقامات معصومیہ۔ قلمی نسخہ ۵۵۱

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مؤلف روضۃ القیومیہ (۲/۳۸۷) نے ۲۱ شعبان ۱۰۳۷ھ
دیا ہے۔ ہمارے نزدیک مقامات معصومیہ کے بیانات کو ترجیح حاصل ہے۔

۲۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا تحت غلطی حضرت خواجہ

۳۔ مفراحمہ : مقامات معصومیہ ۵۵۳

۴۔ ایضاً : ۵۵۲

درس و تدریس

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد مبارک نے درس و تدریس کے میدان میں بھی خاصا نمایاں کام کیا ہے جس پر تحقیقی مواد خاصا موجود ہے۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ سلسلہ مجددیہ کی ان خدمات کا بھی بھرپور طور پر جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ حضرت مروج الشریعہ کا ذوق درس و تدریس بھی قابل توجہ ہے۔ ان کے ایک معاصر مؤلف شیخ عبدالفتاح نے لکھا ہے کہ ان کے حلقہ درس میں ساٹھ ستر کے قریب طلبہ حاضر ہوتے ہیں اور نہایت خوش گوئی سے درس دیتے ہیں۔

قبلہ اہل معرفت شیخ عبید اللہ معروف بہ میاں حضرت خلیف حضرت شیخ محمد معصوم سرہندی..... در حلقہ درس ایشان قریب شصت و ہفتاد کس حاضری شدند و بسیار خوش گو و خوش رو و خوش خلق و خوش محاورہ بودند۔

خود فرماتے ہیں کہ ۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۱ء میں مجھے مروج الشریعہ کا خطاب القا ہوا لکھتے ہیں :

روز یکشنبہ ۱۰۷۲ھ بست و چہارم ریح الاول در قیلولہ نیم روزہ بہ خطاب ممتاز گردید کہ مروج الشریعت۔ بعد ازاں در ہماں تاریخ بسطہ عظیم رو داد۔

نیز ۱۰۷۶ھ / ۱۶۶۵ء میں بشارت ملی کہ تمہاری ولایت، ولایت محمدی ہے :

۱۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی : مفتاح العارین۔ قلمی۔ ذخیرہ شیرانی۔ کتب خانہ

دانش گاہ پنجاب درق ۲۵۷-۱

۲۔ مروج الشریعہ : خزینۃ المعارف ۱۳۱/۱۰۹

بہ یقین معلوم شد کہ ولایت تو ولایت محمدی است علی صاحبہا السلام
وکان ذالک ظاہراً او اہل ذی الحج ۱۰۷۶ھ۔

ان کی تسبیح میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تسبیح خاص کے دو دانے
بھی شامل تھے جو انہوں نے کسی تقریب سے حاجی محمد معقول کو ارسال فرمائی تھی۔

تالیفات

مؤلف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ حضرت مروج الشریعت کی بہت سی
تالیفات ہیں، لیکن ہمیں اس وقت تک اُن کی صرف مفصلہ ذیل کتابوں کا علم ہوا ہے۔

مکتوبات معصومیہ جلد اول

حضرت مروج الشریعت نے اپنے والد، استاد اور مرشد حضرت خواجہ محمد معصوم
کے مکتوبات کی پہلی جلد کی ترتیب و تدوین کا کام انجام دیا۔

حضرت خواجہ کے مکتوبات کی تینوں جلدیں آپ کی زندگی میں ہی مرتب ہو گئی
تھیں۔ پہلی جلد حضرت مروج الشریعت نے ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ء میں تدوین کی۔ "جمع
کمالات نبوت" اور "درۃ التاج" دو تاریخی مادے خود ہی کہے اور مؤخر الذکر کو اس
کے تاریخی نام کی حیثیت بھی حاصل ہے لکھتے ہیں :

چوں تاریخ اتمام ایں قدسی آیات بگوش ہوش از سر و ش غیب "جمع
کمالات نبوت" میرسد اگر ایں "درۃ التاج" را بہ ہمیں نام خوانند

۱۔ مروج الشریعت : خزینۃ المعارف ۱۰۶ / ۱۲۸-۱۲۹

۲۔ ایضاً ۹۷ / ۹۵

۳۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲ / ۲۰۱-۲۰۲ (اُردو ترجمہ)

۴۔ دوسری دو جلدیں ۱۰۷۲-۱۰۷۳ھ میں مرتب ہو کر شائقین تک پہنچ چکی تھیں۔

می شاید^۱

اس جلد میں ۲۳۹ مکتوبات ہیں۔ مطبع نظامی کانپور سے ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوئی۔ پھر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے کئی خطی نسخوں کے تقابل سے اس کے متن کو مرتب کیا جو مکتوبات کی تینوں جلدوں کے ساتھ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ تینوں جلدوں کا اردو ترجمہ مولانا سید زوار حسین شاہ مرحوم نے کیا ہے۔^۲

یواقیت الحرمین

یہ کتاب حاضر ہے جس کا فارسی ترجمہ حنات الحرمین شائع کیا جا رہا ہے تفصیل اسی مقدمہ میں حنات الحرمین کے تحت ملاحظہ کریں۔

رسالہ فی قرأت خلف الامام

یہ رسالہ عربی نشر میں ہے اور قرأت خلف الامام کے موضوع پر ہے۔ یہ رسالہ مؤلف کے فرزند شیخ محمد ہادی نے مؤلف کے مسودات میں سے مرتب کیا تھا۔ ابتدائیہ میں خود وضاحت کرتے ہیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی ائزّل القرآن و وقفنا لتاویله و ارشد
الاستنباط احکام الشرائع بتقرره والصلوة والسلام علی
رسوله الذی الخ اما بعد فینقول العبد الضعیف
المزقّب تفویض الصمد البادی السہادی تاج الدین ابوالحسن

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول دیباچہ از حضرت مروج الشریعت ۵۶ طبع ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان۔
۲۔ یہ ترجمہ ادارہ مجددیہ کراچی سے طبع ہوا۔

محمد ہادی دققہ اللہ سبحانہ لما یحب ویرضی هذه
قطرات نرثمة من بحار العلوم والتدقیقات والمعات
تلاؤات من انوار التفقه والتحقیقات وفقرات غسورت
من مسودات سلطان المحققین امام المدققین قبلتنا
بہاء الحق والیدین ابوالعباس الشیخ محمد عبید اللہ
رضی اللہ سبحانہ عنہ وارضاه فی تضعیف الحجۃ ...

۲۱۔ اوراق کا یہ قلمی رسالہ حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات خزینۃ المعارف
کے اُس خطی نسخہ مخزونہ خالقانہ مجددیہ قلعہ جواد کابل کے ساتھ مجلد تھا جو حالیہ انقلاب
افغانستان میں پورے کتب خانہ کے ساتھ نذر آتش کر دیا گیا ہے۔ راقم اس حق نے ۲۲ جولائی
۱۹۷۶ء کو اس خطی نسخہ سے استفادہ کیا تھا اور حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی بن
حضرت نور المشائخ ملا شور بازار نے نہایت شفقت و محبت سے اس کی زیارت کرائی تھی۔

رسالہ در عدم تعمیل کفار

رسالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے ایک مکتوب
بنام اورنگ زیب عالمگیر میں خود وضاحت کی ہے کہ یہ رسالہ بھیجا جا رہا ہے اور نگزیب
کو دینی و ملی نصائح کے ساتھ اس رسالہ کا تحفہ بھی ارسال کیے جانے کا ذکر اس طرح
کیا ہے :

رسالہ در عدم تعمیل کفار نوشتہ بطریق تحفہ بحضور عالی فرستاد امید کہ بہ تمام
نظر مبارک در آید۔

نیز حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات کے جامع شیخ محمد ہادی نے اس رسالہ کو وضاحت سے حضرت مروج الشریعت کی تالیف بتایا ہے :
 وارسال رسالہ در عدم تعمیل کفار کہ از مصنفات حضرت ایشان بود.....
 اس اہم رسالہ کے کسی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔

رسالہ در رد فخر الدین رازی

امام ہمام نے فقہ حنفی کے اثبات میں ایک رسالہ لکھا تھا، امام فخر الدین رازی نے اس رسالہ کا رد تحریر کیا، حضرت مروج الشریعت نے رازی کے رد کا جواب ایک رسالہ کی صورت میں دیا تھا۔ یہ رسالہ حضرت مروج الشریعت ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔

غزینۃ المعارف

یہ حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ جو ان کے فرزند شیخ محمد ہادی نے مرتب کیا تھا۔ اس کے مرتب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کا خیال ہے کہ غزینۃ المعارف اس کا تاریخی نام ہے جس سے اس کا سال ترتیب ۱۰۹۴ھ آد ہوتا ہے۔

اس میں ۱۵۶ مکتوبات ہیں۔ اور نگ زیب عالمگیر کے نام مکتوب نمبر ۱۱، ۶۶، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۳۰ سے اندازہ ہوتا ہے کہ بادشاہ کے ساتھ ان کے خوشگوار تعلقات تھے اور بادشاہ کی باطنی تربیت پر ان کی توجہ تھی غزینۃ المعارف

۱۔ مروج الشریعت : غزینۃ المعارف ۱۲۱/۹۵

۲۔ کمال الدین محمد احسان : روضہ ۲۰۱/۲ - ۲۰۲

کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ خاندانہ مجددیہ قلعہ جواد کابل افغانستان میں تھا۔ اسی نسخہ کی بنیاد پر جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اس کا متن مرتب کر کے کراچی سے ۱۹۷۳ء میں شائع کیا تھا۔

حضرت مروج الشریعت اپنی تحریرات کے آخر میں عموماً دستخط اس طرح کرتے تھے۔
 ”حرره الفقیر محمد عبید اللہ عفی عنہ“

اولاد

حضرت مروج الشریعت کے پانچ فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔ عبدالرحمن، عبدالرحیم، شیخ محمد ہادی، شیخ محمد پارسا اور شیخ محمد سالم۔ ان فرزند ان گرامی میں سے شیخ محمد ہادی سب سے زیادہ نامور اور کئی اہم کتابوں کے مولف تھے۔

شیخ محمد ہادی

انہوں نے اپنا پورا نام تاج الدین ابوالحسن محمد ہادی لکھا ہے۔ ان کی ولادت رمضان ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء میں ہوئی۔ انہوں نے تحصیل علم کی ابتدا اپنے دادا حضرت

۱۔ مروج الشریعت: خزینۃ المعارف ۱۵۲/۱۷۳

۲۔ محمد حسن جان مجددی: انساب الانجاب۔ طبع ٹنڈو ماہیں واد سندھ ۱۳۴۰ھ ۲۹

صفر احمد معصومی: مقامات معصومیہ۔ نسخہ ۵۷۱-۵۷۳

کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲۰۲/۲ (اُردو ترجمہ)

۳۔ ملاحظہ ہو رسالہ قرأت خلف الامام۔ قلمی۔ مقدمہ ہذا

۴۔ کمال الدین محمد احسان ۲۰۲/۲

خواجہ محمد معصوم سے کی اور مطول کا آغاز آپ ہی کی خدمت میں کیا پھر اپنے والد سے پڑھا :

”مطول را شروع از جناب حضرت ایشان نموده بودم سلیق اول آن کتاب از آنحضرت استفادہ نموده و ارادہ ہم بلا واسطہ آنجناب حضرت ایشان داشتند ثانیاً کسب بخدمت والد بزرگوار خود اختیار نموده بودند۔“

مؤلف روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے کہ شیخ محمد ہادی نے انتہائی علوم حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی ملقب بہ قیوم ثالث سے حاصل کیے تھے اور ان کی مولویت گذشتہ مجتہدوں جیسی تھی۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت کے ساتھ بھی ان کو بہت عقیدت تھی اور ان سے استفادہ کیا تھا۔

شیخ محمد ہادی بہت سی قابل توجہ کتابوں کے مؤلف تھے خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ کی تاریخ ان کی تالیفات کے بغیر صحیح معنوں میں مرتب نہیں ہو سکتی۔ مولف روضۃ القیومیہ کا بیان ہے کہ شیخ محمد ہادی تصنیف و تالیف میں اس قدر مصروف تھے کہ اپنے مشائخ میں سب سے زیادہ مصروف شخصیت کہلاتے تھے۔ ذیل میں ان کی تالیفات کا مختصر تعارف کروایا جا رہا ہے :

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر بقدر چالیس جزء۔

۱۔ صفراحمد : مقامات معصومیہ ۵۷۲

۲۔ کمال الدین محمد احسان ۲۰۳/۲

۳۔ صفراحمد : مقامات معصومیہ ۵۷۳

مؤلف روضۃ القیومیہ نے مبالغہ کیلئے ہے کہ حضرت وحدت ان کے مرید ہو گئے تھے (روضہ ۲/۱۸۳)

۴۔ روضہ ۲۰۳/۲

۵۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲۰۳/۲

(۲) کواکب دریہ۔ یہ اپنے سلسلہ کے شاخ مجددیہ کے حالات پر نہایت فصیح
کتاب ہے اور پانچ جلدوں پر مشتمل ہے مولف مقامات معصومیہ کا بیان ہے :
..... شیخ محمد ہادی را حضرت حق سبحانہ جزا خیر و ہاد کہ سعادت خود
وانسہ مقامات پنج حضرت ایشان در چہل سال در پنج جلد طویل
بہ تفصیل تمام نگارش فرمودہ اند۔

اس کتاب کے ایک جز کا نام کواکب دریہ بھی ہے۔ اس میں حضرت وحدت
سرمندی کے حالات ستر اجزا پر مشتمل ہیں۔

(۳) حجۃ الاحوال۔ کو روضۃ القیومیہ کے مولف نے الگ کتاب بتایا ہے حالانکہ
اس کا موضوع اپنے مشائخ عظام کے احوال ہے۔

(۴) ترویجہ۔ یہ اپنے والد حضرت مروج الشریعت کے حالات پر مشتمل ہے۔

(۵) تجدید احوال۔ در اثبات تجدید حضرت شیخ احمد سرمندی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔

(۶) رسالہ در جواب شبہات در بارہ تصوف۔ میر اسماعیل بنیرہ حضرت میر
محمد نعمان بخشی کی تحریک پر تالیف کی۔

(۷) نصوص الدقائق۔ بجواب نصوص الحقائق۔ ان کے علاوہ بہت سی کتب معقول و
منقول پر ان کے حواشی بھی ہیں۔

۱۔ صفرا محمد : مقامات معصومیہ ۱۴۱

۲۔ ایضاً ۱۴۲

نیز روضۃ القیومیہ کے مولف نے کواکب دریہ کے بھی پانچ دفتر بتائے ہیں (روضۃ ۲۰۳/۲)

۳۔ کمال الدین محمد احسان : ۲۰۳/۲

۴۔ ایضاً ۲۰۳/۲

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

شیخ محمد ہادی کی مذکورہ بالا کسی کتاب کے وجود کا تعالٰیٰ ہمیں علم نہیں ہے فقط
خزینۃ المعارف اور رسالہ فی قرأت خلف الامام کے نسخے ملتے ہیں جن کا تعارف
تالیفات حضرت مروج الشریعت کے تحت کر دایا جا چکا ہے۔

شیخ محمد ہادی نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۱ء میں انتقال کیا۔
حضرت مروج الشریعت نے ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ / ۱۷۶۹ء میں انتقال کیا۔
اس وقت آپ سنبھالک (من مضافات سرہند) میں تھے۔ عمر کل ۴۵ سال تھی۔

مولف روضۃ القیومیہ کا بیان ہے کہ اوزنگ زیب کو حضرت مروج الشریعت
کے انتقال پر بہت افسوس ہوا۔ اس نے دلجوئی کے لیے شہزادہ معظمؒ کو سرہند بھیجا۔
وہ حضرت کے فرزندوں کو اپنے ہمراہ اوزنگ زیب کے پاس لے گیا اور انہیں شاہی قلعہ
کے اس خاص مقام میں ٹھہرایا جہاں حضرت مروج الشریعت رہا کرتے تھے۔ بادشاہ
نے خود وہاں قلعہ میں جا کر صاحبزادوں کے ساتھ فاتحہ خوانی کی۔^۱

اوزنگ زیب کی حضرت مروج الشریعت سے والہانہ عقیدت کا اندازہ تو آپ
کے مکتوبات سے بھی ہوتا ہے لیکن دیگر ماخذ بھی روضۃ القیومیہ کی اس سلسلہ میں تصدیق

۱۔ صفحہ ۱، مقامات معصومیہ ۵۷۳۔ مولف روضۃ القیومیہ (۲/۲۰۷) نے سن وفات ۱۱۲۱ھ
درج کیا ہے جو اس لیے درست نہیں کہ مولف مقامات معصومیہ نے وضاحت کی ہے کہ ان کا انتقال
سرہند پر غلبہ کفار کے بعد ہوا۔ سرہند پر سکھوں کا قبضہ متفقہ طور پر ۲۶ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ / ۲۴ مئی
۱۷۱۰ء کو ہوا تھا۔ گنڈا سنگھ: باندہ سنگھ بہادر (۶۷) اس لیے مولف مقامات معصومیہ کا مندرجہ
سنہ وفات ۱۱۲۳ھ درست ہے۔

۲۔ صفحہ ۱، مقامات ۵۷۰، روضہ ۲/۲۰۱، محمد ہادی: خزینۃ المعارف (ویباچہ از شیخ محمد ہادی) ۵
۳۔ روضہ ۲/۲۰۱

۴۔ شہزادہ معظم: اوزنگ زیب کے بعد بہادر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا (۱۱۱۸-۱۱۲۴ھ /
۱۷۰۷-۱۷۱۲ء) اس کی ولادت برہان پور میں ۴ اکتوبر ۱۶۴۳ء کو ہوئی۔

۵۔ روضہ ۲/۲۰۱



۴۔ حسناۃ الحرمین کے جامع خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت کا مزار۔ سرہند میں (ماخوذ از کتابچہ سرہند)

کرتے ہیں۔ مقاماتِ معصومیہ کے ایک بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ محمد ہادی بن حضرت مروج الشریعت اورنگ زیب کے ساتھ ایک مہم پر لشکرِ بجا پور میں اُس کے ہمراہ تھے۔^۱

خانوادہ مترجم حنات الحرمین

حنات الحرمین کے مترجم شیخ محمد شاکر بن ملا بدرالدین سرہندی ہیں۔ ملا بدرالدین سرہندی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے نامور غلیفہ، آپ کے سوانح نویس اور شہرہ آفاق کتاب حضرات القدس کے مؤلف ہیں۔ اس علمی و روحانی خانوادے کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں۔

شیخ ابراہیم مخزنی سرہندی

ملا بدرالدین سرہندی کے والد اور مترجم حنات الحرمین کے دادا تھے، درس و تدریس شغل تھا۔ محدث، مفسر اور متصوف تھے۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ قمیص قادریؒ (متوفی ۹۹۲ھ / ۱۵۸۴ء) کے مرید اور مولانا نظامی گنجوی کے دو واسطوں سے شاگرد تھے اور ان کی کتاب ”مخزن اسرار“ کو سب سے پہلے ہندوستان میں انہوں نے رائج اور شامل درس کیا اور اس کتاب کا چونکہ کثرت سے درس دیتے تھے اس لیے ان کی نسبت ہی ”مخزنی“ مشہور ہو گئی۔ انہوں نے اکثر علوم حاجی ابراہیم سرہندی سے حاصل کئے تھے اور صرف ایک واسطے سے مولانا جامی سے بھی تعلق خاطر تھا۔ ملا بدرالدین لکھتے ہیں :

..... والد فقیر..... عالم و عامل محدث و مفسر و متصوف محقق بودہ اند

۱۔ صفرا محمد: مقاماتِ معصومیہ ۵۷۲

۲۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو: غلام سرور لاہوری: حدیقتہ الاولیاء۔ ۴۰

..... پیوستہ بہ درس کتب متداولہ اشتغال می نمودند مخزن اسرار
نظامی گنجوی را در سفر لویس بہ سند عالی بہ دو واسطہ از مصنف سند کردہ بودند
و اول کسی کہ دین دیار آن کتاب حقائق آثار را آوردہ و ظاہر ساختہ و درس
گفتہ ایشانند از کثرت اشتغال ایشان بدین مخزن و علوسند بہ ”مخزنی“
شہرت یافتند مرید و خلیفہ حضرت شاہ قیس قادری بودند بسیاری
از مشائخ عصر ہند مثل شیخ عبدالاعاد فاروقی رسیدہ اند۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، شجرہ نسب اس طرح ہے:
نسب والد فقیر حضرت صدیق اکبر میرسد، بدیں طریق کہ ایشان فرزند شیخ
عبدالرحمن المشہور بہ شیخ میتہا اندودی پس شیخ خلیل اللہ بن شیخ محمد بن شیخ
عبداللہ بن شیخ عمر بن عثمان بن شیخ محمد بن علی بن ابوطالب بن علی بن ابومحمد
قاسم بن علی بن جعفر بن شیخ محمد بن علی بن حسن بن شیخ محمد بن نصر بن قاسم
بن شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن امیر المومنین ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ

شیخ بدرالدین کی والدہ کا انتقال ۱۰۲۲ھ میں اور والد یعنی شیخ ابراہیم کا وصال
۷۳ سال کی عمر میں ۲۹ شوال ۱۰۲۱ھ میں ہوا۔ اور سرہند میں روضہ شاہ ابوبخاری کے صحن
میں دفن ہوئے۔

ملا بدرالدین سرہندی

ان کا سال ولادت و وفات حتمی طور پر معلوم نہیں ہے۔ اپنے والد سے تحصیل علم کی

۱۔ بدرالدین سرہندی: سنوات الاتقیاء۔ قلمی ورق ۳۲۱-۳۲۲-۱

۲۔ ایضاً ورق ۳۲۳-۱ ۳۔ ایضاً ورق ۳۲۲-۱

اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے غسک ہونے سے پیشتر سلسلہ تادریہ میں بیعت و اجازت اپنے والد سے حاصل تھی، خود لکھتے ہیں :

ایں حقیر پیش از رسیدن بہ ملازمت حضرت ایشان (حضرت مجدد) اشتغال و اوراد قادریہ خصوصاً سیفی و اربعین (و) اسماء شطاریہ از خدمت والد بزرگوار خود تلقین گرفتہ بود و در حضور ایشان (والد) عمل نموده و اجازت تلقین ایں اشتغال نیز از ایشان یافتہ^۱

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بھی انہوں نے شرح مواقف، بیضاوی اور عضدی جیسی بلند پایہ کتابیں پڑھی تھیں۔^۲ اس لیے انہیں روحانی تربیت کے ساتھ ظاہری علوم میں بھی حضرت سے تلمذ کا شرف حاصل تھا۔ نوجوانی ہی میں حضرت مجدد سے وابستہ ہونے کا ذکر خود فرمایا ہے۔ اور پھر اتنا قرب و تیسر آیا کہ جلوت و خلوت میں حضرت کے ہمراہ رہنے لگے۔ حضرت مجدد نے خلافت سے سرفراز فرمایا تو اپنے سن رسیدہ چچا شیخ محمد کو بھی "تلقین ذکر" کی تعلیم دی حضرت مجدد کے کئی مکتوبات بھی ان کے نام ہیں۔^۳

تالیفات ملا بدالدین سرہندی

ملا بدالدین سرہندی کئی اہم کتابوں کے مولف تھے۔ ان کی زیادہ کتب علم تصوف سے متعلق ہیں۔ ان کا مرکزی مطمح نظر حضرت مجدد الف ثانی، آپ کی اولاد و خلفاء کے حالات زندگی مرتب کرنا تھا۔ ان کی تصانیف میں سے سیر احمدی حضرات القدس اور دصال احمدی کا یہی موضوع ہے۔

۱۔ ایضاً ۳۲۲ - ۱

۲۔ بدالدین سرہندی : حضرات القدس ۸۹/۲ (فارسی)

۳۔ محبوب الہی : (مقدمہ) حضرات القدس ۱۰/۲ - ۱۵ (مختصاً)

حضرت مجدد الف ثانی کی معاصرہ و سوانح عمریوں میں ان کی حضرات القدس کو خاص اہمیت حاصل ہے اور وہ اپنی ثقاہت کے اعتبار سے عالمی شہرت حاصل کر چکی ہے دیگر تالیفات یہ ہیں :

- ۱۔ سیر احمدی (سوانح حضرت مجدد) یہ حضرت مجدد کی زندگی میں تالیف ہوئی اس پر خود حضرت مجدد نے نظر ثانی فرمائی تھی اور حضرت کی اولین سوانح ہونے کا شرف بھی اسی کو حاصل ہے۔ اس کا مسودہ چوری ہو گیا تھا۔
- ۲۔ کرامات الاولیاء۔ در اثبات کرامات بعد از موت۔
- ۳۔ فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ
- ۴۔ روائع۔ در اصطلاحات صوفیہ و اشغال
- ۵۔ مقامات غوث الثقلین (فارسی ترجمہ بحجۃ الاسرار)
- ۶۔ روضة النواظر۔ در مناقب حضرت غوث اعظم
- ۷۔ ترجمہ تفسیر عرائس البیان از شیخ روز بہان بقلی (بیع آن را بہ ترجمہ رسانید)
- ۸۔ وصال احمدی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ایام وصال کے احوال، آپ کے انتقال سے قبل اور بعد خوارق عادات کے ظاہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سال سے صاحب زبدۃ المقامات نے بھی استفادہ کیا ہے۔ یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

۱۔ یعنی زبدۃ المقامات مولفہ شیخ محمد ہاشم کشمی اور حضرات القدس

۲۔ حضرات القدس دو جلدوں میں ہے دونوں کا اردو ترجمہ مولانا احمد حسین امروہوی اور عرفان احمد خان انصاری نے کیا تھا لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کے دفتر اول کا ترجمہ سال ہی میں محمد اشرف نقشبندی نے کیا ہے جو کتبہ نعمانیہ یا ککوٹ سے چھپا ہے۔ مولانا محبوب الہی نے صرف دفتر دوم کا فارسی متن مرتب کیا تھا جو ۱۹۷۱ء میں طبع ہوا۔

۳۔ حضرات القدس ۱۵۸/۲، ۱۶۰، ۱۵۸/۲، ۱۵۹

۹۔ سنوات الاتقیار۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر زمانہ تالیف تک کے صلوات امت کے سین و فوات مع مختصر مناقب درج کیے گئے ہیں۔ انداز بیان نہایت دلکش و سادہ ہے۔ "ماثر الصدیقین" سے اس کے آغاز تالیف کی تاریخ ۱۰۳۶ھ برآمد ہوتی ہے۔ قصور (پاکستان) میں اس کا ایک ناقص نسخہ ہماری نظر سے گزرا تھا۔

۱۰۔ مجمع الاولیاء۔ اس میں ایک ہزار پانچ سو صوفیہ کرام کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۰۴۴ھ میں مکمل ہوئی۔ لیکن بعد میں اس میں بعض لوگوں نے تحریف کر کے اسے پایہ اعتبار سے گرا دیا۔

انہوں نے یہ کتاب علی اکبر کرڈی سرنہدی کی استدعا پر تالیف کی تھی، لکھتے ہیں :

"سیدے از دوستانے کہ تادہ سال کرڈی سہرند بود، ازین مسکین استدعا نمود کہ کتابے..... الخ

یہاں اس کرڈی کا نام نہیں لکھا گیا لیکن انہوں نے اپنی دوسری تالیف سنوات الاتقیاء میں اس کا نام وصاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اس کرڈی نے مجھ سے یہ کتاب مستعار لی اور اس میں تحریف کر کے اپنے نام سے شہرت دی۔ وہ علمی اعتبار سے عامی تھا اس نے یہ کام دوسروں کی مدد سے کیا۔ لکھتے ہیں :

مجمع الاولیاء..... دراصل تالیف ایں فقیر بود علی اکبر کرڈی سہرند بمقابلہ احسانی ازمن گرفت باتفاق فضلار احوال صحابہ بان الحاق نمود آن را بنام خود کرد و ادعای بود خط سواد کمتر داشت.....

خوش قسمتی سے مجمع الاولیاء کا یہ محرف خطی نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس لندن سے

دریافت ہو گیا ہے۔ یہ نسخہ مولف کا خود نوشتہ ہے۔ اس میں جا بجا کاٹ چھانٹ اور رد و بدل کیا گیا ہے گویا یہ وہی محرف نسخہ ہے جس میں علی اکبر نے اپنی خواہش کے مطابق تبدیلیاں کر دانی تھیں اور اس میں اپنا نام علی اکبر اردستانی بحیثیت مولف لکھ دیا تھا، اس کتاب میں حضرت امام ربانی اور آپ کے صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا ذکر جس محبت و خلوص سے درج ہوا ہے وہ بھی اسی کی غمازی کرتا ہے کہ یہ ملا صاحب کی تالیف ہے نہ کہ ”کرڈی سرہند“ کی۔

ملا بدرالدین سرہندی کے صاحبزادے

ہمیں اس وقت تک ملا صاحب کے صرف تین صاحبزادوں کے نام معلوم ہیں۔
 اول ملا محمد شاکر (مترجم حسانات الحرمین) دوم ملا محمد افضل سرہندی اور سوم شیخ محمد۔
 یہ تینوں حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد سعید سے نسلک تھے۔
 ملا محمد افضل کے نام حضرت خواجہ کے دو مکتوبات ملتے ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ بھی ایک طالب صادق تھے۔ مولانا محمد امین بدخشی کے ایک بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ ملا بدرالدین کے صاحبزادے بھی سفر حج میں حضرت خواجہ کے ہمراہ تھے اور انہوں نے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد کے مناقب میں رسائل لکھے اور ان کے مکتوبات بھی جمع کیے تھے :

شیخ بدرالدین و فرزند ان اور مناقب ایشان رسالہا و مکتوبہا و کرامتہا
 جمع کردہ اندیکہ.....

۱۔ مجمع الاولیاء۔ خطی نسخہ، کتب خانہ انڈیا آفس۔ لندن فہرست ایسے ۶۴۵-۶۴۶

(فہرست نگار نے اس کے مولف کا نام علی اکبر حسینی اردستانی لکھا ہے)

۲۔ محمد معصوم، خواجہ، مکتوبات ۱/۱۶۰، ۱۹۴ء۔ یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

اس کی تصدیق لطائف المدینہ سے بھی ہوتی ہے۔ اس کے باب کرامات کے آغاز میں وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت خواجہ محمد سعید کی کرامات کا احاطہ و شمار بہت مشکل ہے، لیکن حضرات المقدس کے مولف ملا بدرالدین کے فرزند شیخ محمد نے ان میں سے چند ایک جمع کی ہیں :

لکن قد نصدی لجمع جملة منها الاخ الصالح الباقر محمد بن سید والدین السرهندی صاحب حضرات القدس مقامات المجدد رضی اللہ عنہ۔ الخ

ملا محمد شاگرد سرہندی

ان کے حالات زندگی تذکروں میں نہیں ملتے۔ یواقیت الحرمین کا انہوں نے حسان الحرمین کے نام سے سرہند شریف پہنچ کر ۱۰۷۰ھ میں عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس ترجمہ کے بغور مطالعہ سے نہ صرف یہ عیاں ہوتا ہے کہ مترجم اس سفر میں حضرات کے ہمراہ تھے بلکہ اس عالی شان خاندان کے ساتھ ان کے کم سنی سے ہی اخلاص و محبت کے مراسم تھے۔

شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی) نے لکھا ہے کہ مترجم حسان ملا محمد شاگرد سرہند کے قاضی تھے۔^{۱۵}

^{۱۵} بدخشی محمد امین، نتائج الحرمین۔ نسخہ ۱، ورق ۲۹۳۔ ۱، ب۔ نیز رک بہ مقدمہ حاضر تحت حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران تالیفات.....

^{۱۶} وحدت، عبدالاحد سرہندی : لطائف المدینہ ورق ۳۰۔ ۱ (یہ اہم مخطوطہ بھی ہم نے مرتب کر لیا ہے، انشاء اللہ جلد شائع ہو جائے گا۔)

^{۱۷} محمد مراد کشمیری : حسان المقربین۔ قلمی۔ (شیخ محمد فضل اللہ ہمشیرہ زادہ حضرت خواجہ محمد معصوم جن کا نام خود حضرت خواجہ نے محمد شاگرد رکھا تھا، اور ٹنگ زیب نے ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں سرہند کا قاضی مقرر کیا مقامات معصومیہ ۶۷۷) اس لیے قیاس ہے کہ شیخ محمد مراد نے سہواً مترجم حسان کو قاضی سرہند لکھ دیا ہوگا۔ مترجم بھی ان کے بعد سرہند کے قاضی ہے ہوں۔

یواقیت الحرمین کے جامع حضرت مروج الشریعت نے خود ملا محمد شاکر کو اس کے ترجمے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں دیگر صاحبزادگان کے نوشتہ مکاشفات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات کی نظر میں ملا بدرالدین کے اس فرزند کی کتنی عزت تھی اور ان کا علمی مقام بھی مسلمہ تھا۔

حنات الحرمین

رسالہ حنات الحرمین حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ان مکاشفات احوال اور فرمودات کا مجموعہ ہے جو آغاز سفر حرمین الشریفین، قیام حجاز مقدس اور ہندوستان کی طرف واپسی کے دوران بیان کئے۔

حضرت خواجہ ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں حرمین الشریفین کی طرف بنیت حج روانہ ہوئے تو صاحبزادگان، اعزہ اور بعض خلفا بھی ہمراہی کا شرف حاصل کر کے وہاں حاضر ہوئے اور آپ کے صاحبزادے حضرت مروج الشریعت محمد عبید اللہ آپ کے فرمودات کو عین موقع پر ہی ”عربی نصیحہ“ میں قلم بند کرتے رہے اور سر ہند شریف پہنچ کر اس کی تکمیل کر کے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت خواجہ اس کے مطالعہ کے بعد روضہ منورہ حضرت مجد والف ثانی قدس سرہ پر حاضر ہوئے کہ ان تحریرات کے بارے میں حضرت کی مرضی معلوم کریں۔ تو بہت ہی عنایات کا کشف ہوا۔ اور عالم مکاشفہ میں بطور انعام جواہر اور یواقیت سے بھرے ہوئے ”دو خوان“ ایک ایک شخص جس کے سر پر جواہرات سے مرصع تاج تک لے کر حاضر ہوا۔ پس اس مناسبت سے اس مجموعہ کا نام ”یواقیت الحرمین“ تجویز کیا گیا۔ اس کے بعد اس سلسلہ

۱۔ تفصیل اسی مقدمہ میں حنات الحرمین کے تعارف کے تحت ملاحظہ کریں۔

۲۔ خاتمہ حنات الحرمین، نیز روضۃ القیومیہ (۱۱۶/۲ - ۱۱۷) میں یہ حکایت مفصل طور پر

کے کئی مشائخ کے ملفوظات کے حصوں میں ہر ملفوظ کو "یا قوت" کا نام دیا جانے لگا۔

فارسی ترجمہ

ہندوستان پہنچ کر طالبان حق کی درخواست پر مولف (حضرت مروج الشریعت) نے اسے فارسی میں ترجمہ کرنے کے لیے شیخ محمد شاکر بن ملا بدرالدین سرہندی کو حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا "مشروح فارسی" میں ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ ۱۰۷۱ھ / ۱۷۶۱ء میں مکمل ہوا۔ گویا حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے عین حیات ہی یہ اہم کام پورا ہو گیا تھا۔ ملا محمد شاکر نے اس لفظی ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ یہ مشروح فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم نے وضاحت کی ہے کہ اگرچہ اس مجموعہ میں زیادہ تر حضرت مروج الشریعت کے بیان کردہ مکاشفات ہیں لیکن چند ایک بیانات دیگر صاحبزادوں کے بھی اس میں شامل ہیں جن کے نام ان مواقع پر لکھ دیے گئے ہیں۔

حنات الحرمین کی مقبولیت

حضرت خواجہ کے مکاشفات کا یہ مجموعہ سال تالیف ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء سے لے کر آج تک بہت ہی مقبول اور اس حلقہ میں متداول ہے۔ اس رسالہ کے جامع حضرت مروج الشریعت اپنے ایک مکتوب میں اس رسالہ کی مقبولیت اور حضرت مجدد

۱۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۵ء کے ملفوظات مشمولہ جواہر علویہ میں یہ مثال ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۲۔ حنات الحرمین۔ ابتدائیہ از مترجم فارسی۔ نیز روضہ ۱۱۷/۲، مقامات معصومیہ ۵۵۷ میں بھی اس ترجمہ کے خود مولف کی طرف سے امر کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ حنات الحرمین : ابتدائیہ از مترجم فارسی۔

الف ثانی قدس سرہ نے عالم مکاشفہ میں اس کے بارے میں جس رشتے کا اظہار فرمایا تھا اس سے خود آگاہ فرماتے ہیں :

”در شب جمعہ زیارت حضرت پیر دستگیر رفتہ بودیم تو جہے در باب سالہ حنات الحرمین کہ چیز ہائے عجیب در ان مندرج شدہ است و اشیتم کہ آیا ایں ہمہ اسرار و معاملات کے مرقوم گشتہ است صحت دارد و اظہار آن مرضی است یا نہ ؟ حضرت مجدد الف ثانی ظاہر شدہ آن قدر الطاف و عنایات نمودند کہ تا حال بہ این خصوصیت کم نمودار شدہ باشند ہر وقت در کنار گرفتند و بوسہ می دادند و از کمال شفقت گردن می گشتند۔ راوی گوید ایں ہمہ اشارہ است بہ صحت آن حالات و رضا بہ اظہار آن۔“

ہمارا دعویٰ ہے کہ اس رسالہ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس کی تبلیض سے پہلے ہی اس کے اقتباسات لیے جانے لگے تھے۔ سلسلہ مجددیہ کے ایک عظیم محقق و سوانح نگار مولانا محمد امین بدخشی جو اس رسالہ کی ترتیب کے زمانہ ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں حرمین الشریفین میں موجود۔ اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے حالات پر ضخیم و مجسم کتاب نتائج الحرمین کی تالیف میں مصروف تھے۔ جب حضرات سرہندی کی حرمین میں حاضری کا سنا تو کشاں کشاں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان حضرات کے پاس رہنے لگے اور وہ ان دنوں نتائج الحرمین کی جلد سوم کی تدوین کر رہے تھے کہ اس کام کو روک کر انہوں نے عربی زبان میں حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی اور دیگر حضرات سرہندی کے حالات پر ایک مستقل کتاب لکھی اور نتائج الحرمین کی تکمیل (حدود ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء) کے بعد اس کا عربی سے فارسی میں ترجمہ بھی کیا تھا، انہوں نے مذکورہ کتاب، اس کے فارسی ترجمے اور نتائج الحرمین میں رسالہ حنات الحرمین کے عربی متن سے بکثرت اقتباسات اپنی ان تینوں کتابوں میں

شامل کئے تھے۔ گویا ہماری تحقیق کے مطابق حسنات الحرمین سے نقل و اقتباس کا اولین شرف مولانا محمد امین بدخشی کو حاصل ہوا۔

مولانا بدخشی کے بعد سلسلہ مجددیہ کے ایک اور نامور سوانح نگار شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء) جنہوں نے اس سلسلہ کی تاریخ پر قابل توجہ کتابیں تالیف کی تھیں، اپنی کتاب حسنات المقربین (۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ء) میں حسنات الحرمین کے نصف سے زیادہ حصے کو نقل کر کے محفوظ کر لیا ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ پر سب سے زیادہ ضخیم و اہم کتاب مقامات معصومیہ کے مولف شیخ صفرا احمد معصومی (نواسہ حضرت خواجہ) نے حسنات میں سے سترہ یواقیت کو اپنی اس کتاب کی زینت بنایا۔

روضۃ القیومیہ (۱۱۴۵-۱۱۶۹ھ / ۱۶۳۵-۱۶۵۹ء) کے مولف نے حسنات الحرمین سے بکثرت اقتباسات دیئے ہیں اور کئی مقامات پر اس کے براہ راست عربی متن سے استفادہ کرنے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ روف احمد رافت مجددی (۱۲۲۹ھ / ۱۸۳۲ء) نے بھی اپنی بعض تالیفات میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت عنوان ”حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے والی سلسلہ مجددیہ کی کتابیں“۔

۲۔ محمد مراد ٹنگ کشمیری : حسنات المقربین۔ قلمی

۳۔ صفرا احمد : مقامات ۱۸۹-۲۰۹

۴۔ کمال الدین محمد احسان : روضہ ۱۱۷/۲

۵۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو ملفوظات شریفہ ۳۰، ۹۲-۹۳ حواشی

حنات الحرمین کے خطی نسخے

حنات الحرمین کے عربی متن کے کسی نسخے کے وجود کا تا حال علم نہیں ہے۔ اس کے پیش نظر فارسی ترجمے کے اس وقت تک ہمیں صرف مفصلہ ذیل قلمی نسخوں کا علم ہے۔

(۱) کتب خانہ انڈیا آفس لندن۔ ذخیرہ دہلی، مخطوطات فارسی نمبر ۴۷۹

یہ نسخہ دریافت شدہ تمام نسخوں میں کتابت کے اعتبار سے قدیم ترین ہے۔ اس کا سال کتابت ۱۰۷۲ھ ہے۔ اگرچہ ترقیمہ میں جس کا عکس اس مقدمہ میں شامل ہے سے سنہ ۱۰۷۷ھ پڑھا جاتا ہے اور عدد ۷ کے بعد کچھ نہیں لکھا گیا۔ لیکن اس کے خط اور قدامت سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ سال ترجمہ ۱۰۷۱ھ کے فوراً بعد یا ۱۰۷۲ھ کا مکتوبہ نسخہ ہے۔ ہم نے اسی نسخہ کی بنیاد پر یہ متن تیار کیا ہے۔

(۲) کتب خانہ مولانا محمد شمس جان مرحوم سنڈوسائیں داد سندھ

اگرچہ اس میں سال کتابت درج نہیں ہے لیکن حدود ۱۲۰۰ھ کا معلوم ہوتا ہے اس نسخے کا عکس ہمیں جناب حاجی محمد اعلیٰ صاحب کراچی کی وساطت سے حاصل ہوا۔ جس کے لیے ہم ان کے شکریہ گزاریں۔

(۳) حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی بن حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی، سجادہ نشین درگاہ عالیہ حضرت میرزا مظہر جان جاناں و حضرت شاہ ابوالخیر کے ذاتی کتب خانہ میں وہ نسخہ ہے جو ان کے حضرت والد نے مدینہ منورہ سے حاصل کیا تھا۔

(۴) کتب خانہ عارف حکمت۔ مدینہ منورہ (نسخہ نمبر ۲۲۵)

اس نسخہ کی زیادہ تفصیلات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہی ہمیں اس کا عکس مل سکا ہے۔ فقط فہرست مخطوطات فارسی مدینہ منورہ میں اس رسالہ کا

نام درج ہے۔ سسل نمبر ۲۲۵

(۵) کتب خانہ لینن گراڈ (روس) میں بھی اس کا ایک نسخہ پایا جاتا ہے۔ ہمیں اس نسخہ تک رسائی نہیں ہوئی۔

(۶) رسالہ حنات الحرمین کے طویل اقتباسات حنات المقرین، مقامات معصومیہ، اور روضۃ القیومیہ میں پائے جاتے ہیں اس لیے ان اقتباسات سے بھی متن کی تصحیح میں خاصی مدد ملی ہے۔

ہمارے پیش نظر متن کی بنیاد ان اقتباسات کے علاوہ نسخہ نمبر ۱ (جسے حواشی میں نسخہ ۱ لکھا گیا ہے) اور نسخہ نمبر ۲ (جسے نسخہ ۲ سے تعبیر کیا گیا ہے) پر ہے۔ حنات الحرمین کے مختصر تعارف کے بعد آئیے پہلے ہم اس ”ذہنی و مذہبی کشمکش“ کا جائزہ لے لیں جو داراشکوہ کے سہارے صوفیہ خام نے اس عہد میں پیدا کر دی تھی تاکہ اس پس منظر میں ہم مجددی حضرات کی ”تحریک احیائے دین“ کی نوعیت اور حقیقت کو سمجھ سکیں۔

پیش نظر کتاب بھی عین انہیں ایام میں مرتب ہوئی تھی اس لیے اس کی تالیف کا سیاسی و مذہبی پس منظر بھی یہی تھا۔

۱۔ عطار دی قوچانی عزیز اللہ : مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ۔ طبع تہران ۱۳۴۶ ش

۲۔ احمد منزوی : فہرست نسخہ ہای خطی فارسی جلد ہفتم مسودہ مملوکہ جناب

احمد منزوی۔ تہران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل جہاناً ولہایہ مبسوطاً للعبادین فطرح علی سائر
 بکلام متضمن علی التوازیات جو کلام ہم دوا، شفاء، التوازیات
 والصلوة والسلام علی حبیب اللہ لا یحیط نعمۃ الادراک کفی بہ نعمت
 لو انک لم خلقت الا فلاک وعلی آلہ واصحابہم اتباعہ علی سائر
 وجہ سببہم واتباعہم ابجد کثر من معصیان لطف ایزدی
 محمد شاکر بن شیخ عبداللہ بن محمدی سرحدی منہادی کہ جو کتب الاقطار
 غوث الشیخ والناثبات خازن کنوز الہدایہ والمعرفۃ قاسم
 سعادن الرحمۃ والبرکۃ الواصل الی اقصى درجات الولاية السلام

۵۔ حسنات الحرمین کے قلمی نسخہ انڈیا آفس کا پہلا ورق

الی منشی معراج النهایه الوارث کامل و التاج البائع المشرق
 بالمحبه الذاتیه المستعد بکلمه القیومه الجامع بین کلمات^{معالیه} الالهیه
 والغمیه بمنه بالاسرار النافسیه عن صرف^{الانوار} انجمویه النور
 من ملک القیوم سیدنا و امامنا و قبلنا حضرت خواجه محمدم
 سلمه الله سبحانه و ادام برکاته و طلال ارشاده الی یوم المعلوم در
 سده هزار و شصت و نشت که از کلمه محمدن معصوم^{۱۰۴۸} ز الشیخ
 غیر معلوم میکرد و بعینیت الله جل و علاطو افیت^{۱۰۴۸} البدر و
 رسول الله و زیارت اصحاب کبار و مواضع و هزار مرتبه که پیش
 و در آن امان معجزه بمواهب عالیله امرار خاصه مشرف^{۱۰۴۸} جنت
 و ولور دات و الهامات بلند و مقامات کلمات ارحم روضه
 و انوار و اسرار استهای خاصه و خلعت های فیض رحمت که
 النالی حضرت در هنگام فرخندگی خاطر شریف بکلم و اما بسوره
 و شت سطر ی از و رود عنایات فافز و مکاشفات باهره^{۱۰۴۸}

۴ - حنات الحرمین خطی نسخه انڈیا آفس کا ورق شانی

کہ تا حال اہم قسم مرا ہم کتر بظہور ہو گئے باشند میزدیم کہ از
 حال مرحمت کو سا کردا کردا میگردند و اظهار فرج و سروری
 نمایند صباح از روز بعد از نماز بباد بکلمہ فکر مراقب نشستہ
 دیدیم کہ دو کس دو خوانند دست گرفته از مرد و دروازہ
 مسجد شش آمدند و صحبت کی از اہنا خوب بوضوح نہایت
 کہ چہ آوردہ بود و دیگری ان جوان را آوردہ پیش ما نهاد
 دیدیم کہ چہرہ ای درخشیدہ چون جوامر و بوقت آن دابر
 در ان نہادہ اند درین اثنا ان شخص یک تہجیح مکمل
 بجا آورد بر بالہ پشت انتہی راقم حروف گوید غنی غنہ
 بعد سبحانہ کہ سجدہ کہ تسمیہ ان رسالہ بوقت
 موافق ان صوفت افتاد و وجہ وجہ را بانی تسمیہ شد

سبحان رب العزت عالمین و السلام

عالمین و السلام رب العالمین

مدت ہذا رسالہ الشریعہ

مسمی حسانت الحرمین

سازہ و مہر حسان

لہ کام شد

محمد حامد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل جنات اوليائه مهبطا للعجايب ونطقا على لسانهم بسلام من
على الغرائب وحر كلامهم وواو شفاء للتوابع والصلوة والسلام على حبس الذي
لا يحيط بغيبه الا دراك كغربة ناعسا لولاك لما خلقت الافلاك وعلى امة امامية
وعلى جميع الاولياء ومستوسلهم واتباعهم كثرين معصمان الطاف ازدي محمد
شكر بن شيخ نور الدين احمد سرخسدي يشار به في چون حضرت قطب الما قطب غوث شمس
والشباب خازن كنوز الهداية والمعرفة قائم معادن الرحمة والبركة الوهس الى قضى
الولاية البالغ الى منتهى معارج النهاية الوارث الكامل والتابع البالغ المشرف بالمهتد الى
المستعد بخلفه القويته الجامع بين كمال الاتصال والفضيلة المشرفة بالسرار الى
صرف المحبوبة النورية الملائم من الملك القوي سيدنا واما منا وقبلت حضرت خواجہ معصوم
سلم الله سبحانه وادام قبر كانه وظلال ارشاده الى يوم المعلوم ودرست ہزار حضرت
از کلمہ محمدن المعصوم ہزارا شنیع نیز معلوم میگرد و بنیادت خداوندی جل و علا
دروقت رسول اللہ و زیارت محاب کبار و مواضع قرار متبرکہ میسر گشت و بدان اماکن
جموایب عالیہ و اسرار غامضہ شرف ساختند و بواردات و العادات بلند مقامات
و کمالات ارجمند توأختند و انوار اسرار لغتها خواصہ و خلعتہای غمزدست کرد
ان عالی حضرت در بحکام فرخندہ کی خاطر شریف حکم و اما بنعمہ ربک فحدث شطری از
عنایات فاخرہ و مکاشفات باہرہ مخدوہ مزادہ ہای کرام کردین سرفیض اثر

بودند

۸۔ حسنات الحرمین خطی نسخہ مملو کہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی مرحوم۔ کا پہلا ورق

اس عہد کا مذہبی ماحول

وحدت الوجود اور وحدت الشہود^۱

یہاں ان دونوں نظریات کی تفصیل اور ان کے درمیان فرق بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ جب ہندوؤں نے نظریہ وحدت الوجود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کر دی تو اس سے صوفیہ خام کا طبقہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور ان کی بدد سے انہوں نے اسے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ اس کے افکار کا مرکزی نقطہ نظر ”وحدت ادیان“ ہے۔

ان حالات میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایسے صوفیہ کو لاکارا اور اس کے انجام سے خبردار کیا۔ خود حسی سلسلہ کے بزرگوں نے جن کے ہاں اس نظریہ کو سب سے زیادہ پذیرائی ہوئی تھی، اس نظریہ کے تمام تر مبحث کو خالقہا تک محدود رکھنے کی پوری پوری کوشش کی، لیکن جب ان شرائط کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو عوام تک پہنچ کر اس نظریہ نے منفی اثرات مرتب کرنا شروع کر دیے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کو آمیزش سے پاک کرنے کے لیے بہت سعی فرمائی اور اس کے مقابل ”وحدت الشہود“ کو پیش کیا۔

۱۔ اس موضوع پر اختصار کے پیش نظر ہم نے صرف انہیں چند عنوانات پر لکھا ہے۔
۲۔ ان دونوں نظریات کی تفصیل اور فرق کی وضاحت کے لیے دیکھئے ملا عبد العلی بکر العلوم کا رسالہ وحدت الوجود مرتب و مترجم مولانا زید ابوالحسن۔ طبع دہلی و مقدمہ مقامات مظہری۔

افسوس کہ خود غرض اور دنیا پرست علماء و صوفیہ نے اس پر غور و فکر کیے بغیر اسے ایسے معنی پہناتے جس سے مخالفین کو مزید تقویت ملی۔

داراشکوہ نے اس معاملہ میں انتہا کر دی اور سیاسی مقاصد کے لیے ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے وحدت الوجود اور ہندوؤں کے فلسفہ ویدانت کو اس طرح ملانے کی کوشش کی کہ وحدت الوجود سے وحدت ادیان تک جانے میں کوئی مشکل نہ رہی جس کا عملی نتیجہ دارا کی تالیف مجمع البحرین ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ داراشکوہ کے زیر اثر اس نظریہ نے مباحث کی ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ غیر ملکی سیاح بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور فرانسیسی سیاح برنیر جو دارا اور اوزنگ زیب کی جنگ تخت نشینی کے ایام میں (۱۶۵۸ء) داراشکوہ کے لشکر میں بحیثیت طبیب کام کرتا تھا، لکھا ہے کہ وحدت الوجود کے بارے میں ہندوستان میں بڑا غل پڑا ہوا ہے نیز اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ پنڈت اور دوسرے فلاسفہ دارا اور اس کے بھائی شجاع کے ذہن میں یہ نظریہ القا کر رہے ہیں :

I shall explain to you the Mysticism of a great sect which has latterly made great noise in Hindoustan, inasmuch as certain Pundits or Gentile Doctors had instilled it into the minds of Dara and Sultan Sujah.^۱

گواوزنگ زیب کی کامیابی، دارا کے قتل اور مرکز کی مضبوطی نے اس نظریہ کو اوزنگ زیب کے حین حیات ابھرنے نہ دیا لیکن پھر بھی خفیہ طور پر وہ پنڈت اور ڈاکٹر (صوفیہ خام) اس نظریہ کے پرچار اور اسے وہ رنگ دینے میں لگے رہے جس کا آغاز انہوں نے دارا کے سہارے کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کے جانشینوں اور اوزنگ زیب

^۱ Bernier, F: Travels in the Mughal Empire, London, 1891. p. 345.

نے ان کا شدید محاسبہ جاری رکھا۔ جس کی وضاحت کے لیے اس عہد کے عقائد اور مذہبی رجحانات کا پس منظر بیان کیا جا رہا ہے۔

داراشکوہ کے عقائد کا پس منظر

اکبر کی طرح داراشکوہ بھی ابتداء میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا، ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں جب اس نے اپنی پہلی کتاب سفینۃ الاولیاء لکھی تو اس کی عمر ۲۵ سال تھی اس میں اُس نے اپنا نام صوفیہ متقدمین کی تقلید میں انکار کے ساتھ اس طرح لکھا :

”ایں فقیر حقیر محمد داراشکوہ حنفی قادری“

اسی کتاب میں اس نے ”سردر کائنات بہترین موجودات صلی اللہ علیہ وسلم“ کے چاروں اصحاب کو دین کا رکن، اسلام کی ملت مستقیم کا بُرج، ان اصحاب کے ساتھ محبت کو خدا و رسول کی دوستی اور ان کے ساتھ دشمنی کو خدا و رسول کی دشمنی قرار دیا ہے اور اہل سنت کے چار ائمہ کو ”چہار دیوار خانہ اسلام“ کا درجہ دیا ہے۔^۱

اس کے بعد وہ کتب تصوف کا مطالعہ کرتا رہا اور تصوف سے اس کا تعلق محکم ہوتا چلا گیا۔ ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء میں جبکہ اس کی عمر ۱۹ سال تھی وہ اپنے والد شاہ جہاں کے ہمراہ لاہور میں قادری سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت میاں میر لاہوری (د ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء) سے دومرتبہ ملا اور اس کے ذہن پر ان کی عقیدت نقش ہو گئی۔ وہ ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں ہی کشمیر کی سیر کے دوران حضرت میاں میرؒ کے خلیفہ ملا شاہ بدخشی سے ملنے گیا اور ان سے آنا متاثر ہوا کہ بیعت کر کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا اور ان کے تعلقات محکم ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ

۱۔ داراشکوہ، سفینۃ الاولیاء۔ طبع نوکشور۔ کانپور ۱۹۰۰ء، ۱۲

۲۔ دارا، سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۴۸

انہوں نے دارا کو مریدین کی تعلیم و تربیت کے لیے کہا۔

اس واقعہ کے تین سال بعد ہی اس نے ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں حضرت میاں میر لاہوریؒ اور ان کے خلفاء کے حالات پر سکینۃ الاولیاء کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔ اگر اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کتاب کی تالیف سے اس کے شریعت کی قیود سے آزاد تصوف کی طرف رغبت کا پورا احساس ہونے لگتا ہے۔

ہمارے خیال میں ملا شاہ بدخشی جیسے شرعی حدود سے آزاد تصوف کے علمبردار صوفی کی صحبت میں رہ کر اس نے الحاد کی راہ اختیار کی تھی خود دارا شکوہ نے ملا شاہ کی جس زندگی کی تصویر کشی کی ہے اسلام نے اس کی کبھی اجازت نہیں دی۔

ملا شاہ اپنے ابتدائی ایام سلوک میں شاید پابند شرع صوفی ہوں لیکن دارا شکوہ کے زمانہ عروج میں وہ محض ایک آنا دم شرب تھے۔ ان کے نزدیک ایک صوفی کا سر کی حالت میں رہنا نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر تھا۔

”سکر حالتی بلند تر است از نماز گزاروں“

انہوں نے اپنے رسالہ مرشد میں جہاں بہت سی غیر شرعی باتوں کا صوفیہ کے لیے جواز پیش کیا ہے وہاں ان کے نزدیک انا الحق کہنا بھی درست ہے۔ ان کے کلام کے عمومی عنوان تعریف آتش، تعریف حقہ اور تعریف نور و روز وغیرہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملا شاہ اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتے ہوئے طالب کے مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے ان کے حلقہ میں بنوائی نام کا ایک ہندو بھی تھا جو کشمیر میں ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۴ء میں ملا شاہ

۱۔ دارا : ایضاً ۱۷۴، ۱۷۸

۲۔ دارا : ایضاً ۱۵۴، ۱۵۸

۳۔ دارا شکوہ، حیات العارفین۔ طبع تہران ۶۴ (بسطہ تفسیر آیۃ لا تقربوا الصلوۃ.....)

۴۔ ظہور الدین احمد : پاکستان میں فارسی ادب ۱۴۱/۲ ۵ ایضاً ۱۴۴

سے منسلک ہوا تھا معاصر کتاب دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ وہ ملا شاہ سے بہرہ اندوز ہوا:
”کامیاب شناخت گشت“

دبستان مذاہب کے اندراج سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ ہندو اس وقت قصداً وحدتِ ادیان کے پرچار میں مصروف تھا اور صرف ملا شاہ سے ہی ”بہرہ اندوز“ نہیں ہوا تھا بلکہ کئی ”درویشان ہند“ کی صحبت اختیار کی تھی۔

ملا شاہ بدھ مت کے اشعار بھی ان کی اسی قسم کی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کا ضخیم کلیات بھی موجود ہے۔ داراشکوہ نے ان کے جو اشعار نقل کیے ہیں وہ یقیناً اس کے بھی پسندیدہ تھے ملاحظہ ہو:

رشتہ تسبیح ما، رشتہ زنا رشد رہ سوی میخانہ داد، مرشدانای ما
روشنی کفر ما، ظلمت اسلام سوخت تپہ زند فتنہ ما، سرگراز پای ما
شعرا کے تذکروں میں ملا شاہ کا یہ شعر بھی ملتا ہے۔

پنچہ در پنچہ حسدا دارم
من چہ پرواے مصطفیٰ دارم

ان اشعار اور خصوصاً آخری شعر کے پیش نظر وہ اپنی آزاد مشربی کی حدود سے بھی بہت

۱۔ دبستان مذاہب۔ طبع بمبئی ۱۲۷۷ھ ۱۳۸

۲۔ اس ہندو کی اس صحبت کو محض ملاقات اس لیے نہیں قرار دیا جاسکتا کہ ملا شاہ کے حالات پر جہاں آرا بنت شاہ جہان نے جو مستقل کتاب صاحبہ لکھی ہے اس میں اس نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ملا صاحب اپنے عقیدت مندوں اور اخلاص کیشوں کے علاوہ کسی دوسرے سے صحبت نہیں رکھتے۔ (محمد ابراہیم ڈار، مقالہ بر رسالہ صاحبہ، اورنٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۳۷ء ۹)

۳۔ داراشکوہ، حسانات العارفین۔ طبع تہران ۶۷

۴۔ نصر آبادی، محمد طاہر، تذکرہ شعراء تہران ۱۳۱۷ ش (تالیف حدود ۱۰۸۳ھ) ۶۳

آگے ”کفر حقیقی“ کی تلاش میں نکل پڑے تھے۔

ان کے اپنے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس روش سے راسخ العقیدہ علماء جہنمیں انہوں نے ”ملایان قشر“ اور ”زادان خشک“ جیسے القاب سے یاد فرمایا ہے، مگر ان کے خلاف آواز بلند کی تھی ایک مرتبہ انہوں نے ”ذوقی وسطیٰ عظیم“ کی کیفیت میں داراشکوہ سے کہا :

بعضی ملایان قشر و زادان خشک مارا چناں آزرده ساختہ بودند.....^۱

معلوم ہوتا ہے کہ ان ”بدبختان شریعہ“ نے متحدہ طور پر ان کے خلاف کارروائی کی ہوگی کیونکہ ملاشاہ داراشکوہ کو انہیں تنبیہ کرنے کے لیے خط لکھتے ہیں :

شمار ایے شک دست رسا است، و مارا فائدہ ز آشنائی شما بہ ازین دیگر
چہ خواہد بود؟^۲

اگر ہم ملاشاہ اور داراشکوہ کی تالیفات کا تقابلی مطالعہ کریں تو ہمیں ان پیر و مرید کے افکار میں بہت ہی مماثلت و ہم آہنگی ملے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملاشاہ بدخشی کے افکار کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تاکہ اس دور کی فکری فضا کے خاکے سامنے

۱۔ داراشکوہ نے اس اصطلاح کو اپنی ان تالیفات میں استعمال کیا ہے جو اس نے ملاشاہ سے منسلک ہونے کے بعد تالیف کی تھیں تفصیل آگے آرہی ہے۔

۲۔ داراشکوہ : سکنۃ الاولیاء۔ ۱۶۷۔ ۳۔ دارا : ایضاً ۱۸۴

۴۔ ملاشاہ بدخشی کے احوال و افکار کے بنیادی ماخذ ہیں :

(۱) کلیات ملاشاہ مع رسائل نظم و نثر و تفسیر قرآن (قلمی نسخوں کے لیے ملاحظہ ہو پاکستان میں فارسی ادب ۲/۱۳۶-۱۳۷) (۱۶۳)

(۲) جہان آرا ریگم بنت شاہ جہاں : رسالہ صاحبیہ (درعالات ملاشاہ) متن مرتبہ محمد اسلم مشمولہ

جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان۔ لاہور جلد ۱۶۔ شمارہ ۴، جلد ۱۷۔ شمارہ ۱۔

و تمارنی مفت لہ محمد ابراہیم ڈار۔ شامل اور ٹیل کالج میگزین۔ لاہور اگست ۱۹۳۷ء

(۳) داراشکوہ : سکنۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۱۹۶۵ء

(۴) ایضاً : حنات العارفین (شطحیات) طبع تہران ۱۳۵۶ھ ۲۵، ۲۸، ۴۴

آسکیں اور اس ماحول میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کی ان کے خلاف صف آرائی کی
کوششوں کو باسانی سمجھا جاسکے۔

شیخ محب اللہ الہ آبادی

شیخ محب اللہ الہ آبادی (متوفی ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء) عہد شاہ جہانی کے سلسلہ چشتیہ
صابریہ کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیمات کی بنیاد شیخ اکبر محی الدین ابن
عربی کے افکار پر رکھی۔ انہوں نے اسے اپنا موضوع بنالیا تھا یہاں تک کہ وہ اس میں
اجتہاد کے درجہ کو پہنچ گئے تھے، انہوں نے شیخ اکبر کے وحدت الوجود کے افکار کو ہندوستانی
مزاج کے مطابق اس طرح بیان کیا کہ ”وحدت ادیان“ کی مثالوں کے متلاشی افراد کو ان
میں سے بہت سا مواد مل گیا۔

انہوں نے عربی میں فصوص الحکم کی شرح لکھی اور ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء میں فارسی زبان
میں اس کی دوسری شرح کی اور شیخ عبدالرحیم خیر آبادی (جو ان کے مکتوب الیہ بھی تھے) کی
وساطت سے اس کا ایک نسخہ داراشکوہ کو بھیجا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہفت احکام
اور مناظر خاص الخواص (۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء) مرتب کئے اور ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء میں عبادت الخواص،

(۵) ایضاً: مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق۔ کلکتہ ۲۳

(۶) توکل بیگ: نسخہ احوال شاہی (حالات و مقامات شاہ) ۱۰۷۷ھ قلمی نسخہ برٹش میوزیم

(درجہ ضمیمہ ۱۳) اس رسالہ کے فرانسیسی خلاصہ کے لیے دیکھئے؛

Mollah-Shah et le spiritualisme oriental, par M. A. de Kremer
(J. Asiatique vi sere Tome xiii, (1869) pp. 105-159.

(۷) عمن قانی: مثنویات قانی، طبع امیر حسن عابدی۔ جموں ۱۹۶۲ء

(۸) دبستان مذاہب۔ طبع بمبئی ۱۲۷۷ھ/۱۳۸۰ء، ۳۱۹-۳۲۷

تفسیر القرآن، المغالطۃ العامہ اور عقائد الخواص^۱ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان سب رسائل میں ان کا بنیادی نظریہ وحدت الوجود کا پرچار اور افکار ابن عربی کا دفاع ہے۔

شیخ محب اللہ آبادی کے مکتوبات کا ضخیم مجموعہ بھی مرتب ہوا تھا، اس میں بھی تمام تر خطوط کا ایک ہی موضوع ہے یعنی ”وحدت الوجود“۔

اس مجموعہ میں داراشکوہ کے نام ان کے طویل مکتوبات موجود ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب جنہوں نے سلسلہ چشتیہ پر تحقیقی کام کیا ہے اور اس سلسلہ کے افکار کا گہرا مطالعہ بھی کر چکے ہیں، وہ تسلیم کرتے ہیں کہ :

”شاہ محب اللہ آبادی تصوف کے جس حلقہ فکر کی ترجمانی کر رہے تھے، اس سے داراشکوہ کو خاص عقیدت تھی۔“

دارا نے اپنے ایک خط میں شیخ محب اللہ کو لکھا ہے کہ میرے سوالات کے جواب آپ نے دیئے اس سے بڑی مسرت ہوئی اور اس سے مجھے آپ کے ساتھ اپنی ہم مشربی کا علم ہو گیا :

”مکتوب ایشان رسید، از مطالعہ آن مسرت و خوش وقتی روئے داد، ہم مشربی ایشان معلوم خاطر گردید این مشرب را صاف دریافتہ باشد،“ وہ شیخ محب اللہ کے عین حیات ہی متقدمین صوفیہ کی کتابوں کا مطالعہ ترک کر چکا تھا اور ان سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا اور وہ اب اپنے دل کی گہرائیوں کا مطالعہ کرنے

۱۔ ان رسائل کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے تاریخی مقالات خلیق احمد نظامی ۱۴۸
۲۔ مکتوبات کے نسخہ علی گڑھ میں داراشکوہ کے نام جو مکتوبات ہیں وہ ۴۶ صفحات کو محیط ہیں۔

(ایضاً نظامی ۱۵۱)

۳۔ نظامی، خلیق احمد : تاریخی مقالات۔ دہلی ۱۹۶۶ء ۱۴۹

۴۔ نجیب اشرف ندوی (مرتب) : رقعات عالمگیر۔ دارالمصنفین ۳۲۹

لگا تھا۔ اس خط میں شیخ صاحب کو لکھا ہے :
 بہ مطالعہ دل کہ بحریت لا محدود و از آن ہمیشہ گوہر ہائے تازہ برون ... می آید۔
 داراشکوہ نے جس طرح دیگر صوفیہ کی خدمت میں تصوف سے متعلق سوالات
 ارسال کر کے ان سے جواب دینے کے لیے کہا تھا اسی طرح اس کا ایک سوالنامہ بنام شیخ
 محب اللہ اور ان کا جواب بھی موجود ہے۔ اسی قسم کے سوالات اس نے شیخ فتح علی قلندر کے
 پاس بھی ارسال کیے تھے۔

یوں تو شیخ محب اللہ کے تعلقات اس کے ساتھ اس وقت زیادہ استوار ہو جاتے ہیں
 جب شیخ صاحب کے مسکن الہ آباد کی صوبیداری اس کے سپرد کی جاتی ہے لیکن اس سے قبل
 شیخ صاحب اسے شرح فصوص الحکم کا ایک نسخہ روانہ فرما کر اپنے خیالات سے آگاہ کر چکے تھے۔
 جب اس صوبہ کی نگرانی اس کے سپرد ہوئی تو اس نے شیخ کو ایک خط کے ذریعہ اس کی
 خوشخبری دی اور اُسے شیخ سے استفادہ کا بہترین موقع قرار دیا۔ اس کے جواب میں حضرت
 شیخ نے جو مکتوب لکھا اس کے الفاظ اس طرح ہیں :

..... از گرفتن صوبہ الہ آباد بیشتر خوشحالی بوجدست، بر صاحب عالم
 روشن است کہ چوں فقیر برین ہمد اخلاق حمیدہ والطف کہ صاف در طینت
 دین ثابت آں مربی و ملاذ فقر اربید عنایت رحمانی تعبیه یافتہ نظری کند،
 شکر ہامی گوید کہ هیچ شاہ و شہزادہ بہ کمالات صاحب عالم مشرف شدہ باشد

۱۔ ایضاً ۳۳۰

۲۔ رقعات عالمگیر طبع ندوی ۳۲۵-۳۲۹

غالباً یہی سوالات و جوابات بصورت رسالہ معارج الولايت میں بھی محفوظ ہیں نسخہ آذر

۳۔ تفصیل اسی مقدمہ میں بعنوان شیخ فتح علی قلندر اور دارا ملاحظہ کریں۔

۴۔ یہ مکتوب نجیب اشرف ندوی مرحوم کے مرتبہ مجموعہ رقعات عالمگیر ۳۲۰ میں موجود یہی مکتوب

در اصل مذکورہ بالا سوالنامہ ہی ہے۔

پس زہے سعادت اہل زمانہ کہ مثل تو شہزادہ دلربا را می بیند و اوصاف
پسندیدہ آن صاحب می شنوند۔

بہیں اس وقت داراشکوہ کے سیاسی رجحان کا عہد شاہ جہانی میں ہی جنگ تخت
نشینی سے بہت پہلے ہی علم ہو جاتا ہے جب وہ شیخ محب اللہ سے اکبر کے عہد کے پیدائش
ایک سیاسی مسئلہ آیا حکومت کو اپنی ساری رعایا کا مساویانہ خیال رکھنا چاہیے یا مسلم و کافر میں
تمیز کرنی چاہیے؟ کے بارے میں استفسار کرتا ہے۔

شیخ محب اللہ کے جس رسالہ پر اس وقت کی ذہنی فضا مکدر اور مذہبی زندگی میں ہلچل
مچ گئی وہ رسالہ تسویہ تھا جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے بارے
میں ایسی بحث کی تھی جو علماء کے نزدیک قابل اعتراض تھی، اس رسالہ کے خلاف بافتا عہد
کار روانی تو ان کی وفات کے بعد اور نگ زیب کے عہد میں ہوتی لیکن معاصر ماخذ
معارض الولايت کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حین حیات بھی ان کے
نظریات کے خلاف شورش برپا ہوتی تھی اور وہ اس قدر شدید تھی کہ عوام ان کے قتل کے
درپے ہو گئے تھے جب شیخ محمد رشید جونپوری کو معلوم ہوا تو وہ برق رفتاری سے جونپور سے
آنے اور عوام کے زرخ سے بچایا اور ان کے کلام کی توزیع کر کے عوام کے جذبات فرو کئے۔
اور نگ زیب کے عہد حکومت میں راسخ العقیدہ علماء کی درخواست پر اور نگ زیب نے
ان کے رسالہ تسویہ کے تمام نسخے جلانے کا حکم صادر کیا تھا بلکہ خود اس کا مطالعہ کیا تو شاہ صاحب
کے تمام مریدین کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا لیکن شاید یہ عملی طور پر ممکن نہیں تھا، ان کے

۱۔ نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۹-۱۵۰

۲۔ نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۰

۳۔ شیرخان لودھی : مرآۃ الخیال - طبع مطبع فتح الاخبار کول ۱۸۴۸ء ۲۲۸

۴۔ عبدی، عبداللہ خوشگی : معارج الولايت - قلمی - ذخیرۂ آذرتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۲۵ ورق ۴۲۲
ر تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احوال و آثار عبداللہ خوشگی ۱۵۰

صرف دو خلفاء میر سید محمد قنوجی اور شیخ محمدی کے حاضر ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادے خواجہ خرد نے اس رسالہ کی ترمیمی شرح عہد عالمگیری میں ہی لکھی۔ اس رسالہ کی کئی شرحیں لکھی گئیں۔ خود شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے بھی اس کی ایک شرح لکھی، سلسلہ قلندریہ کے اصحاب نے بھی اس کی ایک ضخیم شرح طبع کروائی تھی۔ شیخ محب اللہ تو اپنے مکتوبات میں اس رسالہ کو عام کرنے سے اپنے خلفاء کو منع کرتے رہے کہ اسے اپنے ہم محدود رکھیں اور اغیار کو نہ دکھائیں لیکن اس دور کی فضا ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ اس قسم کے لٹریچر کا تقاضا کیا جانے لگا تھا۔ اس لیے ان کے مریدین اس کے پابند نہ رہ سکے۔

شاہ محب اللہ آبادی کی ساری تالیفات اور خصوصاً ان کے مکتوبات کے مجموعہ کا مطالعہ از بس لازم ہے اس سے اس عہد کی فکری فضا اور دو متعارض مکاتب فکر جن کے ترجمان داراشکوہ اور اردنگ زیب تھے، کے بنیادی تصورات کا تجزیہ کرنے کے لیے مجموعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

محسن فانی کشمیری (۱۰۸۲/۱۶۷۱ء)

محسن فانی، حضرت میاں میر، ملا شاہ بدخشی اور شاہ محب اللہ آبادی کا عقیدت مند

۱۔ لودھی، شیرخان: مرآۃ الخیال ۲۲۸-۲۲۹
اس رسالہ کے خلاف اردنگ زیب کی کارروائی کے محرک حضرت حجتہ اللہ محمد نقشبند فانی (غیرہ حضرت مجدد) بتائے گئے ہیں (روضۃ القیومیہ ۹۲/۳) لیکن روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو شک و شبہ کی نظروں سے دیکھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کیونکہ اردنگ زیب کے ساتھ ان حضرات کے جس قسم کے روابط تھے اس سے اس شریعتی گرفت کے محرک ہی بزرگ ہو سکتے ہیں۔

۲۔ فانی نے اس کی خود وضاحت کی ہے۔

برپا کردم سلسلہ پیرو مرید ہم ملا شاہ دہم میاں میر شدم

(پاکستان میں فارسی ادب ۳۴۲/۲)

تھا۔ آزاد مشرب صوفیہ میں اس کا بلند مقام ہے۔ وہ بھی ایسے افکار کا پرچار کرنے میں مصروف تھا کہ علماء کو اس کے خلاف آواز بلند کرنا پڑی تھی، اس کے اپنے اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خلاف فتویٰ صادر کیا گیا تھا۔

قاضی از دیا چہ ای بر نسخہ فانی نوشت
فتویٰ خوین رقم زد زہر را در شیر کرد
اس شعر میں وہ وحدت الوجود کو وحدت ادیان کا رنگ دیتے ہوئے محسوس ہوتا ہے۔
کتاب صلح کل گر درس گوید پیر میخانہ
تواں از بادۂ توحید شست اوراق مذہبیا
ایک شعر میں اس نے شرعی عبادات سے بے زاری اور اپنے لیے ان کو غیر ضروری قرار دیا ہے۔

ایں عبادتہای رسمی خوش نمی آید مرا
لیک میدانم کہ گردن خوشتر از ناکردن است
چونکہ فانی کے پیر نے ”من چہ پرولئے مصطفیٰ دارم“ کا نعرہ لگایا تھا، اس لیے ان کے اس شعر سے بھی اسی قسم کی فکر کا اظہار ہوتا ہے۔
نیست ما روشندان را حاجت طواف حرم
کلبہ آریک ما بیت الحرام ما بس است
وحدت الوجودی صوفیہ کی طرح فانی بھی معتقد ہے کہ اپنی ذات کو خدا کی ذات میں فنا کر دو اور ہو ہو عین خدا ہو جاؤ۔

۱۔ فانی: مثنوی مصداق آثار، طبع امیرسن عابدی ۲۶۰-۲۶۲ (شامل مثنویات فانی)

۲۔ ظہیر الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۲، ۲۳۸

۳۔ ۴۔ ۵۔ ایضاً ۳۲۳/۲

در ذات دوست محو شواز بایت کمال در بحر قطره نمانشده گوهر نمی شود
فانی دارا شکوہ کی سرکار سے متوسل تھا، ایک شعر میں ”در دارا شکوہ“ پر سجدہ کرتے
ہوئے اس کا ذکر کرتا ہے۔

فانی کہ سجدہ در دارا شکوہ کرد دیگر سرش فرود بہ ہر در نمی شود
دارا شکوہ اور فانی کے درمیان خط و کتابت بھی تھی۔ ایک خط میں دارا نے اس سے
اس کے تخلص فانی کی بابت پوچھا تو اس کتاب کے جواب میں فانی نے جو عرضداشت
ارسال کی اس میں اس نے دارا کو ”مرشد مسترشدان“ اور ”بادشاہ دین و دنیا“ کہنے کے
علاوہ حسب ذیل قابل توجہ القاب سے نوازا :

بموقف عرض راز دانان ملک و ملکوت در مژگن آسان جبروت و لاہوت کہ
مقربان درگاہ صاحب عالم فانی و نزدیکان بارگاہ مالک جہاں جاودانی.....
اس قسم کے تعلقات کی بنیاد پر یہ بات سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ دارا نے ایسے
ہی صوفیہ کی صحبت میں شرعی عبادات کو رسمی عبادات کہہ کر ان سے بے زاری کا اظہار
کیا تھا۔

سرمد

وہ آرمینیا کا باشندہ، کاشان میں مقیم رہا وہ نسلا یہودی تھا، اسرائیلی زبانوں اور
علوم کا ماہر تھا۔ وہ مشہور حکماء ملا صدرا شیرازی اور ابوالقاسم فنزرکی کا شاگرد تھا۔ ہندوستان
چلا آیا، حیدرآباد میں رہا، عبداللہ قطب شاہ نے اُسے خوش آمدید کہا، وہ اپنے ٹھٹھ کے

۱۔ ایضاً ۲/۲۴۴

۲۔ فانی، مثنویات فانی، طبع عابدی ۵

۳۔ ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۲/۲۴۰

۴۔ دارا نے اپنی کئی بالیفات میں اسلامی عبادات کا مذاق اڑایا ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

قیام ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء کے دوران ایک ہندو لڑکے ابھی چند پراسیا عاشق ہوا کہ وہ اُسی کا ہو کر رہ گیا۔ اُسے کئی زبانیں سکھائیں، اس ہندو لڑکے نے اس کی نگرانی میں توریت کے ابتدائی حصے کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا۔ دبستان مذاہب کا مولف سردسے ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں حیدرآباد میں ملا تھا اور اس سے کئی اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ اس کے اشعار و اقوال سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ وحدتِ ادیان کا قائل تھا۔ اس کا ایک شعر ہے۔

در کعبہ و بیت خانہ سنگ اوشد و چوب اوشد

یکجا حجر الاسود و یکجا بیت ہندو شد

اگرچہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن اس کے عقائد و افکار میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ بلکہ اس کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہاں آیا تھا، اُسے داراشکوہ کا سہارا ملا تو یہیں کا ہو کر رہ گیا۔

وہ ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۴ء میں دہلی پہنچا۔ معاصر تذکرہ نویس شیرخان لودھی نے مرآۃ الخیال (۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء) میں لکھا ہے کہ چونکہ داراشکوہ کی طبیعت اس قسم کے مجاہدین کی طرف راغب ہے اس لیے :

چوں خاطر سلطان داراشکوہ بجانب مجاہدین میل داشت صحبت باوی در گرفت و مدتی باتر صفات اوسر خوش بود تا آنکہ روزگار طرح دیگر انداخت۔

تمام مآخذ متفق ہیں کہ وہ اپنے قیام ٹھٹھہ (۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء) کے دوران ہی مادر زاد برہمن ہو گیا تھا۔

ہمارا قیاس ہے کہ وہ آوارہ گردی کرتا ہوا دہلی نہیں پہنچا تھا بلکہ داراشکوہ نے اُسے خود دہلی بلایا تھا کیونکہ اس کی داراشکوہ کے ساتھ خط و کتابت بھی تھی۔ دارا کا ایک خط بنام

۱۔ دبستان مذاہب ۱۹۵ ۲۔ ایضاً ترجمہ دبستان میں شامل ہے ۱۹۶-۲۰۲ ۳۔ ایضاً

۴۔ لودھی : مرآۃ الخیال۔ طبع کول ۱۸۴۸ء و ۱۵۴

سرد، سید مصطفیٰ طباطبائی نے رسالہ انڈو ایرانیکار کلکتہ میں شائع کر دیا تھا۔
سرد کو اس حالت میں غیر ملکی سیاحوں نے بھی دیکھا تھا۔

جب داراشکوہ کو جنگ تخت نشینی میں شکست ہوئی اور اورنگ زیب نے حکومت سنبھالی تو جہاں اس نے بہت سے غیر شرعی صوفیہ کا احتساب کیا وہاں سرد پر بھی گرفت ہوئی اسے دربار میں طلب کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اعتماد خان ملا عبد القوی کو حکم دیا کہ وہ سرد کو حاضر کرے، اس نے دربار میں سوال و جواب کے دوران بھی اسلام کے خلاف توہین آمیز کلمات کہے اور اس کی انہیں حرکات کی بدولت عمار کے فتویٰ سے قستل کر دیا گیا۔
یقیناً داراشکوہ اسی قسم کے صوفیہ خام کی صحبت میں رہ کر ”کعبہ دبت خانہ“ اور ”مسجد و مندر“ کا فرق ملنے کے درپے ہوا تھا۔

بابالال

وحدت ادیان کے پرچار اور کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لیے وجود میں آنے والی بھگتی تحریک کا اس آخری دور شاہ جہانی میں بابالال ہی علم بردار تھا اور اپنی فکر کو پھیلانے کے لیے اس نے باقاعدہ ایک حلقہ بنا رکھا تھا جو بابالالی کہلاتے تھے۔

داراشکوہ کا اس کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ وہ اپنے پرائیویٹ سیکرٹری چندربھان برہمن کے ہمراہ لاہور میں لال بابا سے نومبر اور دسمبر ۱۶۵۳ء میں دو ماہ تک

۱۔ ٹائپنی، سید محمد رضا جلالی، سینیٹہ الاولیاء (مقدمہ) ۳۶

۲۔ Bernier: Travels in the Mughal Empire, p. 317.

۳۔ سرد کے قتل کے سلسلہ میں مختلف بیانات کے لیے ملاحظہ ہو :

کاثر الامرا۔ ۲۲۴/۱-۲۲۵، مراۃ الخیال ۱۵۴، ریاض الشعراء قلمی، واقعات عالمگیری ۱۲۱-۱۲۲ وغیرہ۔

ملاقاتیں کرتا رہا اس میں چند رجحان ترجمان کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس عرصہ میں بابا سے جو گفتگو ہوئی وہ کتابی صورت میں ہندی زبان میں محفوظ کر لی گئی۔ بعد میں ان مکالمات کے ترجمان چند رجحان برہمن نے اس کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا جو ”مکالمہ بابا لال و داراشکوہ“ کے نام سے مشہور ہے۔ ان مکالمات میں جو سوالات دارا نے کئے ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ذہن کس طرح تیزی سے ”کفر حقیقی“ کے حقائق جاننے کی طرف مائل ہو رہا تھا اور اس کے بعد جب اس نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا گہرا مطالعہ اور پھر ان پر تحقیق و ترجمہ کا کام شروع کیا تو اس وقت تک وہ بابا لال سوامی کے رنگ میں پوری طرح اپنے آپ کو رنگ چکا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دارا ملاقات کے انہیں ایام میں ہی حنات العارفینؒ بھی مرتب کر رہا تھا اور ان ملاقاتوں کے بعد ہی یعنی جنوری ۱۶۵۵ء میں اسے مکمل کر لیا تھا۔ اس کتاب میں بابا لال کی وہ نصیحتیں جو اس نے دارا کو کی تھیں محفوظ ہیں۔ دارا اس کتاب میں بابا لال کو ”کمل عرفا“ اور تمام ہندوؤں میں اسے اس سے زیادہ ”عارف و متین“ شخص نظر نہیں آتا تھا۔ ایک نصیحت جو اس نے دارا کو کی اس سے کفر و اسلام کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے بابا نے کہا :

ہر قوم میں عارف و کامل ہوتے ہیں خدا ان کی برکت سے اس قوم کو نجات دیتا ہے۔ تم کسی قوم کے منکر نہ ہونا۔

۱۔ اس اصل رسالہ کا ہندی نام ہے Goshti Baba Lal Dyal

(مقدمہ) دیوان چند رجحان برہمن نوشتہ محمد عبد الحمید فاروقی۔ گجرات، احمد آباد۔ ۱۹۶۷ء

۲۔ کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ لاہور سے اس کا اردو ترجمہ بھی چھپا تھا۔

۳۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

۴۔ داراشکوہ : حنات العارفین ۴۹

ایک اور مقام پر بابا اُسے نصیحت کرتے ہیں :
 (اے دارا) تم شیخ نہ بننا، ولی نہ بننا اور نہ ہی صاحبِ خواق و کرامات ہونے
 کی خواہش کرنا بلکہ آزاد مشرب فقیر بننا (فقیر بے سانحگی)
 اس سے اگلے ہی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں جب وہ اپنی مشہور کتاب مجمع البحرین لکھنے
 بیٹھا تو اس پر بابا لال کے افکار پوری طرح مسلط ہو چکے تھے۔
 دارا شکوہ نے مجمع البحرین میں نبوت و ولایت کے بیان کے تحت بابا لال کو اپنا
 مرشد لکھا ہے :

در زمان دیگر چوں شیخ من جنید ثانی شاہ میر و استاد من میاں باری و مرشد
 من ملا شاہ و شاہ محمد دلربا و شیخ طیب سرہندی و بابا لال بیراگی۔

۱۔ دارا شکوہ : حنات العارفین ۵۵ - بابا لال کی اصطلاح فقیر بے سانحگی کا یہ
 ترجمہ عصر حاضر کے وحدت ادیان کا سب سے بڑا تحریری نعرہ لگانے والے ڈاکٹر
 اطہر عباس رضوی نے کیا ہے یعنی

“Be rather an independent Faqir”
 (Muslim Revivalist Movements in India, p. 355)

۲۔ تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔
 ۳۔ ڈاکٹر رضوی نے اس حقیقت کو اس طرح تسلیم کیا ہے :

The answers which Dara Shukoh received from Baba Lal . . . were
 fully drawn upon by him in his unique work Majma-ul-Bahrain. . .
 (Rizvi: Movements, p. 355).

۴۔ دارا شکوہ : مجمع البحرین - طبع محفوظ الحق ۱۰۲
 بابا لال کا نام معاصر کتابوں میں کئی طرح لکھا ہوا ملتا ہے جس سے التباس ہوتا ہے کہ یہ ایک نام نہیں
 ہے لیکن درحقیقت یہ ایک شخص کا نام ہے جسے مختلف طریقے پر لکھ دیا گیا ہے مثلاً دارا نے حنات میں
 بابا لال مندیہ اور مجمع البحرین میں بابا لال بیراگی، بعض مآخذ میں لال دیال وغیرہ۔

بابالال نے سرہند کے قریب وہیان پور میں ایک مندر کے ساتھ اپنے چیلوں کی تربیت کے لیے ایک تربیت گاہ بنالی تھی۔ ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ داراشکوہ کے حکم سے یہ ”سمادھی بابالال“ تعمیر کی گئی تھی جو اب تک موجود ہے۔ جہاں بہت سے طالب اس کے گرد جمع رہتے تھے۔

ہمارا قیاس ہے کہ بابالال کے لیے قصداً داراشکوہ نے سرہند میں اس لیے یہ سمادھی بنائی تھی کہ ”مجددی تحریک“ جس کی بنیادی فکر اچیلے اسلام ہے اور جس کا مرکز سرہند شریف تھا، کی نقل و حرکات سے وہ ہر وقت باخبر رہ سکے۔

چندر بھان برہمن (حدود ۱۰۷۴ھ / ۱۶۶۴ء)

وہ شاہ جہانی عہد میں معزز عہدوں پر فائز رہا، وہ ہندو ہونے کے باوجود مسلمان اساتذہ سے عربی و فارسی اور دینی تعلیم حاصل کرتا رہا، اس کی طبیعت اور مزاج بالکل داراشکوہ جیسا تھا فرق صرف یہ تھا کہ دارال نے حصولِ تخت کے لیے اپنے مذہبی عقائد کو سیاسی لبادہ اڑھا دیا تھا۔ معاصر مؤرخ محمد صالح کنبوہ نے لکھا ہے :

اگرچہ بظاہر زنا و بنداست اما سر از کفر برمی تابد و ہر چند بصورت ہندو است اما در معنی در اسلام می زند۔

۱۔ گنیش داس وڈیرہ نے دارا کے کئی مرتبہ بابا کے پاس جا کر مستفید ہونے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا ہے کہ اس وقت تک بابا کے سجادہ نشینوں کا سلسلہ جاری ہے (چارباغ پنجاب ۲۹۶) نیز دیکھئے مقدمہ جوگ بشسٹ۔ نوشتہ امیر حسن عابدی ۷۔ حاشیہ و

سراکبر۔ طبع تہران، مقدمہ ۲۴۷

۲۔ ڈاکٹر عبد الحمید فاروقی نے مقدمہ دیوان برہمن میں اور ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے پاکستان میں فارسی ادب (۱۲۲-۹۴/۲) میں معاصر آخذا و برہمن کے بیانات کی بنیاد پر حالاتِ زندگی مرتب کیے ہیں۔

۳۔ کنبوہ محمد صالح : عمل صالح ۳/۲۳۴

اس کی نظر میں کعبہ و بت خانہ، مسجد و مندر اور مسلمان و ہندو میں کوئی مذہبی فرق نہیں تھا۔ وہ اپنے افکار کے اعتبار سے وحدت ادیان کے مکتب فکر کا ایک خاص رکن معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اس شعر پر ہنگامے کا ذکر تذکرہ نویسوں نے کیا ہے۔

مراد لیست بکفر آشنا کہ چہندیں بار

بکعبہ بروم و بازش برہمن آوردم

ہمارے خیال میں اس کا درج ذیل شعر اس عہد کے وحدت ابو جو کی اس فکر کی ترجمانی کرتا ہے جبکہ اس فکر کو وحدت ادیان کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا، کہتا ہے۔

بانی خانہ و بت خانہ و می خانہ کیست

خانہ بسیار ولی صاحب ہر خانہ کیست

اس کے دیوان میں بہت سے ایسے اشعار ملتے ہیں جن سے اس کے مذہبی رجحانات کا اندازہ ہوتا ہے اگر دیوان داراشکوہ اور دیوان برہمن کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو متصفانہ افکار میں بہت مماثلت ملے گی۔ اسی جذباتی ہم آہنگی کی بنیاد پر تو داراشکوہ نے اس کی خدمات شاہ جہان سے اپنے لیے مانگ لی تھیں جب داراشکوہ قندھار کی مہم پر روانہ ہوا تو برہمن اس کے مصاحب کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا اور جب دارا اس مہم سے ناکام واپس آیا تو لاہور میں بابا لال اور دارا کی ملاقات میں بھی ترجمان کی حیثیت سے برہمن شامل تھا۔ اس ملاقات کے دوران گفتگو کو ریکارڈ کرنے اور پھر اس کا فارسی ترجمہ کرنے کی خدمت بھی برہمن نے ہی ادا کی تھی۔ وہ اپنی منشات میں سرہند جانے کا ذکر بھی کرتا کہ وہ وہاں بابا لال دیال سے ملا تھا جس کے پاس دور دراز سے لوگ آتے تھے۔

۱۔ برہمن، دیوان مرتبہ عبد الحمید فاروقی۔ احمد آباد گجرات ۱۹۶۷ء

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا تحت ”بابا لال“

۳۔ منشات برہمن بحوالہ مقدمہ دیوان برہمن نوشتہ عبد الحمید فاروقی ۶۷

میاں باری (ف ۶۲-۱۰۷/۱۶۵۲ء)

داراشکوہ نے حنات العارفین اور مجمع البحرین میں انہیں اپنا استاد بتایا ہے۔ دارا کئی سال ان کے پاس جاتا رہا لیکن انہوں نے اس سے بات تک نہ کی۔ آخر تین سال جب دارا نے ان کی خدمت کی تو انہوں نے گفتگو سے نوازا، انہوں نے مرتے دم تک دارا سمیت کسی کو اپنا نام و نشان تک نہ بتایا۔ دارا کہتا ہے کہ چونکہ وہ قصبہ باری کے نواح میں عزلت گزین تھے اس لیے میں انہیں ”باری تعالیٰ“ کہا کرتا تھا۔ آخر وہ سکوت ٹوٹا اور وہ خاموشی راز دارانہ گفتگو میں اس طرح تبدیل ہو گئی کہ دارا ان کی ”خدمت ایشان بسیار گستاخ بودم“ ایک مرتبہ دارا نے ان سے پوچھا کہ آپ کس کے بندے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں ”بندہ خود“ ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں اپنا مرشد بھی آپ ہی ہوں، میں خود ہی اپنا مرید ہوں۔۔۔۔۔ وہ باطنی طور پر ہر وقت داراشکوہ کے احوال سے آگاہ رہتے تھے۔۔۔۔۔ وہ موسم سرما و گرما میں بھی برہنہ رہتے تھے۔ ان کا مقبرہ جو انہوں نے خود بنوایا تھا موضع ”سرحنہ از توابع پرگند باری“ ایک تالاب کے کنارے تھا جس پر داراشکوہ نے ایک بند بھی بندھوایا تھا۔

داراشکوہ نے خود لکھا ہے کہ وہ جب تک (ان کے مرتے دم تک) ان کے پاس جاتا رہا لیکن ان کی محفل میں کبھی اللہ پاک کا ذکر تو درکنار کبھی نام تک نہیں آیا۔ اس طرح انبیاء و اولیاء کے اسماء بھی کبھی ان کی زبان پر نہیں آئے تھے۔ ایک مرتبہ دارا نے ان سے اُن کی تعلیم کے بارے میں سوال کیا تو بولے میں نے ”ملا و پنڈت دونوں کو مار ڈالا ہے“ یعنی وہ اسلامی و غیر اسلامی دونوں علوم سے بیزار تھے۔

۱۔ دارا : حنات العارفین ۶۹

۲۔ ایضاً : ۷۱

شیخ سلیمان مصری قلندر

سلسلہ قلندریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دارا کی ان سے ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۴ء میں ملاقات ہوئی تھی اور خواب میں اُسے ایک قلندر مشرب بزرگ سے ملاقات کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا، وہ سیاحت پیشہ تھے، جب وہ ملتان پہنچے تو دارا نے والی ملتان کو حکم دیا کہ اُن کا پورے اعزاز سے استقبال کرے اور انہیں دارا الخلافہ لانے کا انتظام کیا جائے۔

عند الملاقات دارا کو ان میں ”یگانگی مشرب“ کا احساس ہو گیا۔ دارا چونکہ اپنے ہم مشرب صوفیہ کا متلاشی تھا اس لیے یہ اس کے لیے بڑی نعمت تھی، وہ خاصے آزاد مشرب تھے۔ انہوں نے خود دارا سے بیان کیا تھا ان کے نماز باجماعت نہ پڑھنے پر جب علمائے اعتراض (طعن) کیا تو انہوں نے امامت کرانے والے اسس دیار کے تمام علماء کو ہی ناقص کہہ دیا :

علمائے ایں دیار طعن کردند کہ نماز باجماعت نمی گزارد۔ فرمودند : اقتدار بہ
ناقصان نمی کشم۔

انہوں نے ایک مرتبہ دارا سے کہا کہ انہیں سیاحت کرتے ہوئے ۲۵ سال ہو گئے ہیں، لیکن انہوں نے دارا جیسا بخنور اور عالی مشرب شخص نہیں دیکھا۔

شاہ فتح علی قلندر (ف ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء)

قلندریہ سلسلہ کی یہ دوسری شخصیت ہیں جن کے ساتھ ہمیں دارا شکوہ کے تعلقات کا علم ہوا ہے۔ شاہ فتح قلندر اپنے عم بزرگ شاہ عبدالقدوس قلندر اور شاہ مجتبا قلندر عرف شاہ مجا

قلندر لاہر لوری (ف ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۲ء) کے تربیت یافتہ تھے۔ سلسلہ قلندریہ ہندوستان میں وحدت الوجود کے لیے بحر زخار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے خیال میں سلسلہ چشتیہ کے بعد افکار ابن عربی کی شرح و توضیحات میں اس سلسلہ کو خاص مقام حاصل ہے بلکہ سلسلہ چشتیہ کے دور زوال میں اس خدمت کو اس سلسلہ نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ "خانقاہ کاکوری" نے اس سلسلہ کے افکار کی جو کتابیں شائع کی ہیں وہ وحدت الوجود کی مکمل تصویر ہیں۔ اس سلسلہ نے شاہ محب اللہ آبادی کے رسالہ تسویہ کی مفصل شرح بھی شائع کی تھی شیخ مجتبیٰ قلندر اور شاہ فتح علی قلندر کے مابین جو مراسلت ہوئی ہے اس سے بھی عیاں ہے کہ وہ کن افکار کے حامل تھے یعنی ان کے محبوب موضوع "نفعی خودی" اور "توحید و جودی" ہیں۔

داراشکوہ اور شاہ فتح علی کے درمیان بھی مراسلت کا سلسلہ تھا۔ حسن اتفاق سے وہ سوالات جو دارانے ان کی خدمت میں بھیجے تھے اور ان کے جوابات بصورت رسالہ محفوظ ہیں اور شائع ہو چکے ہیں۔ اس کی جھلک ملاحظہ ہو:

شاہ فتح قلندر اپنے جوابات کی وضاحت کے لیے جن شخصیات کے اقوال پیش کرتے ہیں ان میں مجذوب شیرازی کے علاوہ "بھگت کبیر" کا نام بھی شامل ہے جس کے افکار وہ "موجد ہندی" کے لقب سے فخر کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایک سوال میں دارانے پوچھا کہ کس علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے تو شاہ فتح فرماتے ہیں:

علم حق در علم صوفی گم شود ایں سخن کی باور مردم شود

۱۔ شاہ فتح قلندر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

تقی علی قلندر: روض الازہرنی کاثر القلندر۔ طبع رام پور ۱۳۳۶ھ - ۱۴۴
تقی حیدر قلندر (مرتب) تعلیمات قلندریہ (مجموعہ مکتوبات بزرگان قلندریہ) ککھنور
اس میں شاہ مجتبیٰ قلندر کے مکتوبات بنام شاہ فتح قلندر موجود ہیں ۳۷-۴۰

۲۔ تقی حیدر: تعلیمات قلندریہ ۳۸-۴۰

۳۔ شامل مقدمہ جوگ بشسٹ مرتبہ امیر حسن عابدی۔ طبع علی گڑھ۔

دارا نے ان سے جب ”ظلوماً جھوٹا“ کے بارے میں پوچھا کہ یہ انسان کی تعریف میں کہا گیا ہے یا اس کی مذمت میں۔ اس کا جواب شاہ فتح علی نے زیادہ حرف بھرف ملا شاہ بدخشی کی اس تفسیر کے مماثل ہے جس کا اقتباس ہم گزشتہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں۔
دارا نے ان سے دریافت کیا کہ ”بے نہایت“ دل میں کیسے سما سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں شاہ فتح نے فرمایا۔

حلول و اتحاد ایں جا محال است
زمین و حدتش این خود ضلال است

دارا شکوہ کے مینوں دریافت شدہ سوالناموں یعنی سوالات بنام شاہ محب اللہ الہ آبادی، بنام لال بابا بیراگی اور بنام شاہ فتح قلندر کا اگر تعابلی مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نہ صرف سوالات کی نوعیت میں مماثلت ملے گی بلکہ ان کے جوابات بھی بہت حد تک ایک دوسرے کے افکار سے ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں۔

دیگر صوفیہ خام

دارا نے حنات العارفین میں کئی معاصر صوفیہ سے اپنی ملاقات کا حال اور ان کے اقوال لکھے ہیں ان میں سے چند ایک کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں :
اس نے حنات العارفین میں شاہ محمد دربار کو اپنا استاد اور مجمع البحرین میں اپنا مرشد بتایا ہے اور ان کے جتنے اقوال دارا نے نقل کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ منغ شدہ تصوف کی ساری منزلوں کو طے کر کے حلول و اتحاد کے دائرے میں داخل ہو چکے تھے۔ وہ دارا سے ملا بدخشی کے اشعار سنانے کی اکثر فرمائش کیا کرتے تھے جس سے اندازہ

۱۔ عابدی : جوگیشٹ از دارا شکوہ۔ طبع علی گڑھ ۲۶

۲۔ دارا : مجمع البحرین۔ ۱۰۲

ہوتا ہے کہ وہ اسی فکر سے متاثر ہو کر اس رنگ میں رنگے گئے تھے۔ ان کی زبان پر دارا کے لیے اکثر یہی ہوتا تھا ”اللہ بیا، اللہ بنشین“ ظاہر خلق باطن خالق است و ظاہر خالق باطن خلق^۱۔

شیخ طیب سرہندی کو بھی دارا نے مجمع البحرین میں اپنا مرشد لکھا ہے۔ اس شیخ طیب کے ذریعہ دارا کو بابا پیارے کے بہت سے اقوال ملے تھے شیخ طیب بابا پیارے کے سلسلہ پیاریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض فرمودات یہ تھے :

بابا پیارے کسی قسم کی ظاہری عبادت نہیں کرتے تھے۔ قرآن و حدیث سے اقوال کبھی نقل نہیں کرتے تھے۔ خدا کا نام اس لیے نہیں لیتے تھے کہ وہ تو غائب ہے۔ وہ منون طریقہ پر بال بھی نہیں کھاتے تھے۔ یہ ہے بابا پیارے کی تصویر جن کے متعلق دارا کا اعتقاد تھا :

از کبار مشائخ ہندوستان است.... از اولیا.... مثل وے دران وقت کسی نہ بودہ۔^۲

صلح کل کا علمبردار ہونے کی وجہ سے دارا کے سکھوں کے گردوں سے بھی بہت خوش گوار تعلقات تھے۔ جب دارا اور رنگ زیب سے شکست کھا کر لاہور کی طرف بھاگا تو وہ گرو دہرائے (۱۶۳۰-۱۶۶۱ء) کے پاس بھی گیا، عصر حاضر کے سکھ مؤرخین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس جنگِ تخت نشینی میں ہمارے گرو کی ہمدردیاں ”متعصب“ اور رنگ زیب کی بجائے ”وسیع المشرب“ دارا شکوہ کے ساتھ تھیں، بقول خوشونت سنگھ :

۱ حنات العارنین ۷۲-۷۵

۲ دارا : مجمع البحرین ۱۰۲

۳ دارا : حنات العارنین ۵۶ ۴ ایضاً ۵۵

Har Rai became friendly with — Dara Shikuh, who being of sufi persuasion sought the company of saintly men of all denominations, when the war of succession began between Shah Jahan's sons, the Guru's sympathies were naturally more with the liberal Dara Shikuh than with the bigoted Aurangzeb.^۱

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ دارا کے ہر رائے کے ساتھ مذہبی ہم آہنگی کی بنیادوں پر تعلقات تھے یہی وجہ تھی کہ جب وہ شکست کھا کر بھاگ رہا تھا تو اورنگ زیب کی متعاقب فوج کو گردنے دریا نے ستلج عبور کرنے سے روکنے کی کوشش کی تاکہ دارا کو ایران بھاگ جانے کا موقع مل جائے۔ عہد حاضر کے ایک سکھ محقق ڈاکٹر فوجا سنگھ نے اسے اس طرح تسلیم کیا ہے :

Guru Har Rai, was similarly inspired when he led his troops to the bank of the river Satluj in order to block the passage across the river of Aurangzeb's Troops marching in hot pursuit of Dara Shikoh.^۲

جب کہ نقشبندی بزرگ پنجاب میں رہتے ہوئے سکھوں کی مذہبی سرگرمیوں اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کارروائیوں کو ہمیشہ اسلام کے خلاف ایک محاذ قرار دیتے رہے، خود حضرت مجدد الف ثانی نے گرداجن کے قتل کو اسلام کی فتح عظیم اور کفر کی شکست قرار دیا تھا، یہی حضرت خواجہ محمد مصوم و دیگر حضرات کا نقطہ نظر تھا جسے اورنگ زیب نے

^۱ Khushwant Singh: History of the Sikhs, Oxford University Press, Delhi, 1977, Vol. I, p. 68.

^۲ Fuja Singh: The Martyrdom of Guru Tegh Bahadur (The Punjab Past and Present, April, 1975, p. 154

^۳ مجدد الف ثانی: مکتوبات ۱۹۳/۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ مقامات منہری

اپنا یا تھا جس کی وجہ سے وہ سکھوں کی نظروں میں ”متعصب“ اور دارا ”ذیلع المشرب“ کہلایا۔

دارا نے شاہ محمد ولربا کے نام اپنے ایک خط میں واضح طور پر تسلیم کیا ہے کہ انہیں صوفیہ کی صحبت کی بدولت ”اسلام مجازی“ اس کے دل سے ”برخاست“ ہو چکا ہے اور ”کفر حقیقی“ رونما ہو رہا ہے اور وہ انہیں کی صحبت کی برکت سے ”کفر حقیقی“ کی صحیح ”قدر“ سمجھ سکتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب وہ صحیح معنوں میں ”زنار پوش“ بت پرست بلکہ خود پرست و دیر نشین بنا ہے :

الحمد لله الحمد لله کہ از برکت صحبت این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دل این فقیر
اسلام حقیقی برخاست و کفر حقیقی روی نمود..... اکنون قدر کفر حقیقی دانستم
زنار پوش و بت پرست بلکہ خود پرست و دیر نشین گشتم۔

دارا شکوہ کے عقائد

اس پس منظر میں دارا کے مذہبی عقائد کو نہ صرف سمجھنا آسان ہو جائے گا بلکہ اس کی اس بے راہ روی اور دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا تقابل کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا بھی سہل ہو جائے گا۔

آپ نے دیکھا کہ اس نے اپنی پہلی تالیف سفینۃ الاولیاء میں اپنے نام کے ساتھ ”فادری حنفی“ لکھا اور خلفائے راشدین کی دشمنی کو اسلام کی دشمنی قرار دیا اور اہل سنت کے چاروں ائمہ فقہاء کو چار دیواز خانہ اسلام کا درجہ دیا اور پھر کس طرح اپنی افتاد طبع

۱۔ دارا کے استاد میاں باری نے اسے خودی کی جو تعلیم دی تھی وہ ہم گزشتہ صفحات میں درج کر چکے ہیں یہاں اسے ذہن میں رکھتے ہوئے غور کریں تو اس کے اثرات واضح ہو جائیں گے۔

۲۔ نجیب اشرف ندوی (مرتب)، رقعات عالمگیر ۳۲۲

اور صوفیہ خام کی صحبت میں اس کی دین سے بیزاری بڑھتی رہی حتیٰ کہ اس نے یہاں تک لکھ دیا کہ جس بستی میں ملاں (علماء) رہتے ہوں وہاں عقلی علوم کی ترقی کے امکانات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

وہ اپنی دوسری کتاب سکینۃ الاولیاء کی تالیف کے دوران ہی ہمیں آزادی مذہب کی طرف راغب نظر آنے لگتا ہے۔

رسالہ حق نما اس کی تیسری تالیف ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۵۶ھ/۱۹۴۶ء میں مکمل ہوا۔ اس رسالہ میں اس نے اپنے نام کے ساتھ ”حنفی وقادری“ کو قائم رکھا ہے۔ اس وقت تک وہ سلوک کی بہت سی منازل طے کر چکا تھا۔ وہ اس رسالہ کے بارے میں پابندی عائد کرتا ہے کہ اسے صرف اس طالب کو پڑھنا چاہیے جس کی ہدایت کے لیے مرشد موجود ہو اور اپنے کشف کے بارے میں سکینۃ الاولیاء میں مندرج دعوے کو دہرایا ہے۔ اس رسالہ میں وہ وحدت الوجود کی کتابوں میں سے فتوحات مکیہ، فصوص، لمعات اور لواح کے بکثرت حوالے دیتا ہے۔

۱۰۵۶-۱۰۶۲ھ/۱۹۴۶-۱۹۵۲ء کے بعد وہ اپنے ہم مشرب صوفیہ سے ملاقاتیں کرتا رہا اور خود کو ان کے رنگ میں اس طرح رنگ لیا کہ اس کی اپنی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مذہبی خیالات پر لوگوں نے اعتراضات کرنے شروع کر دیے تھے جن کا جواب دینے کے لیے اس نے ۱۰۶۲ھ/۱۹۵۲ء میں حسانات العارفین نام کی ایک کتاب لکھنا شروع کر دی جو ۱۰۶۵ھ/۱۹۵۵ء میں مکمل ہوئی۔ داراشکوہ کے عائد میں ۱۹۴۶-۱۹۵۵ء تک جو تبدیلیاں ہوئیں ان میں سے بعض کا ذکر اس نے خود اس کتاب میں کر دیا ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں نہ تو اس نے اپنے نام کے ساتھ ”حنفی وقادری“ لکھا ہے اور نہ ہی انکسار کے ساتھ خود کو اپنے ابتدائی قاعدے کے مطابق فقیر حقیر لکھا ہے بلکہ،

”می گوید فقیر بے حزن داندوہ محمد داراشکوہ“۔

لکھنا ہی کافی سمجھا ہے۔ اس نے وضاحت کی ہے کہ ”اس وقت جبکہ سال ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء ہے اور اس کی عمر ۳۸ سال ہو گئی ہے۔ اہل سلوک کی کتابوں سے اس کا دل بالکل ”طول“ ہو گیا ہے اور اُسے چونکہ ”وجد و ذوق“ حاصل ہو چکا ہے اس لیے اس حالت میں اکثر اس کی زبان سے ”کلمات بلند حقائق و معارف“ سرزد ہوتے رہتے ہیں“ اس کی اپنی ہی عبارت ذیل سے عیاں ہوتا ہے کہ اب تک اس کو کافر بھی کہا جانے لگا تھا :

زاہدان خشک بے حلاوت از کوتاہ بینی در صد طعن و تکفیر و انکار می شد^۱
 اس کے دیباچہ میں ہی اس نے راسخ العقیدہ علماء کو جو اس کی خلافت شرع باتوں پر اعتراض کرتے تھے، ”پست فطرت، زاہد خشک، دجال، فرعون اور ابو جہلان محمدی مشرب“ جیسی صفات سے نوازا ہے گویا اس کے نزدیک ”محمدی مشرب“ ہونا بھی اب جرم تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ان خلافت شرع حرکات و سحران کو سہارا دینے کے لیے تاویل کے طور پر متقدمین و معاصرین صوفیہ کی شطیحات کو اس کتاب میں یکجا کیا اور اسے اپنے اشعار سے بھی سجایا۔ وہ نامی گرامی اور انتہائی پابند شرع صوفیہ کی شطیحات بھی نقل کرتے ہوئے ان کے نام کے ساتھ عجیب القاب بھی لکھتا مثلاً حضرت بایزید بسطامیؒ کی شطیحات نقل کرتے ہوئے کہتا ہے: ”عارف بے پروا از بدنامی بایزید بسطامیؒ“، وہ شیخ اکبر ابن عربی کو بھی ”موحد“ اور بھگت کبیر کو بھی ”موحد ہندی“ ہی کہتا ہے اور اسے ”کمل عارفان ہندوستان“ بھی لکھا ہے۔ بابا پیار سے جس کی خلافت شرع باتیں خود دارا کے الفاظ میں ہم نقل کر آئے ہیں، کے متعلق لکھتا ہے کہ اکبر کے زمانے میں اس جیسا کوئی ولی نہیں ہوا۔

اسلام کی ”صرف ہزار سالہ زندگی“ کے بارے میں اکبر کے عہد سے ہی بحث ہو رہی تھی دارا نے یہاں اس کی بھی وضاحت کر دی ہے:

یعنی محمد پیش از ہزار سال رسول بود.....

دارا نے اپنے معاصر صوفیہ میں سے شیخ فرید لاہوری کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نے ان جیسا کوئی شیخ نہیں دیکھا اور ان کی ان تمام نوازشات کا ذکر بھی کیا جو انہوں نے شہزادے پر کی تھیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دارا کے مخالفین کو مردود کہتے تھے۔ حالانکہ دارا کے مخالفین میں ایک عالم بھی بدعتیہ نہیں تھا۔

جب وہ یہ کتاب مکمل کر چکا (۱۰۶۵ھ) تو اس کے حواریوں نے جنہیں وہ ”طالبانِ صادق“ اور اکابر علماء اہل سنت کو ابو جہلان محمدی مشربان) کہتا ہے، کہا کہ شہزادے تم اپنی شطیحات میں سے بھی تو اس میں کچھ درج کرو تو دارا نے جو جواب دیا اس سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ صرف شطیحات کے میدان میں کہاں تک دُور نکل گیا تھا، اُس نے کہا:

کہ تمام شطیحات جو میں نے بیان کی ہیں وہ دراصل میری ہی ہیں۔ ہمارا قیاس بھی یہی ہے کہ اگر اس کی اس کتاب میں شامل شطیحات کو ان مشائخ کی معاصر کتب سولخ سے تقابل کیا جائے تو بہت سے شطیحات جو دارا نے ان کے نام منسوب کیے ہیں محض اس کے ذہن کی پیداوار ثابت ہونگے، اس نے حضرت میاں میرؒ اور ملا شاہ کی جو شطیحات اس میں بیان کی ہیں وہ بھی اس نے اپنی شطیحات کو سہارا دینے کے لیے وقتی طور پر تراش لی ہیں کیونکہ سکینۃ الاولیاء میں اس قسم کی شطیحات کا اس نے ذکر نہیں کیا جس میں حضرت میاں میرؒ نے اپنے مرید ملا شاہ بدخشی کے متعلق یہ کہا ہو کہ ”کشمیر کے خدا کا کیا حال ہے؟“

تاہم اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں اس وقت کے تصوف میں تنزل کے آثار ملتے ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بھگتی تحریک شاہ جہاں کے ان ایام میں داراشکوہ کی سرکردگی میں اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور اس تحریک سے متاثر ہونے والے سارے صوفیہ کے ساتھ اس کے روابط تھے۔ اس حقیقت کو ڈاکٹر اطہر عباس رضوی نے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے:

The characteristic feature of this work is an emphasis on that aspect of Kabir's teachings which seeks to despise as frivolous any distinction drawn between Kufr and Islam.^{۸۰}

اسی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں اس نے مجمع البحرین لکھی۔ اس میں اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام اور کفر (ہندومت) میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ ان کا منبع و مخرج ایک ہی ہے۔ ان دونوں دریاؤں کو ملا دینا چاہیے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ وہ حدتِ ادیان کے علمبردار تمام ہندوستانی صوفیہ اور ہندو سادھوؤں سے مل چکا تھا اور ان کے معارف و کلمات اس پر پوری طرح مسلط ہو چکے تھے اس نے خود اس کے دیباچہ میں اس کی یوں وضاحت کی ہے:

بعد از دریافت حقیقت الحقائق و تحقیق رموز و دقائق مذہب برحق صوفیہ و ناز گشتن بایں عطیہ عظمیٰ در صد آں شد کہ درک کند مشرب موحدان ہند و بعضی از محققان ایں قوم و کاطلان ایشان..... مکرر صحبت ہا داشته و گفتگو نموده، جز اختلاف لفظی در دریافت و شناخت حق تفاوتی ندید۔ ازیں بہت سخنان فریقین را باہم تطبیق دادہ.....

اس نے حنات العارفین میں لاسخ العقیدہ علماء کو جس طرح کو سلسلہ ہے وہ آپ

^{۸۰} Rizvi, S. A. A.,

Muslim Revivalist Movements, p. 304

^{۸۱} داراشکوہ : مجمع البحرین - طبع محفوظ الحق

ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں وہ اپنے ہم مشرب ”موصدان ہند“ کو مجمع البحرین میں ”کاملان“ نہایت ”ادراک و فہم“ کے مالک و خدائیدہ کہتا ہے۔ درج بالا اقتباس میں اس نے صاف بتایا ہے کہ اسلام اور ہندومت کے افکار میں اسے لفظی فرق کے سوا کچھ محسوس نہیں ہوا۔

اس کتاب میں اس نے اپنے معاصر صوفیہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ میاں باری کو اپنا استاد، ملا شاہ، شاہ محمد دریا، طیب سرسندی اور بابا لال بیراگی کو اپنا مرشد لکھا ہے۔ دارا کے حامیوں نے اس کتاب پر بابا بیراگی کے افکار کی مکمل چھاپ کی جس طرح تصدیق کی ہم سابقہ اوراق میں واضح کر چکے ہیں۔

اوزنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے مثالوں کے متلاشی اور مشہور مورخ جادونا تھ سرکار اور ان کے حلقہ کے ایک مؤلف اور عرصہ حاضر میں دارا شکوہ کی سب سے تحقیقی سوانح عمری لکھنے کا شرف حاصل کرنے والے مورخ قانون گونے بھی تسلیم کیلئے ہے کہ دارا ان دونوں مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے ان کے درمیان کسی ”قدر مشترک“ کا متلاشی تھا جس سے جنگ تخت نشینی میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی حمایت اُسے حاصل ہو جائے۔

دارا کو ہندو مسلم اتحاد یا ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی اتنی فکر تھی کہ اس نے اس کا سنسکرت زبان میں ترجمہ کروانے کا بھی اہتمام کیا تھا جو اس کی زندگی میں ہی ”سمودر سنگم“ کے نام سے مکمل ہو گیا تھا۔ اگلے سال ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۶ء میں دارا نے اپنی وسیع المشرقی

۱۔ دارا شکوہ، مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق ۸۰ ۷۰ ایضاً ۱۰۲

۳۔ Sarkar, J. N. History of Aurangzeb, Calcutta 1925 Vol. I pp 273 274

۴۔ Qanungo: Dara Shikoh, Calcutta, 1935, p. 134

۵۔ عابدی، امیر حسن : جوگ بشٹ (مقدمہ) ۲۲

کامزید ثبوت بہم پہنچایا، اب تک اس نے اسلام اور ہندومت کا صرف تقابلی مطالعہ ہی کیا تھا اور زیادہ تر اس کے ماہرین سے گفتگو کر کے کچھ سیکھا تھا۔ لیکن اب اس کا جی چاہا کہ ہندومت کا براہ راست مطالعہ کرے چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے جوگیشٹ کا فارسی میں ترجمہ کروانے کے لیے ماہرین کا ایک بورڈ قائم کیا۔ اگرچہ اکبر کے زمانے سے ہی اس کتاب کے ترجمے ہوتے چلے آ رہے تھے، لیکن وہ ترجمے دارا کو پسند نہیں آتھے۔ دارا اس کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس نے ایک خواب میں بشٹ اور رام چندر کو دیکھا۔ بشٹ نے رام چندر کو اشارہ کیا کہ دارا شکوہ ”طلب صدق“ میں تمہارا بھائی ہے اس لیے اس سے معاف کر دو، تو وہ کمال محبت سے دارا سے بغل گیر ہوا۔ پھر بشٹ نے رام چندر کو شیرینی دی کہ دارا کو کھلا دو تو دارا نے رام چندر کے ہاتھ سے وہ شیرینی کھالی۔ جس سے اس کی تجدید ترجمہ کی خواہش زیادہ ہو گئی تو اس نے ترجمہ کا حکم دیا۔

بقول پروفیسر نجیب اشرف ندوی :

دارا اس ترجمہ کے ذریعے یہ بات باور کرنا چاہتا ہے کہ اگرچہ وہ ظاہراً ولی عہد شاہ جہان ہے لیکن بیاطن وہ بھی رام چندر جی کی طرح داصل الی الحق بزرگ ہے۔
ڈاکٹر رضوی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دارا کا اس ترجمہ سے مقصد ہندو مسلم اتحاد اور جذباتی ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنا تھا۔

۱۔ ترجموں کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

عابدی : جوگیشٹ مقدمہ ۲۹-۳۲

Rizvi, S. A. A. Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975, p. 215

۲۔ دارا : جوگیشٹ طبع عابدی ۴ ۵۔ نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر ۳۵۹

۶۔ Rizvi, S. A. A. Muslim Revivalist Movements, pp. 358-59

دارا کے حکم سے کیا ہوا یہ ترجمہ با تحقیق و حواشی چھپ چکا ہے۔

اس ترجمے کے ایک ہی سال بعد یعنی ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء میں اس نے بنارس کے ہندوؤں اور سنیاہیوں کی مدد سے ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب اپنشد کے منتخب پچاس ابواب کا ترجمہ فارسی میں کروایا۔ جس کا نام اس نے "سیر اکبر تجویز کیا۔ اس کے ابتدائیہ میں دارا نے لکھا ہے :

.... چونکہ قرآن مجید..... کی اکثر باتیں رمز کی ہیں..... اس لیے میں نے چاہا کہ تمام آسمانی کتابوں کو پڑھوں..... میں نے توریت، انجیل، زبور اور دوسری کتابیں پڑھیں، لیکن ان میں توحید کا بیان مجمل اور اشارات میں تھا..... اس لیے اس بات کی فکر میں ہوا کہ ہندوستان وحدت عیان میں توحید کی گفتگو کیوں بہت زیادہ ہے..... تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس قوم قدیم (ہندوؤں) کے درمیان تمام آسمانی کتابوں سے پہلے چار آسمانی کتابیں تھیں رگ، بید، سام، بید، اتہرین بید..... اور محض توحید کے اشغال اس میں درج ہیں جس کا نام انکھت ہے..... جو کہ توحید کا خزانہ ہے..... توحید کے متعلق ہر قسم کی مشکل اور اعلیٰ باتیں جن کا میں طلب گار تھا، لیکن حل نہیں پاتا تھا اس قدیم کتاب کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ جو بلا شک و شبہ پہلی آسمانی کتاب ہے اور بحر توحید کا سرچشمہ اور قدیم ہے اور قرآن مجید کی آیت بلکہ تفسیر ہے اور صراحتاً ظاہر ہے کہ یہ آیت بعینہ اس کتاب آسمانی..... کے حق میں ہے اذہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون..... متعین طور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت توریت اور انجیل کے حق میں نہیں..... پس

۱۔ امیر حسن عابدی کی تحقیق سے اس کا فارسی متن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بنام جوگیشٹ ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔

تحقیق کہ چھپی ہوئی کتاب یہی کتاب قدیم ہے۔^۱

دارا اس سے پانچ سال پیشتر حنات العارفین لکھنے بیٹھا تو جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں اس کا دل تمام مسلمہ کتب سے اچاٹ ہو چکا تھا اور اس نے کہا تھا :
”جز توحید صرف منظور نظر نہ ہو۔“

گویا ۱۰۶۲-۱۰۶۷ھ میں اس نے سب کچھ ترک کر کے صرف ”حصولِ توحید“ (یعنی وحدۃ الوجود کے رنگ میں وحدتِ ادیان) کو اپنا مقصد زندگی بنالیا تو اس کا جو نتیجہ نکلا اس نے سر اکبر کے دیباچہ میں واضح کر دیا۔

دارا کی سر اکبر بھی حال ہی میں ایرانی و ہندوستانی محققین کے مشترکہ اہتمام سے طبع ہو چکی ہے۔ اور رنگِ زیب کی حمایت میں اردو زبان میں قلم اٹھانے والے پہلے مسلمان مولف علامہ شبلی نے سر اکبر کا دیباچہ پڑھ کر جو رائے لکھی تھی وہ ملاحظہ ہو :

اس کتاب کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دارا بالکل ہندو بن گیا تھا اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تختِ شاہی پر متمکن ہوتا تو اسلامی شعار اور خصوصیات بالکل مٹ جاتے۔^۲

انہیں دنوں دارا نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی جس پر خدا کا نام ہندی زبان میں ”پرہو“ لکھوایا تھا۔ معاصر مورخ محمد کاظم شیرازی نے لکھا ہے کہ وہ اسے متبرک خیال کرتا تھا :

۱۔ صباح الدین عبدالرحمن : بزمِ تیموریہ ۲۰۳-۲۰۵ (ملخصاً)

۲۔ دارا : حنات العارفین ۲ انہیں آیام میں اس نے اپنی ایک اور کتاب طریقۃ الحقیقت تالیف کی تھی جس میں اس نے صاف الفاظ میں لکھ دیا تھا :

در کعبہ و سومات افسانہ توتی ، در صومعہ و خرابات توتی

(اس کتاب کا فارسی متن اور اردو ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے)

۳۔ سر اکبر مرتبہ تارا چند و محمد رضا جلالی نائینی۔ تہران ۱۹۶۱ء

۴۔ شبلی نعمانی : مقالات - دارالمصنفین ۱۹۳۸ء ۱۰۱/۷

”بجائے اسماء حسنیٰ الہی اسمی ہندوی کہ ہنود آن را پر بھومی نامند واسم اعظم
میدانند بخط ہندوی بزنگینہ ہای الماس و یاقوت و زمرد و غیرہ آن از جواہرے
کہ می پوشید نقش کردہ بآن تبرک می جست“

وہ مندروں کی تعمیر و آرائش میں بھی دلچسپی کا مظاہرہ کرنے لگا تھا۔ ڈاکٹر غوری اور
جادو ناتھ سرکار نے معاصر کتب تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے مہتر کے مقام
کیشورائے کے مندر میں پتھر کے ستون نصب کروائے تھے۔ دارا کے مسلسل اصرار پر
شاہ جہان نے ہندوؤں کے بعض ٹمگیں بھی معاف کر دیے تھے۔

دارا کی تصانیف کو متعارف کرانا ہمارا مقصود نہیں ہے، البتہ ضرورت اس امر
کی ہے کہ اس کی ساری تالیفات کو ترتیب زمانی کے اعتبار سے مطالعہ کیا جائے اور
پھر اس عہد کے اس نوعیت کے لٹریچر سے تقابل بھی ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے
کہ دارا نے ان سے کیا کچھ اخذ کیا اور ان پر اپنے افکار کے کتنے اثرات مرتب کئے۔

دارا شکوہ اور علمائے کرام کی توہین

دارا شکوہ جس نے اپنی پہلی کتاب میں اہل سنت کے چاروں آئمہ کو ”چہار دیوار
خانہ اسلام کا درجہ دیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ تیرہ سال تک وسیع المشرب صوفیہ کی
صحبت میں رہ کر کیا بن گیا تھا اس کا اندازہ اس کے عقائد کے پس منظر اور عقائد کی ان تفصیل
سے لگائیے جو ہم نے اس کے اپنے الفاظ میں بیان کی ہیں، وہ اپنے حواریوں کو تو معزز ترین
القاب سے یاد کرتا ہے لیکن راسخ العقیدہ علماء کو ایسے خطابات دیتا ہے جس سے اس کی دین
سے نہ صرف بیزاری بلکہ لا تعلقی کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ دارا کے مصاحبین اور وہ صوفیہ بھی

۱۔ محمد کاظم شیرازی، عالمگیر نامہ۔ مکتبہ ۱۸۶۸ء ۳۵

جن کو وہ اپنا استاد و مرشد لکھتا ہے علمائے کرام کیلئے ایسے ہی خطاب استعمال کرتے ہیں۔
 ملا شاہ بدخشی کی آزاد مشربی کے خلاف علمائے کارروائی کی تو اس نے دارا کو جو
 خط لکھا اس میں انہیں ”ملا یان قشر“، ”زاہدان خشک“ اور ”بدبختان شریہ“ کو تنبیہ کرنے
 کی ہدایت کی تھی۔ دارا اپنے دوست صوفیہ کو ”عارفان این وقت“ وہ تصوف کی
 اصطلاح میں مسلمان صوفیہ کو بھی ”طالبان صادق“ اور رام چندر کو بھی ”طالب صادق“
 ہی لکھتا ہے۔

جن صوفیہ خام نے اس کی مذہبی زندگی کو تاریک کیا تھا ان کے متعلق اس کے یہ
 شاندار القاب ملاحظہ ہوں :

از برکت صحبت این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دل این فقیر اسلام مجازی
 برخاست و کفر حقیقی روئے نمود۔

بابالال بی راگی کو ”از کل عرفا“ اپنے استاد میاں باری کو ”حضرت باری تعالیٰ“
 بھگت کبیر کو ”کمل عارفان ہندوستان“ اور اپنے پسندیدہ کئی صوفیوں کے نام کے ساتھ
 ”از مفران وقت“ لکھا ہے۔ اس کے ہم مشرب پیر سلیمان مصری قلندر علما کو ”ناقضان“
 کہا کرتے تھے۔

وہ ہندو پنڈت اور سنیا سی جن کی صحبت میں رہ کر اس نے ہندو فلسفہ راجے وہ
 توحید کہتا ہے) سیکھا تھا، کے لیے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

۱۔ دارا : سکینہ ۱۶۷، ۱۸۴

۲۔ دارا : حنات العارنین ۲ ۳۔ ایضاً ۷۹ ۴۔ دارا : جوگیشٹ ۴

۵۔ مکتوب دارا شکوہ بنام شاہ دربار۔ رتعات عالمگیر۔ طبع ندوی ۳۲۲

۶۔ دارا : حنات العارنین ۴۹ ۷۔ ایضاً ۶۹ ۸۔ ایضاً ۵۳

۹۔ ایضاً ۷۴

مشرّب موحدان ہندو بالبعنی از محققان این قوم و کمالان ایشان کہ بہ
نہایت ریاضت و ادراک و فہمیدگی و غایت تصوف و خدایابی رسیدہ
بودند مکرر صحبتہا داشتہ^۱۔

وہ ہندوؤں کے اوتار بشٹ کی اپنے اوپر غایت درجہ مہربانی کا اظہار کرنے کے بعد
رام چندر کو ”طلب صدق“ میں اپنا بھائی رپیر بھائی بتاتا ہے۔

ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس کو ”دارالعلم“ کہنے کے بعد اس شہر کے وہ
پنڈت اور سنیا سی جو اس سے گہرا تعلق رکھتے تھے، کو ”سر آمد وقت“ کے لقب سے ملقب
کیا ہے۔

اپنے حواریوں کے لیے ان القاب کو سامنے رکھتے ہوئے جو دارانے ان کے لیے
استعمال کیے ہیں ان خطابات کا جائزہ لیجئے جو اس نے راسخ العقیدہ علماء کے لیے لکھے
ہیں تو اس کی وسیع المشرّبی کا پول کھل جائے گا۔

جب وہ متقدمین صوفیہ کرام کی کتابوں سے متنفر ہو گیا تو وہ حق کی تلاش کا آغاز
کرنے سے پیشتر راسخ العقیدہ علماء کو ان القاب سے یاد کرتا ہے :

”واجبہ علیٰ نفسان و فراعنہ موسیٰ صفتان و ابو جہلان محمدی مشربان“

اور ان خطابات کی تحریر سے پہلے وہ بالکل ملا بدخشی کی اصطلاح میں انہیں ”پست
فطرتان و دن ہمت و زابدان خشک“ سے خطاب کرتا ہوا نظر آتا ہے محمدی مشرب علماء
کو ابو جہل قرار دینے کے بعد بظاہر کوئی خطاب باقی نہیں رہنا چاہیے تھا لیکن اس پر
بھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو فلسفہ ہنود میں توحید کے متلاشی اپنے ہم خیال صوفیہ

۱۔ دارا : مجمع البحرین ۸۰ ۲۔ ایضاً جوگ بشٹ ۲

۳۔ صباح الدین : بزم تیموریہ ۲۰۴

۴۔ دارا : حیات العارفین ۳ ۵۔ ایضاً ۲

کی صفات بیان کرنے کے بعد ”سر اکبر“ کے دیباچہ میں انہیں جو کچھ کہتا ہے اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے ملاحظہ ہو :

”جہلانے وقت خدا شناسوں اور موحدوں (فلسفہ ہنود پر تحقیق کرنے والے مسلمان) کے قتل، کفر اور انکار میں مشغول ہیں.... وہ خدا کے راستے کے راہزن ہیں۔“.....

اس کے عقائد کے پس منظر میں ہم نے جن شخصیات کو اس کے مذہبی رجحانات میں تبدیلی کا ذمہ دار قرار دیا ہے اس سے بھی واضح ہے کہ اس کے اُستاد میاں باری کی تعلیم تھی کہ ”ملا اور پنڈت“ دونوں کو مار ڈالو (یعنی خود کو مذہب کی قید سے آزاد کر لو) اور سلیمان قلند کا سبق یہ تھا کہ علمائے ظاہر ”ناقص“ ہیں تو دارا اس قسم کے خیالات کا اظہار اپنے اشعار میں کیوں نہ کرتا نیز اس کے مصاحبین میں سے جتنے شعراء کے شعری مجموعے ہمیں ملے ہیں ان سب میں علماء کے خلاف نفرت کے آثار پائے جاتے ہیں، دارا نے بھی اپنے کلام کو ان کی تقلید کا شرف بخشا ہے۔ وہ اپنے اشعار میں بہشت کہتا ہی اُسے ہے جہاں اُسے ”ملا“ نظر نہ آئے اور نہ ہی وہاں نماز و آذان کی آواز ہو۔

بہشت آسجا کہ ملائی نباشد

ز ملا شور و غوغائی نباشد

وہ اپنی من چاہی توحید کی تلاش و تحقیق کسی ایسے مقام پر کرنا چاہتا تھا جہاں اس کے کانوں تک ”شور ملا“ اور جہاں اس کے ”فتویٰ کی کوئی اہمیت نہ ہو۔

جہاں خالی شور و از شور ملا

ز فتویٰ ہاش پر وای نباشد

۱۔ دارا : سر اکبر طبع تہران۔ دیباچہ دارا و بزم تیموریہ ۲۰۴

۲۔ ان کے اقوال بلغظہ سابقہ اوراق میں نقل کیے جا چکے ہیں۔

چنانچہ وہ ایسے مقام کی تلاش میں بہت جلد کامیاب ہو گیا اُسے ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس جہاں اس نے ”سر آمد وقت“ پنڈتوں کے بھرکٹ میں بیٹھ کر ”سراکبر“ مرتب کی یہ شہر اس کی نظر میں ”دارالعلم“ تھا۔ لیکن جس شہر میں ملا رہتے ہوں وہاں عقلی علوم پر تحقیق کرنا تو درکنار وہاں اس کے خیال میں ”دانائی“ کا نام و نشان بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

در آن شہری کہ ملاحظہ دارد در آنجا هیچ دانای نباشد
اس کے خیال میں ”انبیاء و اولیاء“ کو دنیا میں جتنی تکلیفیں پہنچی تھیں وہ سب علما کے ”شر نفس“ کی وجہ سے تھیں۔

از شوی شر نفس ملایان است باہر نبی و ولی کہ آزار رسید
وہ گمراہی کی تلاش (جسے وہ تحقیق تو حید کہتا ہے) میں اتنا دُور نکل گیا تھا کہ اُسے اپنے لیے گمراہ کے لفظ میں فخر محسوس ہونے لگا تھا۔

ہر کس کہ بحق رسید گمرہ گفتند من گمرہ از آرم کہ مرا راہ مناند
اس لیے ان حالات میں اس نے اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

کافند گفتی تو از پی آزارم این حرف ترا راست ہی پذیرم
پستی و بلندی ہمہ شد ہموارم من مذہب ہفتاد و دولت دارم
علامہ اقبال کا یہ شعر حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔

تخم الحادے کہ اکبر پرورید باز اندر فطرت دارا رسید
اب اس ہیجان انگیز فضا میں اس مذہبی کشمکش کو مد نظر رکھتے ہوئے اورنگ زیب کے افکار اور اس کے پسندیدہ علماء و مشائخ کی تعلیمات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

اورنگ زیب کے علماء و مشائخ سے تعلقات

داراشکوہ کے مقابلہ میں اورنگ زیب کو راسخ العقیدہ علماء و صوفیہ سے عقیدت تھی اور اس کے روابط بھی اسی قسم کے حضرات سے تھے۔ اگر اس کے علماء و مشائخ سے تعلقات کا مفصل جائزہ لیا جائے تو ہمیں سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کے نام سب سے زیادہ ملیں گے جن کے براہ راست اورنگ زیب کے کسی نہ کسی طرح روابط تھے۔ ان تعلقات کی تفصیل سے دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا واضح فرق بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس کے تعلقات کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو:

حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور اورنگ زیب

تخت نشینی (۱۶۵۹ء) سے بہت پہلے حضرت خواجہ کے ساتھ اورنگ زیب کی عقیدت کے ثبوت ملتے ہیں۔ چنانچہ ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء میں وہ باقاعدہ بیعت ہونے کیلئے حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوا، جہاں اُسے ”سلطنت“ کی خوش خبری بھی دی گئی تھی۔ اگرچہ روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو مبالغہ آمیزی کہا گیا ہے لیکن حضرات کے ساتھ اس کی مراسلت سے اس کے اس سلسلہ سے باقاعدہ منسلک ہونے کے شواہد ملتے

۱۔ کمال الدین محمد احسان، روضۃ القیومیہ ۳۸/۲-۳۹

ہمارے خیال میں اس خوشخبری کے ملنے کا یہ حد تھا کہ دارا اس سے اگلے سال کشمیر جا کر ۱۰۴۹ھ/

۱۶۳۹ء میں باقاعدہ ملا شاہ بدخشی سے بیعت ہوا تھا (سکینۃ الاولیاء ۴۸، ۱۷۸)

تفصیل کے لیے اسی مقدمہ کا عنوان ”دارا کے عقائد کا پس منظر“ ملاحظہ کریں۔

ہیں۔ حضرت خواجہ کے فرزند خواجہ سیف الدین واضح طور پر اس کے اس طریقہ میں داخل ہونے اور حضرت خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مخفی نہ ماند کہ بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مشرف گشت، بسیار متاثر گشت سہ صحبت با حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) داشت.....“

اگر اوزنگ زیب کی حضرت خواجہ کے ساتھ بیعت کو نہ بھی تسلیم کیا جاتے تب بھی آخر دم تک اس کی اس خاندان سے وابستگی اور گہری عقیدت کے واضح اثرات ملتے ہیں۔ اس کے ان روابط کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اول شہزادگی کا زمانہ دوم تخت نشینی کے بعد کے تعلقات۔

اوزنگ زیب ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء سے ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء تک قندھار فتح کرنے کی مہمات میں مصروف رہا، شاہ عباس ثانی (والی ایران) نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن داراشکوہ کی سازشوں کی وجہ سے اوزنگ زیب اس مہم میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دارا، اوزنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے جو طریقے اختیار کرتا رہا، یہ سازش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اوزنگ زیب نے اس مہم میں کامیابی کے لیے حضرت خواجہ سے دُعا کے لیے کہا تو آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل مکتوب اُس کے نام ارسال کیا جس میں جہاد کے فضائل تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اُس کی اس مہم کو جہاد قرار دیتے ہوئے لکھا:

”اللہ کی راہ میں ایک ساعت کا جہاد مکہ میں حجِ اسود کے قریب شبِ قدر

۱۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات سیفیہ ۱۲۳/۸۳

۲۔ اس محاصرہ قندھار کی تفصیل کے ملاحظہ ہو:

کے قیام سے افضل ہے۔

لطف یہ ہے کہ اس مہم کی ناکامی کے بعد خود دارا شکوہ نے اپنا وقار بڑھانے کے لیے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء کو اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ محاصرہ تقریباً پانچ ماہ تک جاری رہا لیکن کوئی چال بھی کامیاب نہ ہوئی اور دارا نے تنگ آکر واپسی کا فیصلہ کر لیا اور اس ناکامی کا داغ دھونے کے لیے دارا نے عجب ڈرامائی انداز اختیار کیا کہ ”مجھے قندھار کے مشہور ولی بابا حسن ابدال نے خواب میں بتایا ہے کہ قندھار کی فتح اس وقت اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے اس لیے محاصرہ ختم کر دو۔“

دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ اس محاصرے کے دوران میرے پیر ملا شاہ بدخشی نے مجھے بھی خطوط لکھے اور فتح کی خوشخبری دی۔ اس نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں یہ خطوط نقل کیے ہیں۔ ملا شاہ بدخشی کے ان خطوط اور حضرت خواجہ کا اورنگ زیب کے نام مذکور بالا مکتوب کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو دونوں روحانی رہنماؤں کے ادکار کا واضح فرق معلوم ہو جائے گا۔

۱۔ محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات ۶۴/۱

جناب پروفیسر محمد اسلم نے سہواً حضرت خواجہ کے اس مکتوب کو اورنگ زیب کی دارالحکومت پر جنگ سخت نشینی کے سلسلہ میں فوج کشی سے متعلق قیاس کر لیا ہے کہ ”اورنگ زیب جب بڑا پور سے فوج لے کر نکلا تو خواجہ صاحب نے اسے ایک خط ارسال کیا جس میں اسے دارالحکومت پر فوج کشی پر تحسین پیش کی۔“

(المعارف لاہور۔ اگست ۱۹۶۹ء ۲۱، ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء)

جیسا کہ ہم کھچکے ہیں حضرت خواجہ کے مکتوبات کی یہ جلد اول جس میں زیر بحث مکتوب نمبر ۶۴ شامل ہے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء میں جمع ہو کر مکمل ہو چکی تھی اور اورنگ زیب نے بڑا پور میں ایک ماہ دارالحکومت پر حملہ کی تیاری میں صرف کر کے ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء میں یہ کارروائی کی تھی۔ اس لیے ۱۶۵۲ء سے پہلے کے نوشتہ مکتوب کا اس فوج کشی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ خود اس کی وجہ قندھار سے متعلق ہے۔

۲۔ دارا شکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ ص ۱۹۶ د۔ ص ۱۹۵-۱۹۶

دکن کے معاملات عرصہ دراز سے مغلوں کے لیے خاصے تشویش کا باعث بنے ہوئے تھے خصوصاً شاہ جہان کے آخری سالوں میں ایران کی ان ریاستوں کے ساتھ مراسلت و مداخلت اور وہاں شیعہ مذہب کا اثر بڑھ جانا اور ان علاقوں میں جمعہ کے خطبوں میں خلفائے ثلاثہ پر سب و شتم کیا جانا نہ صرف مغلوں بلکہ سارے ہندوستان کے لیے اشتعال اور مذہبی غیرت کا باعث بن گیا تھا۔ انہیں حالات میں ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۵ء کو اوزبک نے گولکنڈہ کا محاصرہ کر لیا جو اس زمانہ میں شاہ جہان کی طرف سے نظامتِ دکن پر مامور تھا۔ انہیں دنوں حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی نے اُسے اسی نوعیت کا ایک خط لکھا جس قسم کا ان کے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم اُسے محاصرہ قندھار کے دوران لکھ چکے تھے، حضرت خواجہ محمد سعید نے واضح الفاظ میں اسے احکامِ شریعت کی ”تقویت“ کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ خود بھی اس جہاد میں شریک ہونے کے متمنی ہیں لیکن پیرائہ سالی کے باعث ایسا کرنے سے معذور ہیں، لکھتے ہیں :

در ایام ضعفِ مراسمِ اسلام چوں تائیدِ ارکانِ ملت بیضا و تقویت
 احکامِ شریعت عزا و وابستہ بہ ذاتِ اشرف است دریں ولا
 استماع یافت کہ چوں اہل گولکنڈہ سمر از ربقہ اطاعت واجبہ کشیدہ اند
 و نقض عہد نموده داخل جرگہ ینقصون عہد اللہ گشتہ اند و آن
 قبلہ گاہی از روحیتِ دین و غیرتِ اسلام توجہ بآن صورت تافہ ہمت
 سامیہ را بر تخریبِ آن جماعتِ ناہنجار گماشتہ
 فتح و نصرت کی دُعا کے بعد لکھا ہے

۱۔ ایران کی دکنی معاملات میں مداخلت کے لیے تفصیل کے لیے دیکھئے :

Riazul Islam: Indo Persian Relations, pp. 116-120.

جاتے آن بود کہ این فقیر از سر قدم ساخته شریک این مجاہد مے شد لیکن
ضعف بدن کہ ہموارہ عارض است.....

لیکن دارا شکوہ کی سازش اور اورنگ زیب کو بدنام کرنے کی غرض سے عین فتح و
نصرت کے حالات میں مرکز کی طرف سے محاصرہ اٹھانے اور ان کے علاقے واپس کرنے
کے احکام صادر ہو جاتے ہیں۔

مجددی حضرات کے علاوہ اورنگ زیب کے دیگر سلاسل کے صوفیہ سے بھی اچھے
تعلقات تھے، جنگ تخت نشینی سے پہلے وہ شیخ برہان الدین شطاری برہانپوری سے
کئی مرتبہ ملا تھا۔ ایک بار اس نے ان کے پاس حاضر ہو کر دارا شکوہ کے عقائد کے بارے
میں اُن کو آگاہ کیا کہ دارا اسلام سے برگشتہ ہو چکا ہے اور اس نے ضلالت کی وادی
میں قدم رکھ دیا ہے اور مہدول کی تقلید شروع کر دی ہے۔ اس نے تصوف کو بہت
بدنام کیا ہے اور کفر و اسلام کو ملانے اور ان کا ایک منبع قرار دینے کے لیے اس نے
ایک کتاب مجمع البحرین لکھی ہے۔ اس نے ہمارے والد بزرگ کو سلطنت سے بے اختیار
کر دیا ہے اور اس نے مسلمانوں کے قتل اور گمراہ کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لی ہے۔
میں امید دار ہوں کہ آپ ”دفع شر“ کے لیے دُعا کریں گے۔ انہوں نے

۱۔ محمد سعید خواجہ، مکتوبات ۱۲۲/۸۶

۲۔ محاصرہ گوکنڈہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے :

نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر۔ طبع دار المصنفین ۲۴۳-۲۹۹ و بعد

Yar Ali Muhammad Chowdhury

The Deccan Policy of the Mughals

Lahore, op. 195-227.

۳۔ غوری، افتخار احمد : جنگ تخت نشینی (انگریزی)، بحوالہ کتب معاصر۔

بعض حلقوں کی طرف سے اورنگ زیب پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اسے صرف سرہند کے چند

مجددی بزرگوں کی حمایت ہی حاصل تھی، یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ شیخ برہان تو شطاری

سلسلہ کے شیخ تھے اور سلسلہ شطاریہ و نقشبندیہ کے مابین کشیدگی کے بھی آثار ملتے ہیں۔

اس کے لیے دعا کی۔ اورنگ زیب کی سید احمد میران جی شطاری کے ساتھ ملاقات کا ذکر بھی تذکروں میں ملتا ہے۔

اورنگ زیب کے زمانہ شہزادگی سے ہی جن علما و مشائخ سے تعلقات تھے وہ سب کے سب راسخ العقیدہ بزرگ تھے۔ شیخ عبداللطیف برہانپوری (ف ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۶ء) کے ساتھ اس کے مراسم خاصے قدیم تھے وہ بہت پابندِ شرع بزرگ تھے۔ معاصر مورخ بختاوردخان نے لکھا ہے :

”وہ امر معروف و نہی منکر میں بہت تشدد تھے اور رزقِ حلال کے لیے تجارت کرتے تھے۔ وہ مریدوں سے نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے، برہانپوری میں قیام سے پہلے ہی اورنگ زیب کی ان کے ساتھ مذہبی موانست تھی اور امور دینی سے آگاہ کرنے کے لیے وہ بلا تکلف اورنگ زیب کے پاس چلے جاتے تھے۔“

شہزادگی کے زمانے سے ہی اورنگ زیب کی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ساتھ محبت و مذہبی ہم آہنگی کا ثبوت ہم ہم پہنچا چکے ہیں۔ حضرت خواجہؒ اپنے والد بزرگ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے صحیح ترین جانشین اور انتہائی درجہ پابندِ شرع تھے بالکل حضرت مجدد کی طرح آپ بھی سارے ہندوستان کے حالات سے بخوبی واقف تھے

← شیخ برہان کے حالات کے لیے دیکھئے :

- — بختاوردخان : مرآۃ العالم ۲/۴۰۸ - طبع لاہور ۱۹۷۹ء
- — خانی خان : منتخب الباب ۱۱/۲
- — راشد مطیع اللہ، برہانپور کے سندھی ادیب۔ طبع حیدرآباد سندھ ۲۶۳ - ۳۳۳
- — عاقل خان رازی : ثمرات الحیات (مفوضات شیخ برہان شطاری) طبع دکن

۱۔ ملکا پوری، عبد الجبار، محبوب ذی المنن ۵۸/۱

۲۔ بختاوردخان : مرآۃ العالم ۲/۴۰۸ - ۴۰۸

اور جس طرح حضرت مجدد کی تحریرات میں اسلام کی زبوں حالی اور ضعفِ دین اور حفاظتِ دین کے لیے جس کرب اور بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم بھی اپنے زمانے میں دارا شکوہ کے زیر اثر خلافتِ اسلام تحریکوں سے پوری طرح آگاہ تھے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

اے عزیزانِ آیام میں معاملاتِ دین میں سُستی آگئی ہے، سنت ترک ہو گئی ہے اور بدعت کو پھیلا دیا گیا ہے۔ اس لیے اس ”ظلمانی وقت“ میں دینی علوم کا حامل اور نشر کرنا ہم کا درجہ رکھتا ہے اور احیائے سنتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا مقصد ہے۔ (اس لیے تم) شرعی علوم کی تحصیل، اشاعت اور احیائے سنتِ مصطفویہ کے لیے کمر ہمت باندھ لو..... الخ

ایک مکتوب میں تصوف کی انتہائی معراج ”کمال احکام شرعیہ“ کو قرار دینے کے بعد امر فرماتے ہیں :

باید کہ کمر ہمت را در اتیان احکام شرعیہ چُست بر بندند..... و احیائے سنن متروکہ را از اہم امور دانند.....

ایک خط میں صوفیہ متقدمین کے اقوال تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

جو شخص مشیخت کی گدی پر بیٹھا ہو اور اس کا عمل موافق سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اور نہ وہ خود زیورِ شریعت سے آراستہ ہے، خبردار! خبردار اس سے دُور رہنا، بلکہ احتیاطاً اس شہر میں بھی نہ رہنا..... آدابِ نبوی کا خیال نہ رکھنے والوں اور سننِ مصطفویہ کے ترک کرنے والے کو ہرگز عارفِ خیال نہ کرنا..... مرد حق دراصل وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے، بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خُدا سے غافل نہ رہے۔

اورنگ زیب جب قندھار فتح کرنے کی مہم پر روانہ ہوا تو آپ نے اسے ایک مکتوب کے ذریعہ جہاد کے فضائل سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا :

یہ حدیث ہے کہ اللہ کے لیے ایک ساعت کا جہاد شب قدر میں مکہ معظمہ میں حجر اسود کے نزدیک قیام سے افضل ہے۔ (مع اسناد حدیث)

اور جہاد اصغر کے فضائل اور جہاد اکبر کی شرح بھی اس مکتوب میں آپ نے تحریر کی۔ حضرت خواجہ کے مکتوبات کے تین ضخیم دفاتر اسی قسم کے معارف سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ترویج شریعت اور احیائے سنت کے سلسلہ کے اقتباسات جمع کیے جائیں تو پورا ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت خواجہ کے برادر بزرگ خواجہ محمد سعید کے مکاتیب بنام اورنگ زیب و دیگر افراد و امراء میں بھی اچیلے سنت پر خاص توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دونوں سفر و حضر میں اورنگ زیب کے ہمراہ رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت خواجہ محی الدین کو حضرت خواجہ محمد سعید نے اپنے ایک تعارفی خط کے ذریعہ ”شہزادہ دیندار اورنگ زیب“ کے پاس بھیجا کہ اس تربیت یافتہ صاحبزادے کو محرم بارگاہ سلطنت بناؤ۔ دوسرے نواسے خواجہ عبداللطیف کے بارے میں واضح نہیں ہے کہ انہوں نے اورنگ زیب کی مصاحبت کب اختیار کی تاہم اس کی سخت نشینی کے بعد ان کی ملازمت کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا

۲۔ محمد معصوم خواجہ، مکتوبات معصومیہ ۱/۶۴

حضرت خواجہ نے اپنے کئی مکاتیب میں اورنگ زیب کو اتباع سنت اور ترویج شریعت کے لیے پرزور دلائل کے ساتھ آمادہ کرنے کی سعی کی ہے۔ بعض اقتباسات آئندہ اوراق میں نظر سے گزریں گے۔

۳۔ بعض اقتباسات اس سے پیشتر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

۴۔ محمد سعید خواجہ، مکتوبات سعیدیہ ۲۵/۱۰۱

۵۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

جنگ تخت نشینی سے پہلے اور سفر حج پر روانہ ہونے سے پیشتر حضرت خواجہ محمد مصطفیٰ نے اورنگ زیب کی استدعا پر شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کے ہمراہ رہنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت مجددؒ کے یہ دونوں پوتے اور دونوں مذکورہ نواسے علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ اور شریعت کے حدود و جہ پابند تھے اورنگ زیب ان کی مصاحبت میں رہ کر مزید اتباع شرع کا خواستگار ہو گیا تھا۔

اورنگ زیب کی دینداری

اورنگ زیب کی ولادت ۱۵ ازی قعدہ ۱۰۲۷ھ / ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو ہوئی۔ اس وقت کے جمید علماء سے تحصیل علم کی۔ اس کے اساتذہ میں مولانا عبداللطیف سلطان پوری، میر محمد ہاشم گیلانی، ملا موہن بہاری، علامی سعد اللہ خان، مولانا سید محمد قنوجی، ملا احمد جیون دانشمند خان اور مولانا شیخ عبدالقویؒ کے نام ملتے ہیں۔

اورنگ زیب نے بادشاہ بننے کے بعد ۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء میں قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ تحصیل علم کا سلسلہ آدم حیات جاری رہا لیکن کبھی دارا کی طرح فلسفہ ہنود سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے اپنے آخری ایام حکومت کے دوران حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے مولانا محمد فرخ سرہندی سے بخاری شریف دوبارہ پڑھی تھی۔

وہ فقہ حنفی سے خصوصی لگاؤ رکھتا تھا۔ حدیث و تفسیر کی کتابوں کے علاوہ کتب

۱۔ تفصیل جنگ تخت نشینی کے تحت اسی مقدمہ میں دیکھئے۔

۲۔ نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر ۱۲۵-۱۲۸

اورنگ زیب کے اساتذہ یقیناً اس سے زیادہ تھے۔ ہم نے چند نام محض اس کے علمی تبحر اور متقیانہ زندگی کے ثبوت کے طور پر تحریر کئے ہیں۔

۳۔ ایضاً ۱۲۸ (حفظ قرآن کی یہ سعادت منل بادشاہوں میں سے صرف اسی کو حاصل تھی۔)

۴۔ صفرا احمد: مقامات معصومہ قلی ۷۴

اخلاق و تصوف میں سے تصانیف امام غزالی، خصوصاً احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت کا اکثر مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ اور اپنے فرزندوں کو بھی امام غزالی کی کتابیں مطالعہ کے لیے بھیجا کرتا تھا اور ان کے نام کی بجائے ”امام حجتہ الاسلام“ کا لقب استعمال کرتا تھا۔ اس کی تربیت ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ مذہبی رنگ میں رنگتا چلا گیا اور عین جنگ و جدل کے دوران بھی وہ نماز قضا کرنے کا تصور نہیں کرتا تھا۔ اس کی دین داری اور تقویٰ کے بارے میں تمام مورخین متفق ہیں جس میں اس کے مخالف مورخ ہندو تاریخ نویس بھی شامل ہیں۔ اس کی دین داری و تقویٰ کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ دربار شاہ جہانی میں دارا اور اس کے ہم مشرب اور رنگ زیب کی مذہب سے انتہائی دلچسپی کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور اس کے نام خطوط میں اس کی اس گرویدگی پر طنز و تشنیع کی جاتی تھی۔ اسے ”منازی، فقیر“ اور ریاکار اور بہت سے ایسے خطابات سے یاد کیا جاتا تھا۔

بے شک اس قسم کا استہزاء اس وقت اور رنگ زیب کے لیے بہت ہی تکلیف کا باعث تھا جس کا اس نے اپنے خطوط میں اظہار بھی کیا ہے لیکن آج اگر صرف ہم اور رنگ زیب کے حامی مورخین کے بیانات سے اس کی دینی زندگی کی جھلکیاں پیش کرتے تو جانبداری کا الزام عائد ہوتا۔ اس لیے یہ خطوط اس کے تقویٰ پر شاہد ہیں۔

تاثیر عالمگیری کے مولف نے اور رنگ زیب کی مذہبی زندگی کی جو تصویر کشی کی ہے، اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو :

حضرت غلامرکان اپنی فطری سعادت اندوزی کی وجہ سے مذہبی احکام و شمار کے بے حد پابند تھے، خفی المذہب بنتی تھے، اسلامی فرائض خمسہ

۱۔ نجیب اشرف ندوی ۱۲۹

۲۔ ساقی مستعد خان : تاثیر عالمگیری - کلکتہ ۳۹۷

۳۔ شاہ جہاں اور دارا کے خطوط کے اقتباسات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ رتعات عالمگیری ۲۲۶، ۲۹۵-۳۹۶

کی پابندی اور ان کے اصرار میں بے حد کوشاں رہتے تھے، حضرت ہمیشہ با وضو رہتے..... نمازِ اوّل وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے..... روزوں کے پابند تھے..... قبلہ عالم حق طلبی کے شیدائی تھے، معمول تھا کہ مسجد میں تمام رات اہل اللہ کے ساتھ سرگرم گفتگو و ذکر رہتے..... رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے..... قبلہ عالم نے ابتدائے سن تمیز سے تمام مکروہات و محرمات سے شدید پرہیز فرمایا..... نغمہ و سرود سے نفرت تھی اور اسے حرام قرار دیا تھا..... غیر مشروع لباس اور سونے چاندی کے برتنوں سے پرہیز کرتے..... تمام ممالکِ محروسہ میں شرعی احکام جاری تھے، احتساب کا محکمہ نہایت فعال تھا..... غرض کہ حضرت کے عہد میں دینِ متین کا آوازہ بلند ہوا، اور جس طرح ملک ہندوستان میں شریعت اسلامی کا کامل لحاظ رکھا گیا اس کی نظیر فرمانِ روایان سابق کے کارناموں میں قطعاً معدوم ہے۔

اوزنگ زیب نے محسوس کیا کہ سلطنت کے قیام کے استحکام کے بعد ایک عظیم الشان کتاب فقہ مرتب کی جائے جو اسلامی قانون کا کام دے سکے تو اس نے حنفی مذہب کے فقہی مسائل کی تدوین کے لیے اس وقت کے جتید اور راسخ العقیدہ علماء کا ایک بورڈ قائم کیا جس کے تحت یہ اہم کام انجام کو پہنچا۔

دارا کی تصانیف اور اوزنگ زیب کے اس بے مثال تالیفی کام یعنی — فتاویٰ عالمگیری کے تقابلی مطالعہ سے دونوں کے مقصدِ حیات اور مذہبی رجحانات میں جو خلیج حائل تھی اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

جنگِ تخت نشینی میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کا کردار

یوں تو ہندوستان میں اس سے پیشتر اور اس کے بعد بھی تخت نشینی کیلئے اُن گنت جنگیں ہوئی تھیں لیکن اس جنگ کی نوعیت سب سے مختلف تھی کیونکہ اس کی بنیاد مذہبی نظریات پر تھی۔ دارا اور اورنگ زیب کے جن مذہبی افکار و رجحانات کا ہم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ جنگ دو بھائیوں کے درمیان ہی نہیں تھی بلکہ حق اور کفر کا معرکہ تھا، اصل جنگ تو راسخ العقیدہ اور آزاد مشرب صوفیہ کے افکار کا ”مکراؤ“ تھا، وحدتِ ادیان کی تحریکوں، بھگتی گیانوں اور پابندِ شرع نقشبندیوں کے تصادم کا نام ”جنگِ تخت نشینی“ تھا۔

عصرِ حاضر کے مورخین نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے — مشہور مؤرخ اور اورنگ زیب کے سوانح نگار لین پول جس کی تحقیق کے مطابق ”اورنگ زیب کے تمام معاصر عیسائیوں نے اُسے ریاکار اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے مذہب کو آڑ بنانے والا ثابت کیا ہے۔“ بھی یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ :

”اورنگ زیب نے بڑی جرأت کے ساتھ اکبر اور دارا کے نظریات کے خلاف ردِ عمل کے طور پر کام کیا۔“

اورنگ زیب کے سوانح نویس ظہیر الدین فاروقی نے اس جنگ میں دونوں فریقوں کے حامیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندو اکبر جیسا بادشاہ چاہتے تھے مگر مسلمان دوبارہ اس بد قسمتی کا شکار نہیں ہونا چاہتے تھے۔

۱۔ All contemporary christians, . . . denounce him as a hypocrite who used religion as a cloak for ambition
(Lane-Poole: Aurangzeb, Delhi, p. 60)

۲۔ Faruki. Aurangzeb and his Times, Lahore 1977
p. 28

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنی تالیفات میں اورنگ زیب اور دارلکے مذہبی رجحانات کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ایک موقع پر ہندو راجاؤں کی حکمت عملی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ جہان کے عہد میں وہ دارا پر اعتماد کر سکتے تھے کیونکہ اس نے دوسرا اکبر بن کر دکھانے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔^۱ حال ہی میں لندن یونیورسٹی نے ایم اے کا ایک مقالہ اس جنگ کے بارے میں لکھوایا ہے۔ مقالہ نگار ڈاکٹر افتخار احمد غوری نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اس جنگ میں سنی امراء، علماء اور مشائخ نے علانیہ اورنگ زیب کی حمایت کی تھی۔ اس لیے قدرتی طور پر اس کش مکش میں راسخ العقیدہ مسلمان علماء و مشائخ کے علاوہ مسلم عوام کی نظریں بھی اورنگ زیب پر مرکوز ہو گئیں۔

خصوصاً علماء و مشائخ کے اس طبقہ نے جو اکبر جیسے مذہبی حالات کے پھر عود کرنے کے خدشہ کا اظہار کرتا رہا تھا اس جنگ میں کھل کر اورنگ زیب کی حمایت کی۔ یہ سوچ غلط ہے کہ اس مذہبی کش مکش میں اورنگ زیب کو صرف سرہند کے چند نقشبندی بزرگوں کی ہی حمایت حاصل تھی بلکہ ہر سلسلہ کے صوفیہ و علمائے اورنگ زیب کی حمایت علی طور پر کی تھی۔ مشہور محدث اور مجمع بحار الانوار کے مولف کے پوتے قاضی عبدالوہاب نے بھی اورنگ زیب کی بھرپور حمایت کی تھی اور قاضی القضاات کو شاہ جہان کے حین حیات اورنگ زیب کے نام کا خطبہ پڑھنے کے لیے قائل کر لیا تھا۔^۲

اورنگ زیب کو جب شاہ جہان کی بیماری کی اطلاع ملی تو اس نے کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے بُرا نیوہ میں پورا ماہ اس انتظار میں گزارا کہ شاید شاہ جہان

^۱ Qureshi, I. H. Ulama in Politics p. 104.

^۲ Ghauri, I. A. War of Succession, Lahore, 1964.

^۳ Ishwardas Jajpur. Futuhat-i-Alamgiri, Translated by Tasneem Ahmad, Dehli, 1978, p. 55

تندرست ہو کر سلطنت خود سنبھال لے۔ اس دوران وہ بُربانپور میں کئی علماء و مشائخ سے ملا اور ان کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ شیخ بُربان الدین شطاری سے اورنگ زیب کی ملاقات کا حال ہم درج کر چکے ہیں۔ منوچی کے بیان کے مطابق اورنگ زیب کے اُستاد شیخ میر بھی اس جنگ میں بحیثیت سپاہی دارا کے خلافت لڑے تھے۔ اسی طرح کئی علماء کی اولاد بھی اورنگ زیب کی حمایت میں حتی الامکان کام کرتی رہی۔

لیکن سب سے زیادہ جس سلسلہ سلوک کے بزرگوں کی اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے کوششوں کا ذکر ملتا ہے وہ سلسلہ نقشبندیہ کے افراد ہیں۔ ہمارے خیال میں اسی حمایت کی وجہ سے داراشکوہ اس سلسلہ کے افراد کا مخالف ہو گیا تھا۔ روضۃ القیومیہ کے ایک اندازِ ج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور آپ کے سارے خاندان سے کو تکلیف پہنچانے کے درپے بھی ہوا تھا۔ عین انہی ایام میں جب کہ اس جنگ کے لیے فضا مکر ہو رہی تھی، حضرت خواجہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء میں حج کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں، دکن میں بھی کئی مقامات پر قیام فرمایا، بُربانپور میں خصوصی قیام کا ذکر ملتا ہے۔ اس دوران حضرات مجددیہ سے اورنگ زیب کی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حج کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر حضرات کا بُربانپور جانا مصلحت سے خالی نہیں تھا۔ کیونکہ وہاں اورنگ زیب عرصہ سے مقیم اور جنگی تیاری میں مصروف تھا۔ اس کے وہاں ایک ماہ تک اسی سلسلہ میں قیام کا ذکر اس کے درباری مؤرخ

۱۔ Munucci N. Travels through Mughal India, Translated by Irvine, Lahore, 1976, p. 64, 104

۲۔ شیخ میر کے امیر شکر مقرر ہونے کا ذکر روضۃ القیومیہ ۱۱۲/۲ میں بھی ہے

۳۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "حضرات کا سفر مرہٹوں میں"

۴۔ وحدت، عبدالاحد: لطائف المدینہ قلی تفصیل کے لیے دیکھئے "حضرات کا سفر مرہٹوں میں"

محمد کاظم شیرازی نے بھی کیا ہے۔ یوں بھی یہ شہر حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور وہاں بڑے بڑے نقشبندی حضرات مدفون و مقیم تھے اور یہیں اورنگ زیب نے حضرات کی موجودگی میں ہی دارا کے خلاف جنگ کا پورا پروگرام مرتب کر لیا تھا۔ ہمارا قیاس ہے کہ حالات چونکہ نقشبندی حضرات کے لیے نہایت ناموافق ہو گئے تھے اس لیے اورنگ زیب کے مشورہ پر حضرات نے یہ سفر مبارک اختیار کیا ہوگا۔ ورنہ جیسا کہ ہم حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم کے حالات کے تحت لکھ آئے ہیں کہ ان ایام میں حضرت مجدد کے یہ دونوں صاحبزادے انتہائی بیمار تھے۔ اس لیے ایسی حالت میں یہ طویل سفر ان کے لیے بظاہر ممکن نہیں تھا، اس لیے ایک طرح سے ان کا یہ سفر ہجرت کے مترادف تھا۔

حضرت مجدد کے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد سعید سفر حج پر روانہ ہونے سے پیشتر اورنگ زیب کو بذریعہ خط اطلاع دیتے ہیں کہ ہم ۱۶ ربیع الاول کو سر و نج پہنچیں گے اور حرمین الشریفین جا کر تمہاری سلامتی و کامیابی کے لیے دعا کریں گے کہ تمہاری کامیابی دراصل "صلاح عام اور تقویت اسلام" کا باعث ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں :

روزہ شنبہ شانزدہم شہر ربیع الاول بہ سر و نج رسیدیم، امید است کہ بعد از وصول بآن اماکن شریفہ و طیفہ دعا سلامتی و مزید ابہت و اقبال آن عالی حضرت کہ متضمن صلاح عام و تقویت اسلام است.....

۱۔ محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ ۴۸ (طبع کلکتہ)

۲۔ حنات الحرمین کے یہ فقرات "جب حضرت خواجہ اس سفر پر روانہ ہو گئے تو" تقابل عام بہ سبب اختلاف سلطنت و تغیر و تبدل امور عظام روی نمود" (یہ اشارہ واضح طور پر شاہ جہان کے عین حیات دارا کا امور مملکت پر حاوی ہونے کی طرف ہے)

۳۔ محمد سعید، خواجہ : مکتوبات سعیدیہ ۱۴۵/۸۴

اورنگ زیب کی استدعا پر حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے بھتیجے شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو سفرِ عمر میں اختیار کرنے سے پہلے ہی اورنگ زیب کے پاس بھیج دیا تھا اور شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کا رفیق کا رہنے کا حکم دیا۔^۱

رنجست کے وقت اورنگ زیب بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے اُسے ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی۔ اورنگ زیب نے دس جہاز اس سفر کے لیے پیش کئے۔ روضۃ القیومیہ ہی کی روایت کے مطابق یہی شیخ محمد اشرف میدان جنگ میں بھی اورنگ زیب کے ہمراہ اور فتح و نصرت کے لیے دُعائیں مصروف بتاتے گئے ہیں۔^۲ شیخ سعد الدین مذکور تو حق و باطل کی جنگ میں ہمہ وقت اورنگ زیب کے ساتھ میدان میں ہی مصروف نظر آتے ہیں۔^۳

جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں داراشکوہ اپنے ابتدائی دور میں سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوا تھا اور پھر جب اس کا دل اس تصوفِ اسلامی سے اچاٹ ہو کر فلسفہ ہنود کی طرف راغب ہوا تو اس نے اپنے نام کے ساتھ نسبت ”حنفی و قادری“ لکھنا ترک کر دی تھی گویا وہ اس سلسلہ عالیہ سے غائب ہو چکا تھا اور اب وہ جن افکار کا مالک تھا، تصوفِ اسلامی کے کسی سلسلہ میں ان کی گنجائش نہ رکھنا ممکن نہیں تھی۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

۱۔ کمال الدین محمد احسان، روضۃ القیومیہ ۹۱/۲

دجنگ کے خاتمہ اور اورنگ زیب کی کامیابی کے بعد ان کے مریدین الشریعین پہنچنے کا ذکر

بھی ملتا ہے۔ ایضاً ۹۱/۲

۲۔ ایضاً (حضرت خواجہ کے نواسے میر صفر احمد نے مقاماتِ معصومیہ (قلمی ۲۵۳) میں اس بشارت

کا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اورنگ زیب کی تسلی کے لیے اسے تحریری بشارت دی تھی۔

جس سے روضۃ القیومیہ کے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے،

۳۔ ایضاً ۱۰۴/۲ ۱۱۱-۱۱۰/۲

بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے اس لیے حج کے لیے روانہ ہونے کے دوران ہی آپ نے اپنے فرزند کلاں حضرت خواجہ صبغت اللہ کو بغداد روانہ کیا کہ روضہ مبارک حضرت غوث الثقلینؒ پر حاضر ہو کر عرض کر دے کہ دارا شکوہ کی حمایت ترک فرمادیں، چنانچہ صاحبزادہ بزرگ بغداد میں حاضر ہوئے تو حضرت غوث اعظم نے ان کی یہ استدعا منظور فرمائی۔ قریب العہد ماخذ معدن الجواہر اور زبدۃ المقامات و حضرات القدس کی طرح معتبر تذکرہ عمدۃ المقامات میں اس واقعہ کی تفصیلات درج ہیں۔^۱

اس کے بعد حضرت خواجہ مع اعزہ و خلفاء حرمین الشریفین کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں اور پھر اس جنگ کی کش مکش اور تیز ہو جاتی ہے۔ اورنگ زیب کے لیے علماء و صوفیہ کی دعائیں بدستور جاری رہتی ہیں۔

جب شاہ جہاں شدید بیمار ہوا تو امور سلطنت بالکلیہ دارا نے اپنے ہاتھ میں لے لیے تو جانشینی کے لیے انتخاب کی کش مکش بھی خاصی بے چینی کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے ان ایام میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ بزرگ حضرت شیخ آدم بنوڑی جو اس جنگ سے پندرہ سال پہلے (۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) حرمین میں وصال فرما گئے تھے۔ عالم رویا میں بامر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلفاء پر ظاہر ہوتے اور اس جنگ میں انہیں اورنگ زیب کی حمایت کرنے کا حکم دیا۔ معاصر ماخذ نتائج الحرمین میں ہے:

”چوں شاہ جہان عنان سلطنت خود را در دست دارا شکوہ سپر کلاں خود داد، اوقابلیت این امر نہ داشت، حضرت سیدنا و مولانا شیخ آدم (قدس سرہ) بامر حضرت افضل مخلوقات علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات، بر خلفائے خود ظہور نموده فرمودند اورنگ زیب را در حمایت دارا“

۱۔ محمد فضل اللہ مجددی، عمدۃ المقامات، طبع ٹنڈو سائیں داد۔ سندھ ۳۱۸-۳۱۹

۲۔ محمد امین بدخشی، نتائج الحرمین خطی نسخہ، کتب خانہ انڈیا آفس۔ ورق ۲۰۲-۱

اور خاص طور پر آپ نے اپنے ایک خلیفہ کو حکم دیا کہ میدان جنگ میں اورنگ زیب کے ساتھ جا کر شریکِ معرکہ ہو جاؤ:

امر کر دند کہ در جنگ با اورنگ زیب ہمراہ باشید حضرت ایشان بر فیل اورنگ زیب ہمراہ بودند تو پسخانہ، دارا شکوہ را مہر کر دند.....

جنگ تخت نشینی کے ایام میں اورنگ زیب کا ایک حامی امیر، نواب قطب الدین خان حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ شیخ عبدالخالق قصوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے اس کی کامیابی کے لیے دعا کی۔ فتح مندی کے بعد ان سے کہا گیا کہ بطور امداد کچھ قبول کریں تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ :

”قطب خان..... آمد و گفت کہ مراد ما حاصل شد یک دہ نذر شما کردہ ام ایشان قبول نہ کردہ و گفتند ما برائے خدا لے تعالیٰ مدد کردہ ایم نہ برائے طمع دنیا“
 قادر یہ سلسلہ کے کئی متقی بزرگ بھی اورنگ زیب کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے تھے چنانچہ سید شیر محمد قادری بڑہانپوری اورنگ زیب کے زمانہ شہزادگی سے اس پر نظر عنایت فرماتے اور اُسے اپنی خلوت میں بھی آنے کی اجازت دیتے تھے اور بعض دفعہ سفر کے دوران بھی وہ اورنگ زیب کے ہمراہ رہے۔ انہوں نے بھی اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے دعا کی تھی۔

۱۔ ایضاً ورق ۲۰۳-۱

۲۔ نواب قطب الدین خان غریب خان بن نظر بہادر خوشی قصوری نے اس جنگ میں اعلانیہ اور گزیرب کی حمایت کی تھی۔ تفصیل حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

صمصام الدولہ شاہنواز خان : کاثر الامراء - ۳/ ۸۴ - ۹۶

۳۔ محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین - قلمی نسخہ - ۱، جلد سوم ۱۷۹

۴۔ بختاور خان : مرآۃ العالم طبع لاہور ۲۰۹/۲

تخت نشینی کی اس نظریاتی جنگ میں صرف علماء و صوفیہ ہی اورنگ زیب کے حامی نہیں تھے بلکہ راسخ العقیدہ سنی امراء جو سلطنت مغلیہ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے، دل و جان سے اورنگ زیب کے حامی بن گئے۔ اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے حرمین الشریفین میں بھی علماء و مشائخ نے دعائیں کی تھیں جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ہندوستان سے باہر بھی دیندار طبقے اس "شہزادہ دین پناہ" کے طرفدار تھے۔

حنات الحرمین اور اس سلسلہ کی دوسری معتبر کتابوں میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا یہ مکاشفہ اور کرامت بھی درج ہے کہ جب حضرت خواجہ سفر حرمین الشریفین کے لیے روانہ ہوئے تو دارا کی اسلام دشمنی، سلسلہ نقشبندیہ سے عداوت اور دیگر سیاسی امور کے بارے میں خالصے متروک تھے، اس لیے مدینہ منورہ سے ہندوستان کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر بھی روضہ پاک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت یہی خیال آیا — واقعہ یوں ہے۔

جب حضرت خواجہ مواجہہ کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے کہ واپسی کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی مبارک معلوم کریں، تو انہیں واپس

۱۔ بعض محققین نے بڑی محنت سے تخت نشینی کی جنگ میں جانشینی کے امیدواروں کے حامی امراء کی فہرستیں چارٹوں کے ذریعہ بنا کر وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اظہر علی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں چاروں بجائیوں کے حامی امراء کا چارٹ مرتب کیا ہے ملاحظہ ہو:

Athar Ali The Mughal Nobility under Aurangzeb Aligarh, 1970, p. 96

سی طرح ڈاکٹر افتخار احمد غوری نے بھی دو الگ الگ چارٹوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی ہے دیکھئے کتاب مذکور ۹۶۰۹۰

ان متنبہ خاں کی مدد سے آسانی معلوم ہو جاتی ہے درج ذیل کے تمام سنی و اہل بیت عہدہ دار اور انگریز کے حامی تھے۔

جلنے کا واضح اشارہ ہوا تو ان کے دل میں دارا شکوہ کی شریعت دشمنی اور اس سلسلے سے اس کی عداوت و انتقامی جذبات کے بارے میں گمان گزرا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں شنگی تلوار تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دارا کے قتل کا اشارہ فرمایا تو حضرت خواجہ سمیع گئے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ دشمن اسلام قتل ہو چکا ہے۔

حنات الحرمین کے مولف نے اپنے ایک مکتوب بنام مخدوم زاوہ خواجہ محمد پارسا مجددی، یہ واقعہ درود انگیز عربی الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ اسی نوعیت کا مکاشفہ حضرت خواجہ محمد سعید کے مکاشفات حرمین میں بھی مذکور ہے۔ اور اس سلسلہ کی دیگر معتبر کتب میں بھی اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ اور دارا کے قتل کو حضرت خواجہ کی کرامت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی قرار دیا ہے:

”فانہ کرامتہ لمہ ومعجزۃ للنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام“

اس بشارت کے ملتے ہی حضرت خواجہ اپنے اعزہ سمیت واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ اس جنگ کے واقعات بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے ہم نے

۱۔ مروج الشریعت: حنات الحرمین (کتاب حاضر) آخری فصل

۲۔ ایضاً: خزینۃ المعارف ۱۴۱/۱۵۶

۳۔ وحدت، عبدالامد: لطائف المدینہ۔ قلمی۔ ورق ۲۲-۱، ب

۴۔ ملاحظہ ہو:

محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ قلمی۔ نسخہ ۱، ورق ۵، ۲-۱، ب

ایضاً: مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ۔ (اردو ترجمہ طبع لاہور میں) اس واقعہ کا ترجمہ بالکل غلط ہو کر رہ گیا ہے

صفر احمد: مقامات معصومیہ۔ قلمی ۲۵۴

کمال الدین محمد احسان: ردۃ القیومیہ ۱۰۴/۲ ۵۔ یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

صرف اس کے مذہبی پہلو پر ہی بحث کی ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح ہندوستان کے سارے دیندار طبقات اور خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جانشین و خلفائے اورنگ زیب کی حمایت کی۔

جب حضرات سرہند واپس ہندوستان پہنچے تو داراشکوہ کو شکست ہو چکی تھی، چونکہ حضرات مخدوم زادگان بے چینی سے اس فتنے و نصرت حق کی خوش خبری سننے کے منتظر تھے۔ اس لیے اورنگ زیب نے دارا پر قابو پاتے ہی جب اس کا تعاقب شروع کیا تو اس کی اطلاع کے لیے اس نے نہایت ہی مسرت کے ساتھ جو خط حضرات کو لکھا تھا وہ ہم نے دریافت کر لیا ہے۔ جس کا متن مع عکس یہاں دیا جا رہا ہے :

فرمان عالی شاہ بادشاہ عالمگیر بعد از منہزم شدن داراشکوہ — کہ بشیخ محمد سعید و شیخ محمد معصوم نوشتہ۔ نحمدہ و نصلی از جانب این نیازمند ترین خلایق بدرگاہ حضرت و اہلب العظیات بہ حقانیت معارف آگاہ فضائل و کمالات ستگاہ شیخ محمد سعید سلام عافیت انجام برسد۔ آنچه از مجد و نصرت یافتن آن لشکر اسلام بر اعداء دین بظہور آمدہ بہ سمع شریف رسیدہ باشد۔

از دست زبان کہ برآمد
کز عہدہ شکرش بدرآمد

اس جنگ کے مفصل واقعات عصر حاضر کے محققین نے معاصرہ آخذ کی بنیادوں پر اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں ملاحظہ ہو :

نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر ۳۲۲-۳۸۷

Ginauri : War of Succession between the sons of Shah Jahan, Lahore 1964.

Sikandar J. N: History of Aurangzeb, Vol. I, pp 265-612.

لے صاحبزادگان کے مکاتیب بنام اورنگ زیب میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب
 اپنے پیارے شاگردوں کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے اور
 فقائل و کمالات کو شگاہ شیعہ و سنیہ کے
 و نفرت یافتہ ان کے اس کام پر اعدا و دبر
 رسیدہ باشند از دست زبان کہ برآمد کر نام
 شب بیان جان آن سید روی در آمد نیم چون ہزار
 لشکرانی بتعاقبت ان کی عفت و تقویٰ
 بی منت آنست کہ بروی اسیر کرد و فوف کہ این خبر
 و از ان خوبست نشان در مقلات اجابت با و می نمود
 شیخ محمد معصوم و شیخ محمد سید احمد عاقبت انجام بر سر

۹۔ اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط جو اس نے داراشکوہ کو شکست دینے کے بعد خوشخبری کے
 طور پر حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم سرہندی کے نام سرمدار سال کیا (خط کے متن
 کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا صفحہ ۱۳۱) ماخوذ از قلمی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ورق) مخزنہ
 کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی۔ پاکستان۔ نمبر ۱۲۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجددی

کہ چون ظلمت شب بہ میان جان آن سید روی درآمد نیم جان بہ ہزار نکبت
از معرکہ بیروں برد لشکر گرانی بہ تعاقبت آن بے عاقبت تعین گشتہ امید از
فضل بخشندہ بے منت آنست کہ بہ زودی اسیر گردو، توقع کہ اس خیر خواہ
عباد اللہ را بدعا سلامت و ارین و خیریت نشاتین در مظان اجابت یادی
نمودہ باشند۔ والسلام و بہ غضبت پناہ شیخ محمد معصوم و شیخ محمد یحییٰ السلام
عافیت انجام رسد، والسلام والا کرام۔“

چنانچہ اورنگ زیب دارا شکوہ کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان دنوں شاہ جہاں
بقید حیات تھا اس لیے اورنگ زیب نے شاہ جہاں کو خط لکھا کہ چونکہ اس افتاد کی
ذمہ داری شاہ جہاں کی دارا سے کورانہ محبت تھی، اس لیے اس حقیقت حال کا اظہار بھی
کیا گیا :

خدا نخواستہ اگر بہ حمایت آنحضرت اندیشہ آن بدکیش از قوت بہ فعل می آمد
و عالم از ظلمت کفر و عدوان تاریک گشتہ کار شرع شریف از رونق می افتاد
روز جزا از عہدہ جواب بر آمدن بغایت صعب و دشوار باشد..... الخ
(ترجمہ) خدا نخواستہ اگر آپ (شاہ جہاں) کی حمایت سے وہ بدکیش کامیاب ہو جاتا تو
سارا عالم کفر کی ظلمت اور ظلم و ستم سے تاریک ہو جاتا، شرع شریف سے
رونق جاتی رہتی، اور قیامت کے دن آپ سے اس کا جواب دینا بہت ہی
دشوار ہو جاتا۔

۱۔ اورنگ زیب کا یہ خط کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (راولپنڈی پاکستان)
کے ایک قلمی مجموعہ رسائل نمبر ۱۴۲۹ میں شامل مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے آخری درق ۱۲۱
پر منقول ہے جو حال میں اورنگ زیب کے خطوط کے مطبوعہ مجموعوں میں نہیں مل سکا۔ ہمارے خیال
میں حضرت خواجہ محمد سعید کا مکتوب نمبر ۴۴ بنام اورنگ زیب، اس کے اسی خط کا جواب ہے۔

۲۔ بنجیب اشرف ندوی (مرتب، رقعات عالمگیر ۲۰۲۰ء)

اس لیے گرفتار کرنے کے بعد اس فتنہ پرور کو اورنگ زیب نے ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء میں قتل کروا دیا۔ نیز اورنگ زیب نے دارا شکوہ کے حامیوں، شرع اسلامی سے بنیاری کا اظہار کرنے والوں اور دارا کے سہارے غیر اسلامی تحریکوں کو چلانے والوں کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی۔

اورنگ زیب نے دارا کے سب سے بڑے حامی ملا شاہ بدخشی کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ کشمیر سے نکلنا نہیں چاہتے تھے لیکن کشمیر کے گورنر نے انہیں زبردستی روانہ کیا تو انہوں نے راستے میں ہی اورنگ زیب کی تخت نشینی پر مبارک باد کی یہ رباعی لکھ کر دربار میں روانہ کر دی۔

صبحی دل من چوں گل خود شید گفت حق ظاہر شد، غبارِ باطل رفت
تاریخ جلوسِ شاہِ اورنگ مرا ظل الحق گفت ایں را حق گفت
کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ملا شاہ بدخشی جو ساری زندگی دارا شکوہ کو تحریری طور پر "بادشاہِ ظاہر و باطن" کہتے رہے اور اپنے خطوط میں اُسے :
خوشوقا، معظوظا، محفوظا، کامیابا، آفتابا، جہانتابا، حل مشکلا، صاحبِ دلا،
عاقلا، کاملاً..... الخ

لکھتے رہے، اب اس کارروائی سے ان کی درویشی و فقیری کو کیا ہوا تھا کہ انہوں نے

۱۔ دارا کے قتل کے مفصل واقعات اور معاصر شہادتوں کے علاوہ یورپین سیاحوں کے بے ہنگم بیانات اور اس قتل کو علماء کی ذمہ داری کے الزام کی تردید کے لیے ملاحظہ ہو :
نجیب اشرف ندوی، مقدمہ رقعات عالمگیر ۲۸۱-۲۸۵

Ghuri: War of Succession, pp 157-159.

۲۔ ملا شاہ کی یہ رباعی معاصر تذکرہ شعرا مرآۃ الخیال میں درج ہے ۱۴۴
۳۔ ملا شاہ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں موجود ہے جس میں کئی خطوط دارا شکوہ کے نام ہیں جن میں یہ القاب درج کئے گئے ہیں۔ (پاکستان میں فارسی ادب ۱۶۱/۲)

اس رباعی میں دارا کو "غبارِ باطل" کہہ دیا اور اورنگ زیب کو "ظل الحق" کیا وہ ساری زندگی اسی "غبارِ باطل" کو ظاہری و باطنی بشارتیں دیتے رہے؟
 بعض تذکرہ نویسوں نے ملا شاہ کی اسی رباعی کو دوسرے معنی پہنکنے کی کوشش کی ہے، لیکن خوش قسمتی سے ملا شاہ کے رقعات میں ان کا ایک خط اورنگ زیب کے نام بھی مل گیا ہے جس میں انہوں نے اورنگ زیب کو تخت نشینی کی نہ صرف مبارک باد دی ہے بلکہ اسے دُعا دیتے ہوئے لکھا ہے:

دولت ویدار نصیب حق سبحانہ و تعالیٰ آن برگزیدہ خالق و خلاق را
 بر طبق مراد الی یوم المیعاد واراد۔ آمین ! بسیار بسیار بیش از بیش ایں
 درویش خیر اندیش بہت جلوس ذات راس الروس در احسن اوقات ..
 ظل آن ظل الحق ممدود الی الموعود۔

لیکن اورنگ زیب نے ان سے مواخذہ و محاسبہ نہیں کیا بلکہ انہیں لاہور میں قیام کا حکم دیا۔ جہاں وہ اپنی وفات ۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء تک مقیم رہے اور وہیں اپنے مرشد حضرت میاں میرؒ کے قریب دفن ہوئے۔

ان کے علاوہ بھی دیگر مصاحبین دارا کے خلاف کارروائی کی گئی، مثلاً چندر بھان برہمن اور محسن فانی کشمیری وغیرہ لیکن ان میں سے سرمد کے سوا باقی تمام نے مصلحت کو ترجیح دی اور اورنگ زیب کی ملازمت میں داخل رہے۔ سرمد کو دربار میں طلب کیا گیا اس کے خلاف شرع عقائد پر گرفت ہوئی، اس نے انہیں تسلیم کر لیا اور قتل کر دیا گیا۔
 شاہ محب اللہ آبادی کا انتقال تو عہد شاہجہان میں ہی ہو چکا تھا لیکن ان کے

۱۔ ایضاً ۲ ۱۶۱-۱۶۲

۲۔ شیرخان لودھی : مرآۃ الخصال ۱۳۵

۳۔ ان کارروائیوں کے واقعات معاصر کتب تاریخ میں مفصل درج ہوئے ہیں۔

انکار پر جیسا کہ ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں ان کی زندگی میں بھی شورش برپا ہوئی اور ان کی وفات کے بعد اورنگ زیب نے ان کے رسالہ تسویہ کو جلانے کا جو حکم دیا تھا ہم اس طرف اشارہ کر چکے ہیں۔

اسی طرح قادری سلسلہ کے عظیم بزرگ اور مصنف حضرت سلطان باہو نے بھی اپنی تصانیف میں جس شاندار طریقے پر اورنگ زیب کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اور اپنی کتابوں میں اس کے لیے جو طویل القاب لکھے ہیں وہ کسی طرح بھی اُن القاب سے کم نہیں ہیں جو مجددی حضرات نے اس کے لیے استعمال کیے تھے۔ قادری شطاری سلسلہ کے ایک اور بزرگ مصنف شیخ محمد اشرف بن محمد مرید شاہدی لاہوری نے عہد عالمگیری میں اہل تشیع کے خلاف ایک معرکہ الارار کتاب تحفۃ الحسینیؑ کے نام سے لکھی تو اس کے آغاز میں اورنگ زیب کے لیے تقریباً ایک ورق کے بقدر القاب تحریر کئے۔

ایسی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن قادری سلسلہ کے ان دو عظیم بزرگوں اور سید شیر محمد قادری جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا کی مثالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ داراشکوہ کا سلسلہ قادریہ سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔

مشہور عالم دین اور شیخ طریقت حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری کے فرزند خواجہ معین الدین کشمیریؒ جو بیس سال سے ہندوستان میں پیدا شدہ بدعات کی وجہ سے پریشان تھے جب اورنگ زیب کا دور آیا تو انہوں نے شکر خداوندی کے اظہار کے طور پر کلام پاک کی ایک تفسیر لکھی اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :

۱۔ سلطان باہو: کلید التوحید قلمی مخزون کتب خانہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی

۲۔ محمد اشرف شطاری لاہوری: تحفۃ الحسینی خطی نسخہ۔ نیشنل میوزیم۔ کراچی

۳۔ مولانا خواجہ معین کشمیری کئی اہم اور قابل توجہ کتابوں کے مصنف تھے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے

تلمذ تھا۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو حدیقت الاولیاء طبع لاہور ۱۲۴-۱۲۶

میں عرصہ دراز سے ان ”بدعات و ہوا“ کی وجہ سے پریشان تھا جو اس ملک میں رائج ہیں، بیس سال کے بعد عالمگیر کا دور آیا اور مجھے اور اہل ملک کو اطمینان حاصل ہوا تو بطور شکریہ میں نے یہ تفسیر لکھی اور بادشاہ (اوزنگ زیب) کے حضور میں پیش کی..... شاہ اوزنگ زیب عادلے عالمگیر“ تاریخ تالیف ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ خاندن محمود لاہوری کے ایک اور فرزند خواجہ احمد نے بھی اوزنگ زیب کو مبارکباد کا خط لکھا۔

اوزنگ زیب کے نقشبندی مشائخ سے روابط

یوں تو اوزنگ زیب کے تقریباً ہر سلسلہ تصوف کے صوفیہ سے روابط کا سراغ ملتا ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ سے اس کے گہرے تعلقات کے ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں، داراشکوہ کی آزاد مشربی کے باعث صوفیہ میں شرعی قیود سے جو آزادی کا رجحان پیدا ہو گیا تھا اوزنگ زیب اُسے ختم کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف رہا اور مہمات کے سلسلہ میں آتے جاتے اُسے جہاں کہیں کسی آزاد مشرب صوفی کے بارے میں پتہ چلتا تھا وہ فوراً اُسے حاضر ہونے کا حکم دیتا تھا۔ تحفۃ السالکین ایک ہم عصر کتاب ہے جو حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کے حالات پر مشتمل ہے اس کتاب میں ان جید علما کی ایک فہرست موجود ہے جو ان مہمات کے دوران اس کے

۱۔ معین خاوندی کشمیری : زبدۃ التفاسیر۔ قلمی مخزنہ کتب خانہ سعیدیہ ٹونک (ہندوستان)
بحوالہ قاضی محمد عثمان : معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف۔ مقالہ مشمولہ معارف

اعظم گڑھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء ۲۳۰

۲۔ محمد کاظم شیرازی : عالمگیرنامہ ۶۲۹

ہمراہ رہتے تھے ان میں مشہور فقیہ مولانا نور محمد مدقق لاہوری کا نام بھی ملتا ہے۔ اس اعتباری مہم کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

یہاں نہ تو اوزنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے بحث کرنے کا موقع ہے اور نہ ہی تمام سلاسل تصوف کے صوفیہ کے اوزنگ زیب سے تعلقات کی تفصیلات بیان کی جاسکتی ہیں البتہ کتاب حاضر (حنات الحرمین) کی مناسبت سے فقط ”مجددی حضرات“ کے روابط کا نہایت مختصر سا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے :

پاک و ہند کے نقشبندی مشائخ نے سیاسی معاملات اور سلاطین سے میل جول کے سلسلہ میں اپنے متعقدین مشائخ کے طریق کار کو اپنائے رکھا۔ حضرت مجدد الف ثانی سیاسی امور کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے اقوال نقل کرتے ہیں اور آپ کا اس معاملہ میں نقطہ نظریہ ہے :

”بادشاہ کا صالح ہونا دنیا کا صالح ہونا ہے اور بادشاہ کا مفسد ہونا دنیا کو فساد میں مبتلا کرنا ہے۔“

لیکن بلا ضرورت بادشاہ سے ربط رکھنے سے منع فرمایا۔ آپ نے اپنے فرزند گرامی خواجہ محمد معصوم کو نصیحت فرمائی تھی کہ بادشاہ کی صحبت اختیار نہ کرنا۔ اوزنگ زیب جس کے ساتھ اس کے زمانہ شہزادگی سے آپ کے بہت اچھے روابط تھے اور اس نے باطل خواہش کی تھی کہ حضرت خواجہ اس کی صحبت اختیار فرمائیں لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

۱۔ نقشبندی حضرات کے سیاسی امور کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

احمد طاہری عراقی : رسالہ قدسیہ (تالیف خواجہ محمد پارسا) مقدمہ ۱۰-۲۷

Nizami, K. A. Naqshibandi Influence on Mughal Rulers and Politics. Islamic Culture, Vol. 39 (No. 1) January, 1965

صرف اصلاح احوال و ترویج شریعت کی تلقین کے لیے اُسے شرف ملاقات بخشے رہے۔
حضرت مجدد کے اس طریق کار سے حضرت خواجہ نے اپنے فرزند ان گرامی کو بھی آگاہ فرماتے
ہوئے اپنے فرزند بزرگ خواجہ صبغة اللہ کو اس سلسلہ میں وصیت فرمائی :
”صحبت سلاطین بے ضرورت کلی“ اختیار نخواہد نمود۔“

حضرت خواجہ نے اپنے فرزند پنجم خواجہ سیف الدین کو اور نگزیب کی استدعا پر دربار
میں بھیج دیا تھا اور وہ محل کے جوار میں رہتے تھے ان کی بھی بادشاہوں سے روابط کے
معاملہ میں یہی پالیسی تھی، فرماتے ہیں کہ نیتِ حسنہ سے دفع بدعت اور ترویج سنت کے
لیے بادشاہ سے ملنا بہتر ہے :

”بہ نیت ارتفاع بدعت و ترویج سنت می تو اں سلطان را دید الخیر فیما
صنع اللہ سبحانہ۔“

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے رہائی کے بعد ”اصلاح بادشاہ،
دفع بدعت اور ترویج سنت“ کے لیے احکام جاری کروانے کے لیے جہانگیر کے ساتھ

۱۔ محمد امین بدخشی : تاج الحرمین - نسخہ ۱، ورق ۲۶۲ - ب

رپورٹسریب سکول آف تھوٹ کے سلسلہ نقشبندیہ کی سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں آراء
تو ڈاکٹر اطہر عباس رضوی کی تالیفات کے ذریعہ ہم تک پہنچ چکی تھیں، حال ہی میں ان کے زیر اثر
منتخب اللباب کے حصہ عہد اور نگزیب کے انگریزی ترجمے پر پی ایچ ڈی دی گئی ہے جس کے
مقدمہ میں تحریر ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم، اورنگزیب کے دربار میں رہتے تھے اور اس سے
مدد معاش لے کر اس کے حق میں پروپیگنڈہ جاری رکھا (x x x) یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت
خواجہ نے کبھی بھی دربار میں قیام نہیں فرمایا۔ کیا پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لیے مقالہ نگار کے گرد (موصوف
نے اس کے انتساب میں رپورٹسریب کے لیے گرد کا خطاب خود ہی تحریر کیا ہے) کی اپنے طلبہ کے لیے یہ

تعلیم تھی ؟ (Anees Jahan Syed - A. J. in the Muntakhab)

of Lucknow, Delhi, 1977 p. xix

اس کے لشکر میں رہنا پسند فرمایا تھا اسی طرح حضرات مجددیہ نے بھی اورنگ زیب کی صحبت اختیار کی ہوگی۔

شہزادگی کے زمانے میں اورنگ زیب کی ان حضرات سے عقیدت اور ان بزرگوں نے جس طرح اُسے دارا کے مقابلہ میں "پاسداری شرع شریف" کی تلقین کی تھی یہ تفصیل سے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اب صرف بادشاہ بننے کے بعد ان حضرات نے اس کی مذہبی پالیسی کو جس طرح اسلامی رنگ دینے کی کوشش کی اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اس کے بادشاہ بننے کے بعد بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اُسے کئی خطوط لکھے تھے جب اس نے امن و امان کے قیام کے بعد بدعتوں کے ازالہ کی طرف توجہ شروع کی تو حضرت خواجہ نے اُسے ان اقدامات پر مبارک باد دیتے ہوئے لکھا:

حضرت سلطان الاسلام..... امیر المومنین.....

اظهارِ نیاز مندی و خاکساری و ادائے شکر و ثناء نعمتِ امن و امان و رونقِ اسلام و قوتِ شعائرِ آسمانی نماید و یہ وظیفہ و علتے از دیادِ عمر و اُہبت و ظفر و نصرت کہ از مدتِ مدید بآن انس و الفت یافته است..... باجمعی از درویشانِ اشتغال دارو.....

یہ خط اس دُعا پر ختم فرماتے ہیں :

آفتابِ دولت و سلطنت برافقِ مجددِ علی تابان باد۔

اورنگ زیب بھی وقتاً فوقتاً حضرت خواجہ کو خطوط ارسال کیا کرتا تھا۔ حضرت نے اس کے ایک مکتوب کے بدست خواجہ محمد شریف بخاری موصول ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اس کے جواب میں اسے بہت سی بیش قیمت نصیحتوں سے نوازا ہے۔

۱۔ محمد معصوم خواجہ: مکتوبات ۳/۶ (اس خط میں اورنگ زیب کے لیے جو القاب لکھے گئے ہیں وہ بہت ہی قابلِ توجہ ہیں۔ ہم نے دیگر القاب بھی دوسرے مقام پر یکجا کر دیے ہیں)

۲۔ ایضاً ۳/۲۲۱

اسی طرح آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ نے بھی اورنگزیب کو نہایت موثر طریقے پر خطوط کے ذریعہ اچیلے دین کی ترغیب دی ہے۔
تخت نشینی کے چند سال بعد ہی حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے جو خط لکھا ہے وہ القاب سمیت اس قابل ہے کہ یہاں نقل کیا جائے لیکن طوالت کے خوف سے ہم صرف اس کا خلاصہ یہاں دے رہے ہیں:

اُسے دعا دینے کے بعد نہایت موثر الفاظ میں لکھا ہے کہ

الحمد للہ کہ تمہاری کامیابی دراصل ”آفتاب ہدایت“ کا طلوع ہے اور اس سے ”کفر و ضلالت“ کی ظلمت معدوم ہو گئی ہے اور ”الحاد و بدعت“ کو جڑوں سے اکھاڑ ڈالا ہے اور عدل و انصاف جس مقام کا مستحق ہے وہ اُسے مل گیا ہے..... اس لیے دین پروری کا تقاضا یہی ہے کہ باقی فحش اور منکرات کے سدباب کے لیے بھی کوشش کی جائے۔ مساجد کی تعمیر و مرمت اور معطل شدہ مدرسے جاری کیے جائیں۔ علما، فضلا، زہاد کی تکریم کی (کجالی) کے لیے احکام صادر کیے جائیں.....

ایک اور مکتوب میں حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے کامیابی پر جس طرح مبارکباد دی ہے اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ اس نے دارالاشکوہ کو شکست دینے کے بعد اس کے تعاقب کے دوران اطلاع کے طور پر جو خط حضرت خواجہ محمد سعید کے نام ارسال کیا تھا، یہ مکتوب گرامی اسی کا جواب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

این مسکین شکرانہ احسان و عنایت بے غایت حضرت صمدیت..... نماید کہ
بموجب و فضل خویش فوج و غفہ شکر اسلام کرامت فرمود و رفع و ہم ارکان
کفر و بدعت و فوج رسوم اتحاد و نہد قہ نمود..... چہ عرض نماید کہ از

استماعِ ایں بشارتِ عظمیٰ برین شکستہ زوانہ نھول چہ قدر شادی روداد...
اس کے بعد اسی خط میں اول الذکر مکتوب سے بھی زیادہ پُر زور الفاظ میں احوالِ دین
میں اور دفعِ بدعت کی تلقین کی ہے۔

ایک مکتوب جو آپ نے اُسے شہزادگی کے زمانہ میں ارسال فرمایا تھا شرع شریف
کے رائج کرنے کی ضرورت اور اس دور میں جو ظلمات اور بدعات "رولج پاگنی تھیں کے
خاتمہ کے لیے اوزنگ زیب کی ذات کو :

”شاہسوارِ مضمار استقامت ذات اشرف است“

قرار دینے کے بعد لکھا ہے کہ تمہارا خط ملا جس سے ”خوشحالی عظیم“ میسر آئی اس سے اندازہ
ہوتا ہے کہ اوزنگ زیب تخت نشینی سے بہت پہلے ان حضرات سے نہ صرف بیعت
تھا بلکہ مراسلت بھی کرتا رہتا تھا۔

ایک خط کے ذریعہ اُسے صحابہ کرام و اہل بیت کے فضائل سے متعلق بہت سی
احادیث مستند کتب سے نقل کر کے ارسال کی تھیں۔

اوزنگ زیب کی زمانہ شہزادگی کی مہم گوکنڈہ کو آپ نے جس طرح جہاد قرار دیتے
ہوئے اس جہاد میں خود شرکت کی خواہش کی تھی اس کی تفصیل ہم سابقہ اوراق میں تحریر
کر چکے ہیں۔

اس کے نام شہزادگی کے زمانے میں ایک مکتوب میں اس کے ساتھ عدم ملاقات کو
جس کرب کے ساتھ ”ہجران و دوری“ فرمایا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی معلوم ہوتا
ہے کہ اوزنگ زیب کو حضرت مجدد کے ان صاحبزادوں کے ساتھ کمال درجہ انس تھا ،
حضرت خواجہ محمد سعید کی آخری عمر اور انتہائی ضعف کی حالت میں بھی وہ خواہش کرتا ہے کہ

۱۔ محمد سعید خواجہ : مکتوبات ۹۵/۴۰ ۲۔ ایضاً ۹۹/۴۵

۳۔ ایضاً ۱۲۲/۶۶-۱۲۶ ۴۔ ایضاً ۱۰۲/۴۶

اس کے ساتھ رہ کر اس کی تربیت کریں۔

میر صفرا محمد معصومی لکھتے ہیں :

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آخر عمر مبارک خویش سفر دارالخلافت
شاہ جہان آباد بموجب طلب بادشاہ خلد مکان بمقتضائے الہام حضرت رحمن
تعالیٰ اختیار فرمودہ بودند.....

اوزنگ زیب بھی ان دونوں حضرات کی بہت ہی تکریم کرتا تھا اور کئی مرتبہ ان
دونوں صاحبزادوں کو تحائف بھی دیے۔ معاصر ماخذ عالمگیر نامہ میں ہے کہ ان دونوں
صاحبزادوں کو تین سو اشرافیاں نذر پیش کی گئیں^۱۔ اسی طرح خواجہ محمد سعید کو خلعت
اور دو ہزار روپے ملنے کا ذکر بھی محمد کاظم شیرازی نے کیا ہے۔^۲
حضرت مجدد کے فرزند اصغر حضرت خواجہ محمد یحییٰ کی بھی اوزنگ زیب بہت تعظیم
کرتا تھا۔ معاصر مورخ بختاورد خان نے لکھا ہے :

”مکرر بدرگاہ سلاطین پناہ رسیدہ، موردِ مرحمت و اعطاف شاہنشاہی شد“^۳

۱۔ صفرا محمد: مقامات معصومیہ ۳۷۱

(حضرت خواجہ محمد سعید کا دصال بھی راستے میں ہی دہلی سے سر نہایت ہوئے ہوا تھا۔ مرآۃ العالم
۲/۴۱۳ میں حضرت خواجہ محمد سعید کی دربار میں تشریف آوری اور اوزنگ زیب کا ان کی تعظیم کرنے کا
ذکر کیا گیا ہے۔)

۲۔ محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ (طبع کلکتہ) ۲۹۳

بختاورد خان: مرآۃ العالم ۱/۱۲۲، قابل خان ابوالفتح: آداب عالمگیری ۲/۱۰۸۰
مرآۃ العالم اور آداب عالمگیری میں سی صد اشرافی درج ہوا ہے لیکن سب سے قدیم ماخذ
عالمگیر نامہ میں ۳۰ صد اشرافی ہے۔ اس لئے ہم نے موخر الذکر ماخذ کو ترجیح دی ہے۔ یوں بھی
اول الذکر دونوں ماخذ نے عالمگیر نامہ کی عبارت کی نقل ہی کر دی ہے۔

۳۔ محمد کاظم: عالمگیر نامہ ۵۹۵ ۴۔ بختاورد خان ۲/۴۱۴

نبیائے حضرت مجدد الف ثانی اور نگ زیب کی مصاحبت میں

جیسا کہ ہم حضرات سرمد کے سیاسی معاملات کے سلسلہ میں حضرت خواجہ کی وصیت نقل کرتے ہیں کہ ”بلا ضرورت کلی“ سلاطین سے میل جول نہ رکھا جائے لیکن اس وقت ہم پر صاحبزادگان نے عین ”ضرورت کلی“ کے احساس کے تحت دارا شکوہ کے بے دینی والحاد کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے اور نگ زیب کی صحبت اختیار کر لی تھی۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضرت مجدد کے دونوں سوں نے اور نگ زیب کے ہاں مستقل ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ان میں سے خواجہ محی الدین کو تو خود حضرت شیخ محمد سعید نے سفارشی رقعہ دے کر اور نگ زیب کے پاس بھیجا تھا کہ انہیں :
”محرم بارگاہ سلطنت گردید“

اسی طرح دوسرے نول سے شیخ عبداللطیف کی مالی حیثیت بہت اچھی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے اور نگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کو ترجیح دی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند پنجم حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ تعلقات کے سب سے نمایاں ثبوت ملتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اور نگ زیب نے حضرت خواجہ سے کہا تھا کہ وہ سفر و حضر میں اس کے ساتھ رہا کریں لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا تھا اور بادشاہ کی مکرر خواہش پر آپ نے اپنے اس صاحبزادے کو بادشاہ کی تربیت کے لیے دہلی بھیج دیا تھا اور بقول صاحب آثار غامیری صاحبزادے نے شاہی محل کے قریب ہی قیام فرمایا۔ بادشاہ رات کو امور سلطنت سے فراغت کے بعد آپ کی صحبت

۱۔ محمد سعید خواجہ : مکتوبات ۲۵ / ۱۰۱

۲۔ صفحہ محمد معصومی : مقامات معصومیہ ۴۰، اس کی تصدیق حضرت خواجہ سیف الدین

کے ان مکتوبات سے بھی ہوتی ہے نمبر ۲۶، ۵۴، ۵۸

کے انوار و برکات کے حصول، تبادُلِ خیال اور کلماتِ عالی سننے کے لیے ان کے پاس جاتا تھا :

”بعد مرورِ یک پاس شب از راه باغ حیات بخش باتش خانہ کہ مسکن حقائق و معرفت آگاہ شیخ سیف الدین سہروردی مقرر بود بنزول فیض شمول بادشاہ غریبانواز فقیر دوست، منظر انوارِ برکات گردید ساعتی بتذکارِ کلمات افادت آثارِ صحبت داشته و شیخ مذکور را در اقرار نش با کرام برداشته بدولت خانہ تشریف آوردند۔“

حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات میں واضح طور پر تحریر ہوا کہ آپ نے اورنگ زیب کی مکرر خواہش پر اپنے اس صاحبزادے کو ملہمہ طور پر استخارہ کے بعد دار الخلافہ روانہ کیا۔^۱ حضرت خواجہ اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ زیب میں لکھتے ہیں کہ صاحبزادہ جو کمالات صوری و معنوی سے آراستہ ہے اس کا مزاج انتہائی عزلت پسند اور میل جول کا عادی نہیں ہے محض تمہاری خواہش اور ”خیر خواہی“ کے لیے اسے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، فرماتے ہیں فقیر زادہ..... بعزلت و عدم اختلاطِ نوکرانہ و بصحبت چنداں سے نہ داشت لیکن محض خیر خواہی اور ابریں معنی آوردہ است۔“

ایک اور مکتوب میں صاحبزادے کے وہاں قیام کی حیثیت و مقصد کی وضاحت یوں فرماتی ہے :

فقیر زادہ منظورِ نظر قبول گشتہ و اثرِ صحبت بحصولِ انجامیدہ و از امر معروف و نہی منکر کہ شلوہ فقیر زادہ است اظہارِ شکر و رضامندی نمودہ است۔^۲

۱۔ محمد ساقی مستعد خان : آثارِ عالمگیری - کلکتہ ۱۸۷۱ء ۸۴، ۶۱، ۸۷، ۲ صفحہ ۱۸۹، مقاماتِ معصومیہ - ۶۰۹

۲۔ محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۲۲۷/۳

۳۔ ایضاً : ۲۲۱/۳

حضرت خواجہ سیف الدین کمال توجہ اور ہمت سے بادشاہ کی ظاہری و باطنی تربیت کرنے میں مصروف رہے۔ انہوں نے بادشاہ کے سلوک و معرفت سے میلان اور اس میں ترقی کا حال اپنے کئی عریضوں میں حضرت خواجہ کو خوشی کے ساتھ لکھا ہے جو ان کے مجموعہ مکتوبات میں موجود ہیں۔ ان عریضوں کے جواب بھی حضرت خواجہ کے مکتوبات میں شامل ہیں۔ اپنے ایک مکتوب بنام صاحبزادہ مذکور میں ”احوال بادشاہ دین پناہ سلمہ ربہ“ کا بھی ذکر ہے۔ بادشاہ کی منازل سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بادشاہ کو ”رفع بعض منکرات“ کے لیے بھی کہا جائے اور بادشاہ کے اس رویہ پر آپ نے خداوند کریم کا شکر بھی ادا کیا۔ ایک مکتوب میں خواجہ سیف الدین نے بادشاہ کے مراتب سلوک تیزی سے طے کرنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواب میں حضرت خواجہ نے انہیں مشورہ بھی دیا ہے۔

اوزنگ زیب نے حضرت خواجہ سیف الدین سے کہا کہ وہ حضرت خواجہ سے میرے لیے ”توجہ غائبانہ“ کی استدعا کریں تو اس کے جواب میں آپ نے براہ راست اوزنگ زیب کو خط لکھا، اس میں فرماتے ہیں کہ جو باطنی اسباق ہم نے صاحبزادے کے خط میں تمہارے لیے لکھے ہیں وہ تمہاری نظر سے گزرے ہوں گے اور پھر غائبانہ توجہ کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ خود ہی اس کی باطنی تعلیم و تربیت کے لیے بذریعہ خط اسباق لکھتے تھے اور صاحبزادگان محض اس کی مشق کے لیے مقرر تھے حضرت خواجہ کے ایک مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادے کے ہمراہ حضرت خواجہ کے ایک خلیفہ شیخ عبدالعلیم بھی دار الخلافہ میں بادشاہ کی تربیت کے لیے بھیجے گئے تھے اور وہ بھی بادشاہ کے ”احوال باطنی“ کی اطلاع حضرت خواجہ کو دیتے رہتے تھے۔

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے والد بزرگ کی وفات ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۹ء کے بعد بھی دہلی میں مقیم رہے اور اسی خدمت پر مامور رہ کر اپنے مشن کو تاحیات جاری رکھا۔

حضرت خواجہ سیف الدین کی بادشاہ کے ساتھ جن محبتوں کا حال تذکروں میں درج ہے وہاں بعض مجلسوں میں ان کے برادر گرامی شیخ محمد اشرف کا ذکر بھی آیا ہے۔ یہ شیخ محمد اشرف وہی ہیں جو جنگ تخت نشینی میں حضرت خواجہ کی نیابت کے لیے اورنگزیب کے ساتھ تھے اور جن کے اس جنگ میں باقاعدہ میدان میں اورنگزیب کے ہمراہ رہنے کی تفصیلات ہم درج کر چکے ہیں۔

خواجہ سیف الدین تاحیات دفع بدعات میں مصروف رہے موسیقی جو مغلوں کے دربار کے لوازمات میں شامل ہو گئی تھی اس سے اورنگزیب کو متنفر کروایا۔ اور اُسے کئی خطوط میں بھی احیائے سنت کی برابر ترغیب دیتے رہے۔ ایک خط میں اسے لکھتے ہیں کہ :

یہ حدیث ہے کہ جو میری ایک مردہ سنت کو زندہ کرے گا اُسے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔

داراشکوہ نے شیخ اکبر ابن عربی کے افکار کو جس رنگ میں پیش کیا تھا اس کے اثرات اس وقت تک موجود تھے اس لیے اُن کو زائل کرنے کی بھی اشد ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنے کئی خطوط میں اورنگزیب کو حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول لکھا :

”مارا بہ نص کار است نہ بہ نص، فتوحاتِ مدینہ از فتوحاتِ مکہ مستغنی ساخت۔“

ایک اور خط میں اس کی بہت ہی خوبصورت وضاحت کی ہے :

”از نص بہ نص نمی گرانید و از فتوحاتِ مدینہ بہ فتوحاتِ مکہ التفات

۱۔ صفرا محمد : مقاماتِ معصومہ ۶۱ ۲۔ سیف الدین خواجہ : مکتوبات ۱۸۸/۱۶۱

۳۔ ایضاً ۳۹/۲۳

نمی نمایند۔

اوزنگ زیب کی کئی مہمات کو خصوصاً اس کی دکن کی طرف پیش قدمی کو انہوں نے واضح طور پر ”جہاد“ قرار دیا۔ بلادِ کھاس کی فتح اور ان پر اس جزیہ کے از سر نو نافذ کرنے کے لیے کہا جو دارا نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے شاہ جہان سے معاف کروایا تھا اور کئی مہمات میں اوزنگ زیب کے ہمراہ شریک جہاد ہونے کی بھی آرزو کی تھی۔

قریب العہد ماخذ مقاماتِ معصومیہ کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ سیف الدین اوزنگ زیب کے ہمراہ ایک لشکر میں موجود تھے۔ اوزنگ زیب نے ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۹ء میں شہزادہ اعظم کی شادی کی توجنِ عظیم علما نے نکاح پڑھایا ان میں حضرت خواجہ سیف الدین کا نام بھی شامل ہے۔ اوزنگ زیب بھی حضرت خواجہ کو خطوط لکھا کرتا تھا، ان میں سے بعض کے جواب حضرت خواجہ کے مجموعہ مکتوبات میں شامل ہیں، یہاں اوزنگ زیب کے غیر مطبوعہ ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ سیف الدین کا عکس دیا جا رہا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند ثانی حضرت شیخ محمد نقشبند ثانی حجتہ اللہ (۱۰۳۴ھ-۱۱۱۵ھ/۱۶۲۴-۱۷۰۳ء) کے اوزنگ زیب کے ساتھ بہت ہی مشفقانہ مراسم تھے۔ ان کے اپنے بیانات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ اوزنگ زیب کی مصاحبت میں

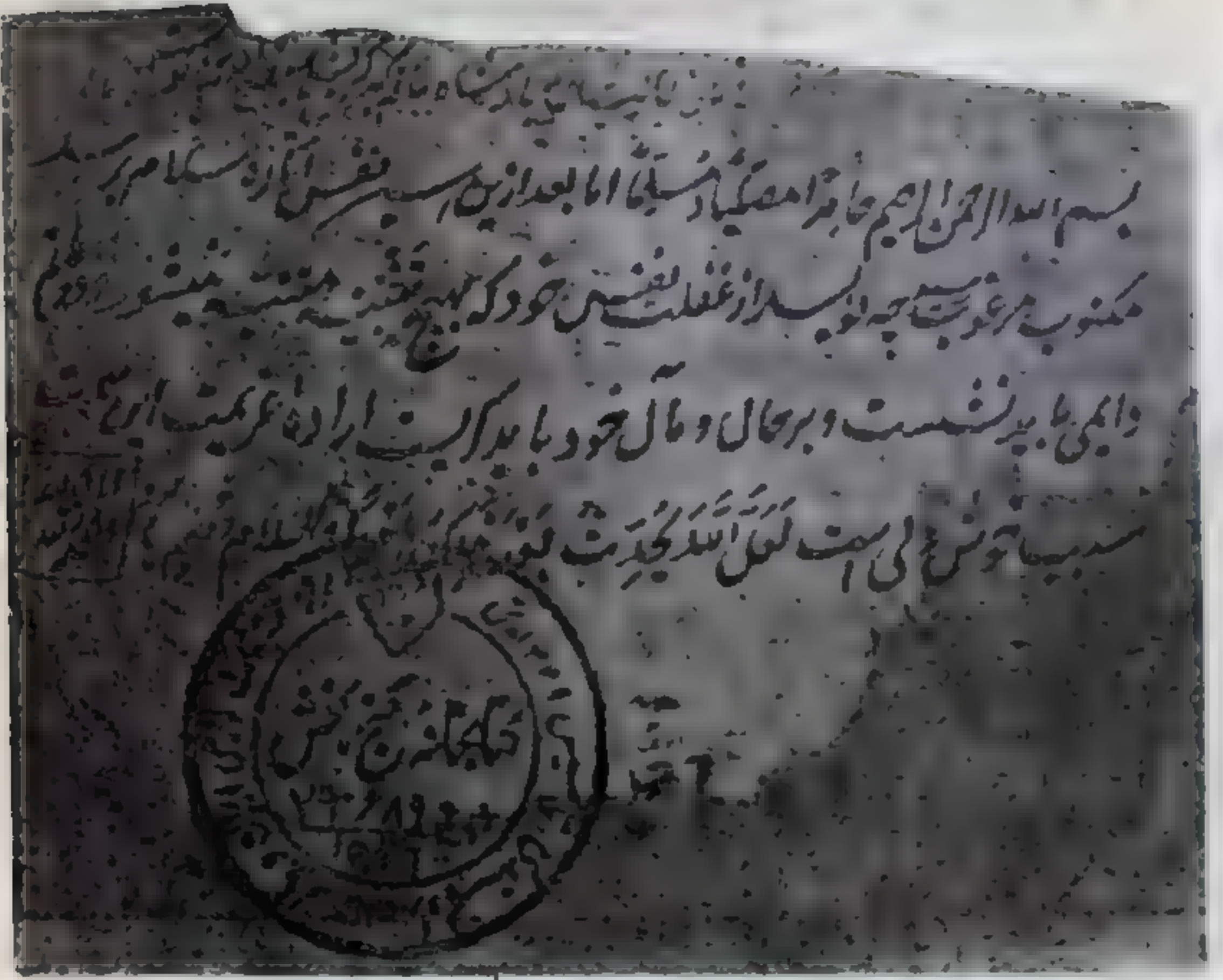
۱۔ ایضاً ۸۲/۵۸ ۲۔ ایضاً ۱۱۳/۷۹

۳۔ صفرا محمد : مقاماتِ معصومیہ ۴۷۹

۴۔ علامتے کرام کے نام یہ ہیں : قاضی عبدالوہاب ، قدوة الصغیا میر سید محمد قنوجی ، اسوۃ فضلاء

۵۔ لادھن وجہہ آنحسبکتی (تأثر عالمگیری ۷۸)

۶۔ محمد ساقی مستعد خان : تأثر عالمگیری ۷۸



- ۱۰۔ اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے نام عکس مینی بر
 خطی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ورق) مخزنہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی
 ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔ نمبر ۱۴۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجتہدی

رہتے تھے۔ ان کے مکتوبات کا مجموعہ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول کے نام سے طبع ہو چکا ہے جس میں ”بادشاہ دین پرور اورنگ زیب کے نام ان کے بہت سے خطوط موجود ہیں۔“

ایک مکتوب میں اورنگ زیب سے اپنی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ سیف الدین تو اورنگ زیب کی تربیت کے لیے پہلے ہی دار الخلافہ میں مقیم تھے یہ بھی تشریف لے گئے اور اورنگ زیب کب ان سے آنا انس ہوا کہ جدائی برداشت کرنا مشکل ہو گیا خود فرماتے ہیں :

”بادجو دے کہ بادشاہ دین پناہ از کمال اخلاص و عنایت از خود جدا نہی فرمودند“.....

انہوں نے بھی اپنے والد اور برادر اصغر کی طرح بادشاہ کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں ترویج شریعت پر بہت زور دیا ہے۔ اس کی کئی مہمات مثلاً دکن کی مہمات کو جہاد قرار دیتے ہوئے مہمات میں کامیابی پر کئی مرتبہ مبارک باد دی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کے کئی صاحبزادے بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے، ایک خط میں اُسے لکھا ہے کہ میرے فرزندوں نے تمہاری ملازمت کا عزم کیا ہے۔ برادر زادہ محمد پارسا بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے۔

اورنگ زیب کی دکن پالیسی سے حضرات نقشبندیہ کو پورا اتفاق تھا اور اس کے مذہبی اسباب کی بنا پر جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اسے جہاد قرار دیا تھا۔ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء میں جب حضرت حجۃ اللہ اورنگ زیب سے ملے تو اس کے عزم و بیجا پور کا حال معلوم

۱۔ حجۃ اللہ محمد نقشبند، وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول۔ مرتبہ غلام مصطفیٰ خان۔ طبع حیدرآباد

سندھ ۱۹۶۳ء ۸۸/۷۱

۲۔ ایضاً ۱۲۴/۱۳۹ ۳۔ ایضاً ۴۲/۳۱ ۴۔ ایضاً ۲۳/۲۳

کیا۔ پھر بیجاپور کی فتح پر اُسے مبارکباد پیش کی۔ ان کے فرزند گرامی شیخ عزالدین احمد اس مہم بیجاپور میں اورنگ زیب کے لشکر میں شامل تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کے پوتے شیخ محمد ہادی کی اس لشکر میں شمولیت کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء میں حیدرآباد کی فتح ہوئی تو حضرت حجۃ اللہ نے اُسے پھر مبارکباد دی اور اگلے سال اورنگ زیب کے حکم سے اس کے آخری والی ابوالحسن کی دوسری بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے صاحبزادے شیخ محمد عمر کی شادی کی گئی۔

اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ (مؤلف حنات الحرمین) کے بھی اورنگ زیب کے ساتھ تعلقات کا علم ہوا ہے اور انہوں نے اورنگ زیب کی دین داری و دین پروری کے ساتھ اس کی صاحبزادگان سرہند کے ساتھ محبت و الفت کے عجیب واقعات بھی تحریر کیے ہیں۔ ایک مکتوب میں اُسے حالاتِ حاضرہ پر خبردار کرتے ہیں:

”وقت تراکم ظلمات است و شیوع بدعات و ہنگام قرب قیامت است و ظہور رفق کہ اہل مسمی ہر ساعت نزدیک تری گردند۔“

وہ ایک سفر کے بعد پشاور سے سرہند پہنچے تو مزاراتِ مقدسہ پر جا کر اورنگ زیب کی مہماتِ ملکی میں کامیابی کے لیے دعا کی۔ ایک اور خط میں اورنگ زیب کے لیے طویل القاب لکھنے کے بعد ترویجِ اسلام کے لیے اس کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اُسے ان

۱۔ محمد ساقی مستعد خان: آثار عالمگیری ۲۷۶ ۲۔ صفرا محمد: مقاماتِ معصومہ ۵۳۲

۳۔ ایضاً ۵۴۱ ۴۔ ایضاً ۵۳۱ ۵۔ محمد ساقی مستعد خان: آثار عالمگیری ۳۱۲

۶۔ حضرت مروج الشریعت کے تفصیلی حالات اسی مقدمہ میں درج کیے جا چکے ہیں۔

۷۔ مروج الشریعت: خزینۃ المعارف ۱۲۸/۱۲۴-۱۲۵

۸۔ ایضاً ۱۲۱/۹۵ ۹۔ ایضاً ۱۳۷/۱۱۹

الفاظ میں دعاوی :

”آفتاب سلطنت و عدالت ہموارہ و زرخشان و تابان باد“

خلفائے حضرات مجددیہ اور اورنگ زیب

اورنگ زیب جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد مبارک کا احترام کرتا تھا اور انہیں اپنے سے جدا کرنا کسی طرح بھی پسند نہیں کرتا تھا اسی طرح ان حضرات کے خلفاء کے ساتھ بھی اس کے تعلقات اور مذہبی معاملات میں ان سے مشورت کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ اس کی مختلف مقامات ملکی میں بھی کئی خلفاء و معتقدین سلسلہ شکر میں موجود رہتے تھے۔

مشہور مورخ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے لکھا ہے کہ اس کے لشکر میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے کئی خلفاء موجود تھے۔ ان حضرات کے خلفاء کی کثیر تعداد تھی جن میں سے بعض کے حالات و کمالات کتابوں میں درج ہیں۔ معاصر مورخ بختاوردخان نے حضرت خواجہ محمد معصوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

”خلفاء و مریدان ایں سلسلہ در اقطار و اکناف عالم از حیثہ شمار بیرون آند“
حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب سے روابط کی نوعیت تفصیل سے بیان ہو چکی ہے وہ اس سلسلہ کے معتقدین کو اورنگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کی اکثر تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بادشاہ سے نیت حسنہ کے ساتھ ملاقات کرنا

۱۔ ایضاً ۱۲۳/۱۴۱

۲۔ محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر اعلیٰ۔ مرتبہ مفتی سعادت۔ طبع مقبوضہ کشمیر ۱۳۵۵ھ

۳۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت اولاد و خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم

۴۔ بختاوردخان : مرآۃ العالم ۲/۴۱۴

بہت اچھا ہے۔ ایک معتقد نے اس سے ملاقات میں تاخیر کی تو اسے تعجب کیا تھا لکھا:
عجب کہ شما بایں ہمہ خواہش ملاقات نہ نمودید^۱۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک خلیفہ مولانا محمد باقر لاہوری (مولف کنز الہدایات)
اورنگ زیب کے عہد میں لاہور کے قاضی تھے۔ ان کے والد شیخ شرف الدین عباسی بھی
”مفتی لاہور“ تھے۔ مولانا محمد باقر کو خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں کہ بادشاہ دین پرورد اورنگ زیب
تہارے حقوق کے معترف ہیں اور تمہارا ذکر یہاں دربار میں ہوتا رہتا ہے۔

ان کے علاوہ اس سلسلہ کے بہت سے افراد اورنگ زیب کے ہاں ملازم، شامل لشکر
اور مشیر تھے چند ایک نام ملاحظہ ہوں۔

حافظ مقصود علی، سید عبدالعلیم (خواجہ سیف الدین کے ہمراہ اورنگ زیب کی تربیت
کے لیے مامور تھے) سید علی عرب عیدروس (مولف زین العلم فی شرح عین العلم) میر
محمد عارف، خواجہ عبدالصمد، میر محمد زمان اور خواجہ عوض۔

یہ محض الزام ہے کہ اورنگ زیب کے سامنے یہ حضرات محض ہاں میں ہاں ملاسنے
والے تھے اور انہوں نے اس سے مدد معاش لے کر دائمی خاموشی اختیار کر لی تھی حضرت
شیخ آدم بنوڑی (عظیم خلیفہ حضرت مجدد) کے ایک خلیفہ حضرت شیخ سلطان حق گوئی میں اورنگ زیب
جیسے شاہنشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے وہ اکثر بادشاہ کو بے باکانہ رقعات کے ذریعہ

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت ”نبار حضرت مجدد اور اورنگ زیب۔“

۲۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۶۲/۱۸۹

۳۔ محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین ترجمہ و ترتیب محمد ایوب قادری۔ کراچی ۱۹۷۲ء ۲۰۵

۴۔ ایضاً

۵۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۴۳/۱۴۸

۶۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت حضرت خواجہ سیف الدین

امور شرعیہ کی تلقین کرتے اور بدعات کا رد فرماتے اور بادشاہ انہیں قبول کر لیا کرتا تھا۔
 اورنگ زیب نے ان حضرات کے زیر اثر وہ تمام بدعات دین سے رفع کرنے کیلئے
 کمر ہمت باندھ رکھی تھی جو شاہ جہان کے آخری ایام حکومت میں داراشکوہ کے عمل دخل کی
 وجہ سے رواج پا گئی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم اسے اپنے خطوط میں بطور دُعا
 ”آفتاب سلطنت و کوکبہ معدلت آئندہ و درخشندہ باد“ لکھا کرتے تھے۔

۱۔ محمد امین بخشی : نتائج الحرمین۔ نسخہ ۱، ورق ۱۶۹۔ ۱۔ ۱۰۷۔ ب

یہاں ہم ایک اور غلط فہمی کا ازالہ کرنا بھی لازم سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے مخالف
 محققین یہاں یہ اعتراض کریں کہ اس خاندان سے منسلک بعض حضرات داراشکوہ سے بھی وابستہ تھے۔ جیسے
 حضرت مجدد کے سوانح نویس طاہر الدین سرہندی (مولف حضرات القدس) مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہ ہی
 اور میر غنیمت داراشکوہ ہی وغیرہ۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مولف حضرات القدس نے خود ہی وضاحت
 کی ہے کہ داراشکوہ نے ان کو ۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء میں بیعت الاسرار اور روضۃ النواظر وغیرہ کے فارسی ترجمہ
 کے لیے بلایا تھا (حضرات ۱۵۹/۲) جیسا کہ ہم ترتیب زمانی کے اعتبار سے دارا کے الحاد کی طرف مائل
 ہونے کا تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ اس سے عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ ابتدا میں ایک راسخ العقیدہ صوفی تھا
 اور اس کے اس میلان کی طرف واضح رغبت کے ۱۰۵۲ھ سے ثبوت ملتے ہیں۔ اس لیے مولف حضرات
 القدس کا ۱۰۴۷ھ میں اس کے لیے ترجع کرنا تعجب کا باعث نہیں ہے۔ ان کا صحیح سال وفات ہمیں
 معلوم نہیں ہے تاہم اتنا واضح ہے کہ وہ اس سفر حج میں (۱۰۶۷ھ) میں شریک سفر نہیں تھے جس سے اندازہ
 ہوتا ہے کہ وہ اس سے قبل فوت ہو چکے تھے۔ بیشک دارا ۱۰۴۷ھ میں انہیں القاب کا مستحق تھا جو ملا
 بدر الدین سرہندی نے اس کے لیے لکھے ہیں، یعنی :

”شہزادۂ عالی قدر، والا گہر، ولی عہد، وصی عصر، دانش پرور سلطان محمد داراشکوہ“

لیکن ۱۰۶۲ھ میں جب وہ حنات العارفین لکھنے کے لیے بیٹھا تو نہ صرف علماء بلکہ ان کتابوں سے ہی جن
 کا ترجمہ اس نے طاہر الدین سے کروایا تھا اس کا دل بیزار ہو چکا تھا۔ تفصیل متعلقہ مقام پر ملاحظہ کریں۔
 ہمارے خیال میں مجددی حضرات کا داراشکوہ سے ملنا اسی طرح ہے جس طرح حضرت مجدد و اول حضرت شیخ
 عبدالحق محدث کا ابتدا میں فیضی سے رابطہ تھا۔

اسی طرح مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہ ہی اور میر غنیمت کے بارے میں بھی واضح طور پر

حضرت خواجہ محمد سعید، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ نے خصوصیت سے قدم قدم پر حوصلہ افزائی کے طور پر اس کو ترویج دین کے لیے خطوط لکھے اور بار بار اسے "بدعات ماندہ" کے استیصال کے لیے پُر زور خطوط لکھتے رہے خاص طور پر انہوں نے اورنگ زیب کی مہمات دکن کو مذہبی بنیادوں پر جہاد کا درجہ دیا تھا اور ان مہمات کے دوران اُسے مبارک باد کے جو خطوط لکھے ان میں "فضائل جہاد" کو مکتوبات کا موضوع بنایا اور پھر ان تینوں اصحاب کی اس کے ہمراہ اس جہاد میں شمولیت کی خواہش نے اس کے حوصلے اور عزم کو بہت ہی تقویت دی جس طرح اورنگ زیب کی دوسری ملکی پالیسیوں میں ان حضرات سرسند (اولاد حضرت مجدد) کو خاص عمل دخل حاصل ہے اسی طرح دکن پالیسی میں بھی ہمارے ہی حضرات کا فرِ نظر آتے ہیں حتیٰ کہ سقوطِ گولکنڈہ کے بعد والی گولکنڈہ کی بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے فرزند کی شادی بھی اس کی نشاندہی کیلئے کافی ہیں۔^۱

اورنگ زیب کے مخالف اور مشہور شیعہ مورخ نعمت خان عالی نے اورنگ زیب کے محاصرہ گولکنڈہ کے واقعات کے تحت اس طرح حضرت مجدد کی اولاد مبارک کو ہدف تنقید بنایا ہے۔

افترا و زور و بہتان فال و خوابِ خواجگان
شید و خدعہ دعوتِ شیخان سرسندی و وطن

مقاماتِ معصومہ (۸۲۵) میں تحریر ہے کہ وہ داراشکوہ کے سامنے واضح الفاظ میں "کلمہ حق" کہتے تھے اور اس کے الحاد کا انہیں ذرا بھی خوف نہیں تھا۔

۱۔ محمد معصوم خواجہ، مکتوبات ۲۲۴/۳

۲۔ ان اشارات کی تفصیلات اسی مقدمہ میں متعلقہ مقامات پر تحریر ہو چکی ہیں۔

۳۔ نعمت خان عالی؛ وقائع۔ طبع نو کشور ۱۹۲۸ء ۱۶

اس تنقید لایعنی سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اورنگ زیب کے ۲۵ جلوس تک ہمارے حضرات اس کے شانہ بشانہ ان مہمات میں ذہنی، عملی اور فکری طور پر اس کے ہمراہ تھے اور انہیں حضرات کی بدولت وہ دین کو زندہ کرنے میں کامیاب ہوا اور ”محمی الدین“ کے لقب سے نوازا گیا۔

اس لیے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد نے اس سے جس گہری الفت و محبت کا اظہار کیا ہے اس سے محض احیاء و ترویج دین متین مقصود تھا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس کے لیے یہ شاندار القاب استعمال کیے ہیں :
شاہزادۂ دین پناہ، حضرت سلطان الاسلام..... ہاوم اساس البحور
والاعتراف..... حضرت امیر المومنین انار اللہ برہانہ،

حضرت محمد معصوم کے برادر بزرگ خواجہ محمد سعید نے بھی اس کے لیے بہت سے القاب تحریر کئے تھے جن میں سے بعض یہ ہیں :

حضرت امیر المومنین ظل اللہ الارضین، رافع اعلام الشریعۃ الغراف مع بنیان
البدعۃ الغبراء، مالک السلطنۃ القاہرہ کاسر اعناق الکفرۃ الاکاسرہ
حمی السنۃ والاسلام رحمۃ اللہ الانام..... شہزادۂ دیندار عالی قدر ناصر الملک
البیضاء مروج الشریعت الغراء، مویذ الدین القویم، مشید احکام الصراط
المستقیم.....

اورنگ زیب کے ان القاب اور داراشکوہ کے اُن القاب کا اس پس منظر میں موازنہ کیجئے جو اس کے مصاحبوں نے اُسے ”خدا آگاہ“ باور کروا کر اس کے سہارے اس ملت اسلامیہ کے ساتھ روارکھا اور پھر اس کے مسموم اثرات کو جس طرح اس ”شہزادۂ دیندار“

۱۔ محمد معصوم، مکتوبات ۱/۴۴ ۲۔ ایضاً ۳/۶

۳۔ محمد سعید خواجہ، مکتوبات ۳۴/۹۱ ۴۔ ایضاً ۲۶/۱۰۲، ۴۵/۱۲۱، ۸۴/۱۴۵

و ”دین پرور“ اور ”محی الدین“، محی السنۃ“ جیسے القاب کی صحیح نوعیت آپ پر واضح ہو جاتے گی۔

عصر حاضر کے موزین نے بھی اورنگ زیب کے مذہبی رجحانات میں مشائخ نقشبندیہ کے حتمی کو تسلیم کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد یسین نے لکھا ہے کہ ان حالات میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سمجھ لیا تھا کہ انہیں اورنگ زیب کو کس طرح اچیلے دین کے لیے راغب کرنا ہے :

Khawaja Masum was fully conscious about his responsibilities in brining Aurangzeb in complete accord with the Shariat and a complete transformation of his heart in favour of orthodox Islam. ^۱

ایک اور مقام پر ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ اورنگ زیب کی ساری ”سٹیٹ پالیسی“ کے پس منظر میں سرہندی رُوح کا فرما تھی :

It will not be an exaggeration to say that Aurangzeb's state policy was prompted by the voice of Serhindi from behind the scence. ^۲

عہد حاضر کے مذہبی تاریخ کے مشہور محقق جناب خلیق احمد نظامی نے اکبر اور اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی کا تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے سیاست میں اس راسخ العقیدگی کو متعارف کروایا جو نقشبندی مشائخ کی پیدا کی ہوئی تھی :

^۱ Muhammad Yasin. Social Hisotry of Islamic India, Lucknow, 1958, p. 170.

^۲ Ibid. p. 171.

Akbar had brought religion into politics inspired by his zeal for religious cosmopolitanism, Aurangzeb introduced religion into politics impelled by an orthodox religious attitude created by the Naqshbandi Saints.^۱

نظامی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اوزنگ زیب کے مذہبی رجحانات پر نقش بندی مشائخ کی تعلیمات کا اتنا گہرا اثر ہے کہ اس کی سیاسی پالیسیوں میں سے صاف جھلکتا ہوا نظر آتا ہے:

Aurangzeb's religious thought was thus deeply influenced by the teachings of the Naqshbandi Saints and it found expression in his political activities also.^۲

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:

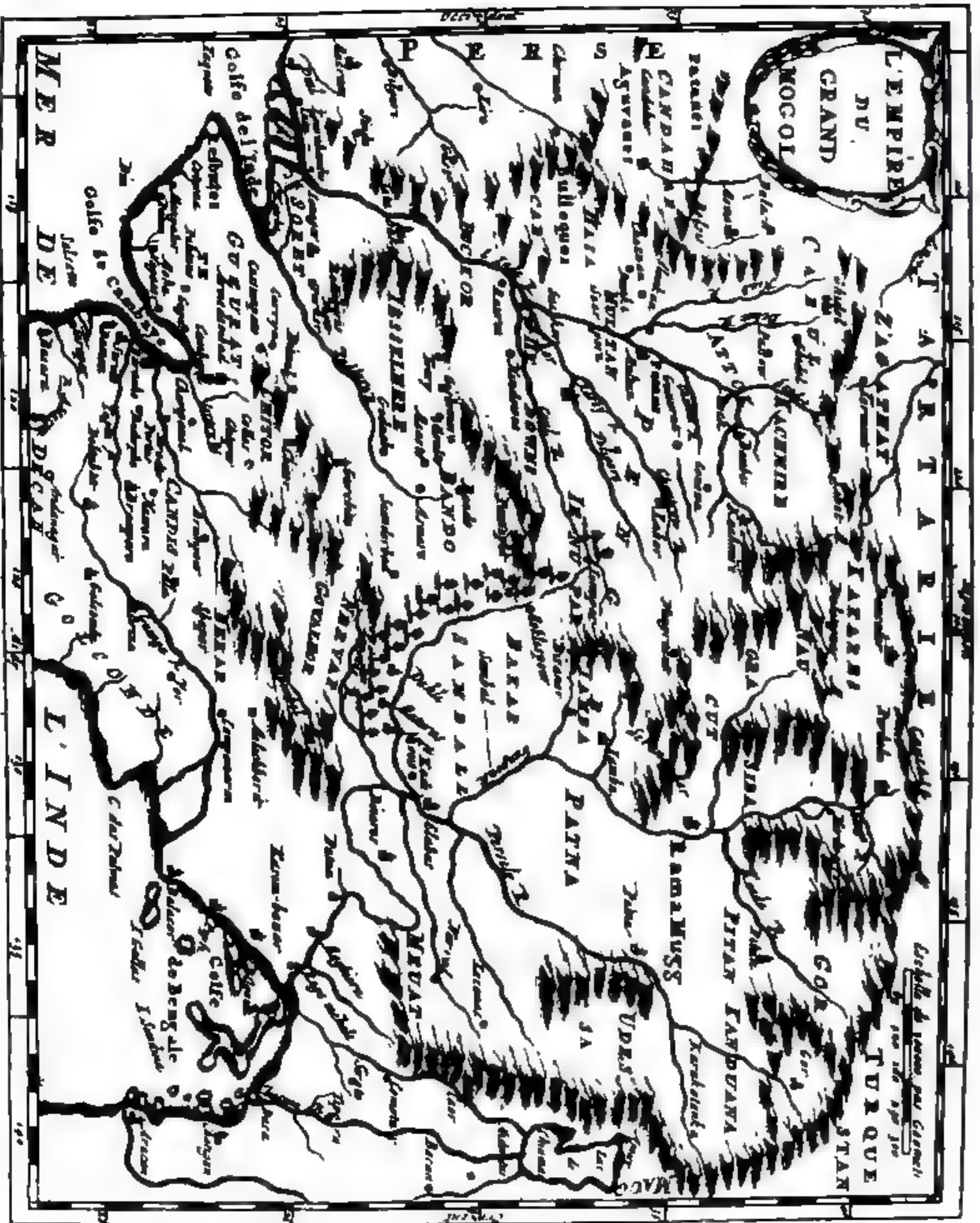
Aurangzeb was greatly helped by the Naqshbandi influence in war of succession, and when he emerged victorious and ascended the throne as Muhiyy-ud din Alamgir he proved to be the political culmination of the Mujaddidi Movement.^۳

آئیے اس سیاسی، سماجی اور مذہبی پس منظر میں اسی ”مجددی تحریک“ کے رُوح و روان حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے فرمودات، ملفوظات اور مکاشفات کے ایک ایسے مجموعے کا مطالعہ کریں جو عین انہیں حالات میں مرتب و مدون ہوا تھا۔

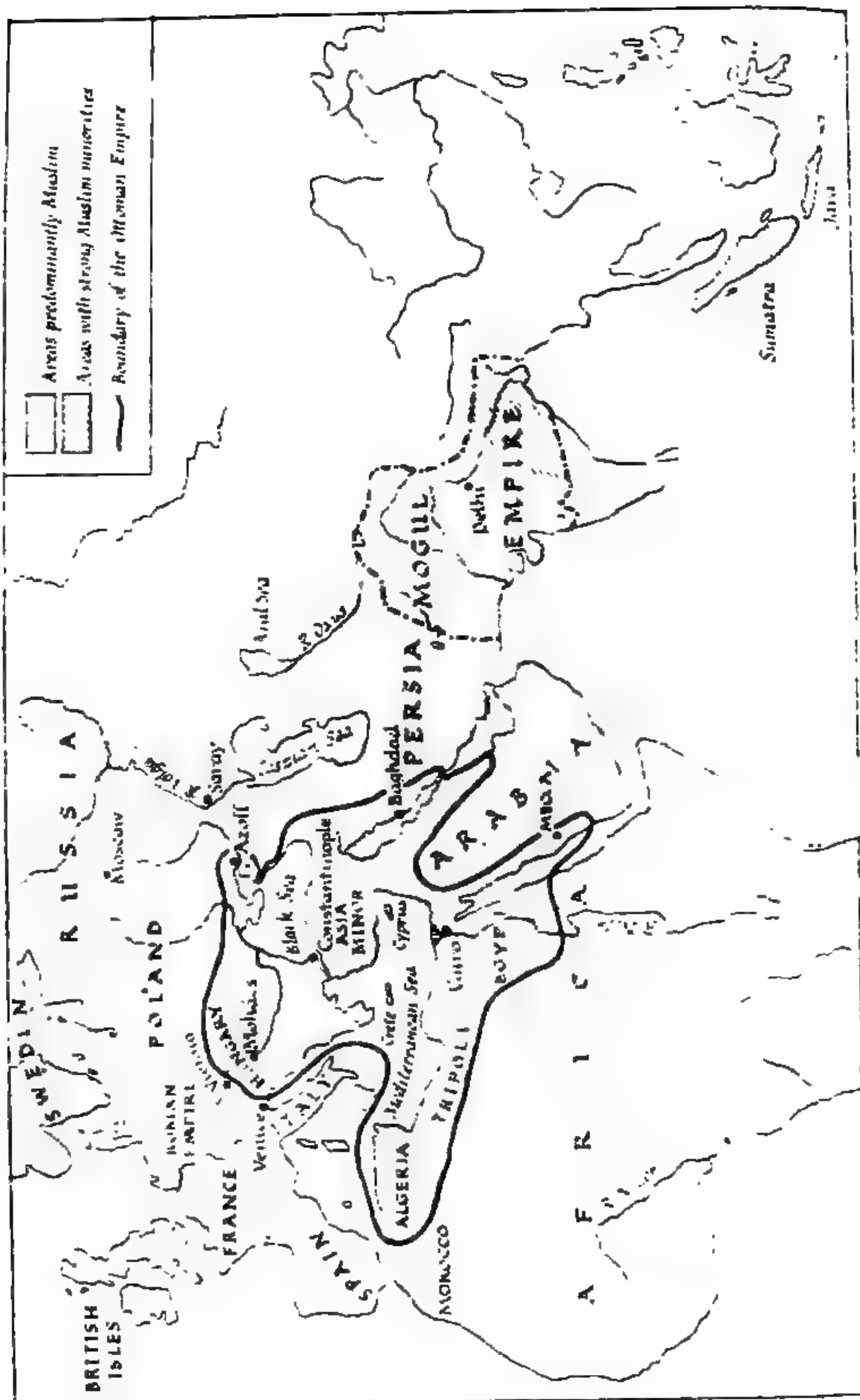
^۱ Nizami, K, A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers, Islamic Culture, Vol. 39 (No. 1) p. 49.

^۲ Ibid: p. 50.

^۳ Qurashi, 1, Ft: Ulama in Politics, Karachi, 1974. p. 98.



۱۱۔ سلطنت مغلیہ کا وہ نقشہ جو حضرت خواجہ محمد مصطفیٰ کے دو سال بعد زیرِ سر کے سفرِ نامہ کے ساتھ ۱۶۷۰ میں پیرس سے طبع ہوا۔



III The Extent of the Ottoman Empire 1650

خَسناءُ الرَّحْمَنِ

فارسی متن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل جنان اوليائه مهبطا للعجائب ونطق
على لسانهم بكلام متضمن على الغرائب وصيّر كلامهم دواء شفاء
للمنائب والصاوة والسلام على حبيبه الذي لا يحيط نفعه الادراك
كفى به ناعثا لولاك لما خلقت الافلاك وعلى آله واصحابه واتباعه
وعلى جميع الاولياء ومتوسليهم واتباعهم -

اما بعد کمترین مقتضای الطاف ایزدی محمد شاکر بن شیخ بدرالدین احمدی سرمندی
می نماید که چون حضرت قطب الاقطاب غوث ایشخ و اثاب خازن کنوز الہدایہ والمعرفۃ
قاسم معاون الرحمة والبرکۃ الواصل الی اقصى درجات الولاية البالغ الی منتهی معارج
النهاية، الوارث الکامل التبلیغ (۱-۲) المشرق بالمجۃ الذاتیۃ المستعد بخلعة القیومیۃ،
الجامع بین کمالات الاصالۃ والضمینیۃ، المبشر بالاسرار الناشئة عن صرف المحبوبیۃ،
النور الاتم من الملک القیوم سیدنا و امامنا و قبلتنا حضرت خواجہ محمد معصوم راسلہ اللہ سبحانہ و
ادام برکاتہ و ظلال ارشادہ الی یوم المعلوم در سنہ ہزار و شصت و ہشت کہ از کلمہ
محمدن المعصوم زارا الشفیع نیز معلوم میگردد و بغایت اللہ جل و علا طواف بیت اللہ
و روضۃ رسول اللہ و زیارت اصحاب کبار و مواضع و مزار متبرکہ میسر گشت و در آن اماکن
معظمہ بواہب عالیہ و اسرار غامضہ مشرف ساختند و بہ واردات و الہامات بلند و
مقامات و کمالات ارجمند نواختند و انوار و اسرار نسبتہای خاصہ دخلت ہای فحسیم

۱۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا

۲۔ نسخہ با خداوندی

مرحمت کردند آن عالی حضرت در ہنگام فرخندگی خاطر شریف بحکم **وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**۔

شطری از ورود عنایات فاخرہ و مکاشفات باہرہ بہ مخدوم زادہ ہائی (۲ ب) کرام کہ دیں سفر فیض اثر رفیق بودند و ہر یک بہ کمال شرع و تقویٰ آراستہ و بہ متابعت سنت سنہ و عمل بہ عزیمت مرضیہ پیراستہ اند و بہ واردات و مقامات عالیہ و درجات و کمالات متعالیہ اند ظاہری کردند از ان رو کہ حضرت مخدوم زادہ عالی درجات حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ کہ از خرد سالی در اسرار خفیہ و نکات مکنونہ بہ خصوصیت محرم رازند و در خلوات و جلوات دوام بہ ملازمت و التزام خدمت آنحضرت دارند و آنحضرت را بان دو دمان عز و شرف نظر عنایت خاص و محبت با اختصاص است چنانکہ آثار ہدایت و کرامت و اطوار شجابت و ولایت بر چہرہ ارشاد آن عالی نژاد پیدا و ہویدا است، شوق تام و ذوق تمام از اہل عرب در استماع اسرار و مقامات آنحضرت معاینہ کردند و التماس آنہا غیر مرۃ بہ وقوع آمد اجابت للتمس از آنہا آنچہ قابل اظہار بود الا ما یجری استنارہا در قلم عنبریں رقم بہ زبان عربی بالفاظ فصیحہ و (۱-۳) عبارات بلیغہ جمع نمودہ جلوة ساختند۔

بعد از ان کہ بہ وطن مالوف رسیدند بعضی یاران و طالبان حقایق و معارف ملتمس داشتند کہ اگر این معارف غامضہ بزبان فارسی مشروح شود فائدہ تام و ماندہ عام بخشد

۱۔ قرآن کریم ۹۳/۱۱ (الفحی)

۲۔ مخدوم زادوں کے ناموں اور تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا

۳۔ نسخہ ۱ درجہ رفاقت صاحبزادگان کی تفصیل بھی مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۴۔ اس رسالہ کے مؤلف حضرت خواجہ محمد عبید اللہ کے حالات مقدمہ کتاب ہذا میں دیکھے جائیں۔

۵۔ نسخہ ۱۔ انتظار ۱۔ نسخہ ۲۔ خلوت

۶۔ رسالہ یا قوتیہ کے عربی متن کے بارے میں ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب

بنا بر آن، آن مخدوم زاده عالی مرتبہ ایں خاکسار بے مقدار را مہربانی فرمودہ بہ ترجمہ
آن امر کردند و باین امر جلیل القدر مشرف ساختند تا ایں مقالات عالیات را از عربی
بہ فارسی آوردہ و نقاب از چہرہ برکشودہ در چشم عشاق جلوہ دہد۔

امروز کہ سنہ ہجری ہزار و ہفتاد و یک ست شاہدان معانی را کہ کتاب خانہ
عرفان ست از خرگاہ عربی بر آوردہ در فضای حریم فارسی مبرا از تکلفات رسمی بر
ارباب اسرار بارعام بخشم تا طالبان یقین باندا زہ حوصلہ دانش و دریافت خویش نصیبی
از ان بردارند و ایں دور از کار را دُعَا لِحُوق بخدمت اہل تحقیق حضور یاد آورند۔ واللہ
المستعان و علیہ التکفلان (۳ ب) و ہودلی الارشاد و مہد المبدار و المعاد۔

بدانکہ جمع معارف ایں رسالہ شریفہ منقولست از مخدوم زادہ حضرت خواجہ
محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ مگر چندی کہ دیگر مخدوم زادہ ہا نقل کردہ اند ان را باسم سامی
ایشان تصریح نمودہ و ایں رسالہ شریفہ بر طبق نفحات و رشحات مسملی بہ
حنات الحرمین گشت و از آن رو کہ اسرار ایں رسالہ را بہ یاقوتیہ معنون ساختہ اند اگر
بہ یواقیت الحرمین ہم خوانندی شاید وجہ و جہہ برائے تسمیہ باین اسم در آخر ایں رسالہ
رقم یافتہ است۔

در سالہ منقول است بر سہ فصل و خاتمہ۔

۱۔ بعض نسخوں میں "یا قوتیہ" اور "یا قوت" دونوں طرح نقل ہو چکے ہیں لیکن ہم نے آخر الذکر کو ترجیح دی ہے۔

۲۔ نسخہ ۱۔ فکر

۳۔ صاحبزادوں نے قیامِ حرمین کے دوران جو رسائل لکھے خصوصاً جو مکاشفات قلبیہ کئے ان کی تفصیل
مستدمہ کتاب ہذا میں بعنوان "حضرت خواجہ کے قیامِ حرمین کے دوران تالیف ہونے والی
کتب سلسلہ" ملاحظہ کریں۔

۴۔ یہاں نفحات اور رشحات سے نقشبندی سلسلہ کی معروف ترین کتابیں یعنی نفحات الانس تالیف مولانا
جامی اور رشحات عین الحیات تالیف مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی مراد ہیں جو کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہیں۔

۵۔ نسخہ ۱۔ یاقوتِ احمر

فصل اول

در ذکر بعض از مکاشفات و ملہات آنحضرت کہ تعلق بہ حرمین شریفین دارد
و پیش از وصول آن حضرت بہ مواضع متبرکہ بہ ظہور پیوستہ مشتعل است
بہ ہفت یواقیت ۔

یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ می فرمودند کہ روزی بعد از نماز بامداد در حلقہ ذکر
پیش از طلوع آفتاب (۴-۵) اصحاب ششمہ بودم مشہود گردید کہ جماعت بسیار از
عالم ملک و ملکوت مرا احاطہ نمودہ نمازی خوانند و سجدہ بہ من می کنند تحیر گشتم و توجہی در
کشف این سرگماشتم بعد از تعمق نظر معلوم گردید کہ کعبہ حنا برائے ملاقات آمدہ مرا
احاطہ نمودہ است ازین رو متمثل گشتم کہ جماعتی کہ سجدہ بہ جانب کعبہ می کنند
بہ من می افتد ۔

باید دانست کہ این قسم معاملہ بلامام ہمام ہادی اناام حضرت قطب الاقطاب
مجدد الف ثانی والد ماجد حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) سلمہ اللہ سبحانہ ظاہر شدہ بود چنانچہ

۱۔ نسخہ ۱۔ بہ ۔ ندارد ۲۔ نسخہ ۳۔ مشتعل

۴۔ نسخہ ۵۔ جماعتی

۶۔ حضرات القدس میں ہے ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نماز فجر کے بعد اسی طرح
قبلہ رو بیٹھے رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا تو آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا۔ اپنے خاص
مریدین سے فرمایا کہ آج زیارت کعبہ کا شوق اور حرم محترم کا اشتیاق ہوا میں نے دیکھا کہ
کعبہ مکرمہ آیا اور میرا طواف کیا۔ تعجب ہے کہ اصحاب کشف اس واقعہ سے غافل رہ گئے، ورنہ
وہ بھی ضرور میرے گرد پھرتے اور میرا طواف کرتے۔ (حضرات القدس ۱۰۹/۲، اردو ترجمہ ۸۱/۲)

در مقامات آنحضرت قدس سرہ کہ از مولفات والدین مترجم شیخ بدرالدین کہ از اصحاب
مخصوص آنحضرت بہ تفصیل نگارش یافتہ است۔ بعد از آن نصیب این خلف رشید
(خواجہ محمد معصوم) گشتہ فنم السلف ونعم الخلف۔

یا قوت

چوں در سہ ہزار و شصت و ہفت بر آن عالی حضرت (خواجہ محمد معصوم) عشق
زیارتِ حریم شریفین غلبہ نمودہ محبت طواف روضہ (۴۔ ب) منورہ رسول اللہ
علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ و سلام، استیلا کرد، با وجود قلت استطاعت و نقصان
زاد و راحلہ و منع دوستان دور اندیش از راہ مشورت از اختیار این سفر و خوف
سواری دریائے شور و مہالک دیگر عزم نمودند کہ پائے شوق در فضای این راہ نہ ہند
گاہی از راہ مقدمات عقلی گونہ تشویشی و قلقی بخاطر مبارک راہ می یافت تا روزی وقت
ضحوہ گری بعد از نماز مخدوم زادہ عالی در جہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ بخدمت
گرامی رسیدند و آنحضرت را در غایت فرخندگی یافتند بہ زبان گوہر نشان فرمودند کہ متوجہ
کیفیت این سفر مبارک بودم خود را و شما ہمہ برادران را بآن مقام شریف و اصل نہتم
و در عین طواف دیدم و اشارہ نمودند کہ جمیع این مصائب را کہ در نظر سخت می نمود آسان
کردند در برکات صوری و معنوی را در این سفر ابداع نمودند وقوع کما قال سلمہ اللہ سبحانہ
(۵۔ ۱) علی ما شاہدۃ کل شریف و وضع۔

۱۔ مقامات آنحضرت سے مراد یہاں حضرات القدس ہے جس کے مولف حسات الحرمین کے مترجم
کے والد ماجد (مولانا بدرالدین سرہندی) تھے، تفصیل مقدمہ میں دیکھئے۔

۲۔ نسخہ ۱۔ مولفات

۳۔ مولانا بدرالدین سرہندی کے حالات مقدمہ کتاب میں تحت مترجم رسالہ و خاندان ملاحظہ کریں۔

۴۔ نسخہ ۱۔ بہ غلط مبارک

۵۔ نسخہ ۱۔ صحرکری ۶۔ نسخہ ۱۔ وضع

یا قوت

بر آنحضرت در توجہات آن ایام چنان کمشوف ساختہ بودند کہ بعد از رفتن ایشان بآن مقام شریف ظلمت و بعضی بلایا را در زمین ہند سرخواہند داد، چناناں بوقوع آمد کہ بعد از رفتن و گذشتن حضرت ایشان از دریای شور بلتہ و باد رکمال شدت مشتمل شد۔ خصوصاً در بلوہ سرسند، چنانچہ سہ صد چہار صد جنازہ ہر روز برآمد و مردم بلوہ مذکورہ^۱ سختیہای عجیبہ کشیدند و تقابل عام بہ سبب اختلاف سلطنت و تغیر و تبدل امور^۲ عظام روی نمود و قحط مستمر و داد کہ عالم عالم بہ ہلاک رفتند۔

یا قوت

حضرت ایشان را سلمہ اللہ سبحانہ در ایام سواری جہاز در درمفاصل عارض شدہ بود چنانچہ عادت ایشان بر آن رفتہ۔ روزی در اثنا نخت مرض بہ مراقبہ طویلہ پرداختند و آثار فرح و سرور بر چہرہ پرنور آنحضرت ہویدا میشد، بعد ازان رقتی گریہ و شوق رودادہ (۵ ب) مخدوم زادہ ہای کبار حضرت خواجہ محمد نقشبند و خواجہ محمد عبید اللہ سلمہا اللہ سبحانہ

۱۔ نسخہ ۱۔ حضرت ندارد ۲۔ نسخہ ۱، مذکور

۳۔ روضۃ القیومیہ میں ہے بعد رفتن آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) از ہند و عبور نمودن از دریائے شور در ہند فتنہا پدید آمدند و باد رکمال شدت بر مردم غلبہ کرد، چنانچہ ہر روز عالمی بسبب و با از صغہ حیات بر تختہ ممات می افتادند و در شہر سرسند ہزار جنازہ می آمدند و سکنہ سرہند دریں ایام مصوبت بسیار کشیدند..... روضہ ۳۰۵/۲ قلمی

۴۔ نسخہ ۱۔ تبدیل

۵۔ اختلاف و ضعف امور سیاسی کی تفصیل کتاب ہذا کے مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۶۔ حضرت خواجہ کو مدینہ منورہ سے مکہ شریف جاتے ہوئے پھر یہ مرض لاحق ہوا

تھا۔ روضہ ۱۱۸/۲

۷۔ نسخہ ۱۔ سلمہ

بعد از انقضای مجلس از سرکار پرسیدند ساعتی خاموش ماندہ فرمودند کہ آنقدر وفور بركات و شمول عنایات الہی جل شانہ دریں مرض برای ضعیف ظہور نمودہ کہ چہ بیان آن نماید دوران مراقبہ مطالعہ بشارتی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ در آخر عمر خویش در حق من فرمودہ بودند می نمودم و آن بشارت متعلق است بہ وصول بحضرت ذات بخت تعالی و تقدس است بہ ترقی از صفات ثمانیہ حقیقیہ و از حقیقت کعبہ حنا و مشروط است بہ قطع مراتب اصول این صفات کہ شیون ذاتیہ و مجرد اعتبارات اند چون دریں باب غوری کردہ اند نسبت علیہ شرف ظہور فرمودند و اسراری در میان آمد کہ نمی توان اظهار نمود از راہ علو آن نسبت با وجود حصول آن بازگونہ تردیدی واقع شد و در حصول صریح بشارت متضرع شدم نہادر دادند کہ تو (۶-۹) در کدام موطن از ما جدائی دالہ تحقق بر حمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

یا قوت

نیز در ایام سواری چهار روزی فرمودند کہ حضرت قبلۃ الاولیاء مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاسنی دریں روز با بسیار ظاہری شوند امشب نمودند کہ حضرت مجدد الف ثانی تشریف آورده اند و برادر کلان ما عارف سبحانی خواجہ محمد صادق ہمراہ اند و فستیر و

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے حضرت خواجہ کے لیے اپنے آخری ایام حیات میں جو بشارات دی تھیں ان کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مکتوبات حضرت مجدد و دفتر سوم مکتوب نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ و با مداد اشاریہ مکتوب الیہم۔

۲۔ نسخہ ۱۔ تعالیٰ: ندارد ۳۔ ایضاً ۴۔ نسخہ ۱۔ ۵۔ نسخہ ۱۔ چہار ۶۔ حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی ولادت ۱۰۰۰ھ اور وفات ۹ ربيع الاول ۱۰۲۵ھ یعنی عین حیات حضرت میں ہوئی حضرت خواجہ باقی باللہ کے تربیت یافتہ تھے، ظاہری علم پوری تحقیق و تدقیق سے حاصل کیا تھا مدرسہ سرہند کے نوجوان گراہم اساتذہ میں شمار تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

۱۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات۔ طبع لکھنؤ ۱۳۰۷ھ ۳۰۰-۳۰۸

زبدۃ العارفین مخدومی خواجہ محمد سعید نیز حاضریم، آنحضرت قدس سرہ سے چادر شپین بما ہر سہ برادر عنایت فرمودند، مخدومی خواجہ محمد صادق آن چادر را چنانچہ پیچیدہ بود گرفتہ نزد خود نگاہاشتند و در برنگشیدند و مخدومی مکرمی خواجہ محمد سعید آن را پارہ کشود و پارہ پیچیدہ برکتف خود انداختند و فقیر تمام کشودہ و پارہ در بر کشیدم۔

یا قوت

آن عالی حضرت چوں از منجا بحرم محترم متوجہ گشتندی فرمودند کہ تمام دشت از نشب و قرار این مواضع (۶-ب) متبرکہ را پُر از انوار نبوی علی مصدر با الصلوات والتسلیمات والبرکات می یابیم و جمیع اشیا را این اماکن را در الف انوار کریمہ کم می بینم و خود را نیز در سج آن بجا مستغرق می بینیم۔

یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ در شب جمعہ بیست و سوم شہر شعبان کہ از مراد عہ بہ ضعی متوجہ شدند و مخدوم زادہ والا گوہر حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ در یک شق شتقدف آنحضرت سوار بودند فرمودند کہ انوار کعبہ حسنا در این ایام بسیار ظاہری کرد و

۲- بدرالدین سرہندی : حضرات القدس - لاہور ۱۹۷۱ء ۲/۲۲۰-۲۳۳

۳- مجد الف ثانی : مکتوبات - نمبر ۲۰۸، ۲۳۴، ۲۶۰ ان کے نام ہیں اور مکتوبات نمبر ۱/۱۵۵، ۱۸۲، ۲۳۶، ۲/۱۶، ۱۳ میں ان کا ذکر خیر حضرت مجدد نے فرمایا ہے۔

۴- صفرا محمد معصومی : مقامات معصومیہ - قلمی

۵- کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۲۳۰-۲۸۴ (اُردو ترجمہ طبع لاہور)

۶- محمد فضل اللہ مجددی قندھاری : عمدۃ المقامات - حیدرآباد ۱۳۵۵ھ

۷- نسخہ ۱ - نگر کنند۔

۸- مولف روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہاں چادر اور منہ سے مراد منصب ارشاد ہے۔

کھتے ہیں : مولف گوید کہ چادر عبارت از ارشاد است (روضہ ۲/۳۰۸ - قلمی)

۹- بندر گاہ منجا کے بارے میں ملاحظہ ہو حنات البحرین اُردو ترجمہ کے حواشی۔

و از وقت سواری جهاز تا امروز شرف ظهور دارد و امروز زیاده از روزهای دیگر ظاهر شده و معلوم گردیده که کعبه معظمه از مکان شریف خود منتقل شد بعد از ساعتی مشاهده افتاد که بجانب من آمد تبسم کنان بایشان تمام متمثل به صورت زنی دراز قد سفید پوست که انوار بسیار بر آن می تابید جامها سرخ (۷-۱) و آن انوار در نماز مغرب هم ظاهری شد بل تا وقت تکلم موافق این مکاشفه است۔

آنچه عارف کامل شیخ ابن عربی در رساله (نور) مکالماتی که شیخ را با کعبه حنا واقع شده است می نویسد که در ایام اقامت مکه شبی مقمره که محفل بارانی هم داشت به طواف برآمدم چون نزدیک به حجره اسود رسیدم و قبل از آن من خود را بر کعبه تفضیل می دادم که حقیقت انسانی از حقیقت حجره فاضل تر است، آن است که دیدم که کعبه حنا متمثل به صورت جاریه خوش روی در نهایت زیبایی که هرگز مثل آن مرئی نشده است و امن خود را جست بر لبه و حربه در دست گرفته بر من حمله کرد و فرمود: «م تفتنح قدردی دالله ولا اترکتک تطوف بی اگر به حطیم پناه نمی بردم حمله بر من میرسید۔ شیخ قدس سره بعد از حکایت می نویسد فرجعت الی نفسی منه تم کلامه۔

۱- نسخه ۱- گردید

۲- نسخه ۲- هجری (سهو کتابت است)

۳- نسخه ۳- پراس

۴- نسخه ۴- مرانی

۵- کمال الدین محمد احسان : روضة القیومیه ۲/ ۳۰۸ - قلمی

فصل دوم

در بیان آنچه (ع ب) در حرم مکہ معظمہ زاد با اللہ سبحانہ شرف گشتہ متضمن است بر بیت یاقوت۔

یا قوت

میفرمودند کہ چون بہ مکہ مبارکہ در آمدیم و طواف قدوم میکردیم دیدیم کہ جماعت از مردان و زنان در غایت حسن و جمال در طواف با ما مشارکت دارند و طواف آن جماعت در نہایت اشتیاق و اتصال است بہ طواف مردم این عالم نمی ماند در ہر ساعت بیت عتیق را بوسہ می زنند و ہر لحظہ معالقمی نمایند دیدیم کہ قدمہا آن جماعت از زمین بلند است و سرہای آنها با آسمان رفتہ است بعد از آن ظاہر شد و مشہود گشت کہ کعبہ حنائیز ہمراہ آن جماعت بلند با آسمان رفتہ است بعد از آن ظاہر شد کہ مردان مذکور فرشتگان اند و زنان خور۔

یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ می فرمودند چون بہ عزم عرفات بر آمدیم و منہ نزل بہمنی گرفتیم برائے نماز در مسجد خیف رفتہ بودیم و در آن مسجد قبہ ایست (۸-۱) کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک آن قبہ خیمہ زدہ منزل فرمودہ اند و نیز مقام پیغامبران است از آن جملہ است موسی و ہارون و ہمہ در آن مسجد منارہ ایست کہ زیر او قبر حضرت آدم است علی ماورد فی الاخبار و در مسجد مذکور شستہ بودیم کہ مرور رسول خدا با بہت و جلال واقع شد و بوجد شریف آن عنصر لطیف زمین و آسمان منور گشت چنانچہ جمیع اشیاء در آن الوار مستغرق شد راوی گوید کہ این مرد در حضرت

رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وسلم گویا برای مشاہدہ عسکر خدا بوده و معاینہ مکان و مکانہ ایشان و ذوق و شوق آنہا صلی اللہ علیہ و علی جمیع الانبیاء و سلم۔

یا قوت

آن عالی حضرت بہ تاریخ یازدہم در ایام تشریق کہ منزل مبنی شدہ بود برای طواف زیارت بہ شہر درآمدی فرمودند کہ چون از طواف فاسخ شدیم مشہود گشت کہ (۸-ب) کاغذ اہر و قبولیت حج مستحل نمودہ بما عنایت کردند، اگرچہ از جہرات بر ما باقی ماندہ بود لیکن بادا ہر ارکان گویا حج تمام شدہ بود

یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ در ایام اقامت مکہ معظمہ اکثری بہ طواف مشغول می بودند و این عبادت را در آن ایام از عبادات دیگر ہم ترمی شمر دند، می فرمودند کہ اموز عجیبہ اشیا غیبہ مشاہدہ می افتد غالب اوقات می بینم کہ کعبہ حسناہ بما معاملہ میکند و باشتیاق تمام تقبیل و استلام واقع میشود و در روزی از آن ایام مشہود گشت کہ انوار و برکات از من ناشی شدہ و سجدی افزون گشتہ کہ تمام اشیا را در گرفتہ و فضا را مملو ساختہ است و در جنب آن انوار دیگران متلاشی شدہ۔ پس در حقیقت این معاملہ تفکر کردیم بہ ظہور پیوست کہ ما را اخلاعی از خود و تحقیقی بہ کعبہ حسنا شدہ (۹-۱) است از آن رو این ہمہ از من ظاہر شدہ و دیدیم کہ بسیار از روحانیان حاضرند و طواف کعبہ حسنا می نمایند، چنانکہ خدمتہ بادشاہان در ہر وقت بخدمت ایشان قیام دارند۔

۱۔ نسخہ ۱۔ بادا از بزرگان

۲۔ نسخہ ۱۔ استیلام

۳۔ نسخہ ۱۔ تحقیق

یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ بہ تاریخ سوم محرم الحرام بہ زیارت اہل معلیٰ شدند،
 می فرمودند کہ این مقبرہ از علو درجہ و کثرت انوار اہل آن از سایر مقابر مستثنیٰ است چون بہ
 تربت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ در اینجا است رسیدند توقف کردہ فرمودند
 کہ بحر انوار موج می زند و کمالات صحبت خیر البشر تا بآن و در حشاں است، بعد ازان بہ
 روضہ منورہ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رسیدہ بایاران مراقبہ طویلہ نمودہ فرمودند کہ کلاں
 تراہمات المؤمنین آن قدر بالطف و عنایات و بہ مواہب و عطیات ظاہر شد کہ
 تا حال این قسم الطاف (۹ ب) از ہیچکس بہ وقوع نیامدہ بود و یافتہ می شد کہ آنحضرت
 از کمال اہتمام و کثرت اعتنائی کہ نشان من داشتند بیرون سُر اوقات احتجاب خود برآمدہ
 ایستادہ شدہ اند و در صد انعام و اسطفا اند، می فرمایند کہ بہ فلانی فلان نعمت بدہیدیم
 کذا تم کذا بالجملہ بہ عجائب امور و غرائب نعم احسان نمودند و نسبت شریفہ آنحضرت
 در نہایت علو و غایت رفعت و اصالت محسوس می شد گویا بہ کمالات نبوی علی مصدر ہا
 الصلوات والسلام مخفوف است۔ می فرمودند چون از فاتحہ فارغ شدیم ام المؤمنین در
 سُر اوقات احتجاب درآمدند گویا ہماں فاتحہ و داع بودہ است بعد ازان ہر چند برای
 حضور ایشان توجہ کردیم ظاہر نہ شدند بعد ازان در محاطہ کے در دی مرقد فضیل بن عیاض
 و سفیان بن عیینہؒ و بسیاری از اجلای مشائخ است درآمدند و در شان فضیل کلمات

۱۔ نسخہ ۱۔ تربت

۲۔ نسخہ ۱۔ عطیت

۳۔ حضرت فضیل بن عیاض، متقدمین صوفیہ میں عام مقام و عظمت کے مالک ہیں ملاحظہ ہو۔

سلی : طبقات الصوفیہ۔ طبع شریہ ۱۴-۶

ایمانی : حلیۃ الاولیاء ۸۴/۸

مدحیہ بسیار فرمودند و فرمودند کہ چندی از کبار مشائخ (۱۰-۱) کہ در امت مرحومہ مشتقی اند و
شان علیحدہ دارند، فضیل ہم در ان جماعت یافتہ می شود بعدہ بر قبر شخصی کہ مستسعد
باخذ طریقہ انیقہ در دیار ہند از آنحضرت شدہ بود، لکن رجعت بر عقل کوتہ اندیش خود
خورده بہ جماعت دیگر ملحق گشتہ بود توقف کردہ، فرمودند کہ فلانی محزون و منہموم و سرنگون
بہ حالی عجیب ظاہر شد کہ چہ بیان آن کنیم ہر چند توجہ بہ حال او نمودیم اثر انتفاع کمتر
محسوس شدہ فرمودند کہ علم الغیب عند اللہ سبحانہ فسد من سعی الیہ و فاز من البقی لدیہ دامت
برکاتہ۔

ابن جوزی : صفۃ الصوفۃ ۲۳۷/۲ - ۲۳۷

ہجویری : کشف المحجوب، طبع ژد کو فکی۔ بامداد اشاریہ

نسخہ ۱ اور نسخہ ۱ میں سفیان بن عقیبہ سہو کتابت ہے۔ اصل میں یہ لفظ ”عینیہ“ ہے۔
ان کا پورا نام سفیان بن عیینہ بن ابی عمران ابو محمد ہے۔ ولادت ۱۰۷ھ اور وفات ۱۹۸ھ
میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو :

اصہبانی، ابن نعیم : علیۃ ادالیار ۲۷۰/۴ - ۳۱۸

ابن جوزی : صفۃ الصوفۃ ۲۳۱/۲ - ۲۳۷

سلی : طبقات الصوفیہ۔ طبع شریبہ۔ ۹۸ بامداد اشاریہ

انصاری : طبقات الصوفیہ طبع حبیبی۔ بامداد اشاریہ

ہجویری حضرت داتا گنج بخش : کشف المحجوب ۱۲۲۔ ترجمہ : بکس ۱۱۸، ۹۸

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ انہیں ”حجون“ میں دفن کیا گیا (صفۃ ۲۳۷/۲)

یا قوت حموی نے وضاحت کی ہے کہ حجون پہاڑ کے قریب اہل کہ کا قبرستان تھا (معجم البلدان

۲۲۵/۲) گویا حضرت خواجہ محمد معصوم زیارت کے لیے مکہ کے مضافات ”حجون“ میں گئے تھے۔

نسخہ ۱۔ ملاحظہ

یہ واقعہ حسن خان افغان کے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ تو بخارا میں ارتداد کے جرم میں قتل ہوا تھا
(ہدیہ مجددیہ ۱۰۵) رودفۃ القیومیہ کے مولف نے یہاں مبالغہ سے کام لیا ہے کہ جس شخص کی قبر پر

یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ بزیرات بعضی از مشائخ کہ توطن بہ مکہ معظمہ درزیدہ بود و معرفت و اختصاص تام بآنحضرت و حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ داشتہ رفتند و ساعتی بر قبر او ہمراہ یاران توجہ مراقبہ نمودند بعد از مراجعت فرمودند کہ فلاں بہ حالت عجیبہ ظاہر شد کہ از نہایت خجالت و انفعال (۱۰-ب) مجال آن نہ داشت کہ سر بردارد و نظر بجانب ما بہ کند از سبب آن پرسیدہ شد فرمودند کہ آن ہمہ حالت در وی از راہ عدم القیادہ گردید بہ حضرت مجدد الف ثانی است کہ با وجود اسلایع از حقیقت ایشان کہ امام وقت خود بودند از وہ وقوع نیامدہ۔

حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تھا وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا۔ لکھا ہے :
بعد ازاں بر قبر شخصی کہ در ہند مرید آنحضرت شدہ بود باز شیطان اورا در غلابندہ
از آن جناب مردود شدہ بقوم دیگر پیوستہ فاسخ خواندہ، فرمودند ہر چند بڑی توجہ
کردیم اما بیخ اثر نہ شد، چنان معذب و سرنگوں بود۔ (روضہ ۳۱۱/۲ قلمی)
حالانکہ روضہ کا مآخذ حنات الحرمین ہی ہے۔ حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں کہ مکرمہ میں
میر منصور کی قبر پر جانے اور ان کے تاسف و ندامت کے ساتھ ظاہر ہونے کا کاشفہ لکھا ہے لیکن یہ
مکتوب ۱۰۵۷ھ کا ہے۔ ممکن ہے کہ مکتوب کے آخری جملے آپ کے سفر حج ۱۰۶۸ھ سے متعلق ہوں (فقط قیاس)
۱۔ ممکن ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کو دو متحارب شخصیات تصور کرنے والے
مؤلفین اس یا قوت کے مکاشفہ کو حضرت بنوڑی سے منسوب کریں لیکن حقیقت حال بہت ہی
واضح ہے کہ یہ اس شخص کی قبر پر مراقبہ کا ذکر ہے جو حضرت مجدد سے منحرف ہو گیا تھا، روضۃ القیوم میں ہے:

حضرت امام معصوم بر قبر شیخی کہ از ہند رفتہ توطن بہ عرب کردہ بود اختصاص تام بہ حضرت
مجدد الف ثانی داشت، اما حضرت قیوم اقل امور غلاف شرع دی از ہند اخراج
کردہ بودند، رفتہ، فاسخ ہمراہ یاران خواندہ، فرمودند فلاں بحالت عجب ظاہر شد
از نہایت خجالت و انفعال مجال نہ داشت کہ سر بردارد و نظر بجانب ما کند از سبب
آن پرسیدم گفت ایں حالت بہ واسطہ عدم گردید حضرت مجدد الف ثانی است۔
(روضہ ۳۱۱/۲ قلمی)
حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی جو مخالفت آپ کی زندگی میں ہوئی اس کی تفصیل کے لیے مولانا
دکیل احمد سکندر پوری کی ہدیہ مجددیہ کا تحقیقی مقدمہ ملاحظہ کریں۔

یا قوت

چوں در کلام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ در تحقیق حقیقت کعبہ حنار
عبارات مختلفہ واقع شدہ است حضرت ایشان دامت برکاتہ ہموارہ در تطبیق آن می
کوشیدند و جمع آن می خواستند و ملحقی ظهور حقیقت این معنی از عالم غیب می بودند و طالبان
یقین کہ پیرامون دامن ہدایت آنحضرت می گشتند نیز مترصد استماع این معارف
سامیہ می بودند تا روزی در ایام اقامت مکہ معظمہ منبسط و خوش وقت بودند و در
خلوت با مخدوم زادہای کبار عالی تبار افادہ نمودند کہ چوں دریں باب غوری نمودیم این
حقیقت العجوبہ منش را باصل الاصل یا قیوم (۱-۱۱) و بر جمیع حقائق فائق دیدیم و محسوس
گشت کہ حقائق جمیع اشیاء بوی سجدہ می کنند و ہمہ مراتب متعلقہ مقام عبودیت حتی
النبوة والرسالة از ان ذرہ علیا منزل است تا ہر جا اثری از امکان و شائنبہ
عابدیت است از ان حقیقت پایان است و مقام عبودیت بہاں حقیقت منتهی
شدہ است و ماوراء آن حقیقت معبودیت صرف است، پس ناچار از حقائق ملکی
و بشری باشد چہ آن حقیقت فی الحقیقت مجرد اعتباری است بر ذات بحت تعالیٰ

۱۔ حقیقت کعبہ کی تفصیل اور مکاشفات حضرت مجدد کے لیے ملاحظہ ہو :

مکتوبات ۱۲۴/۳ ، مدار و معاد - نمبر ۴۸

محمد سعید بن حضرت مجدد : مکتوبات ۶۸ ۲۷-۱۲۹

بدالدین سرہندی : حضرات القدس ۱۲۶/۲ - اردو ترجمہ ۹۹/۲

غلام علی دہلوی شاہ : رسائل سبعہ سیارہ ۵۰

ہم نے احوال و آثار عبداللہ خویشگی ۱۵۱-۱۵۲ میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ نیز اس
موضوع پر چونکہ اس سنہ (۱۰۶۸ھ) میں بہت پُر زور مباحث ہوئے تھے اس لیے ہم
نے کتاب ہذا کے مقدمہ میں مستقل عنوان کے تحت مواد کو یکجا کر دیا ہے۔

لے نسخہ ۱۔ عادت

و تقدس می توان گفت که اقل نوری که بر ذات اعتبار نموده آید، همین حقیقت بلکه این حقیقت کنایت از سُر اوقات عظمت که حجاب ذات شده است به آن معنی که سُر اوقات زایده است بر ذات تعالیٰ بلکه آن معنی که عظمت ذاتیه لازمہ کبرمائی اوست تعالیٰ و تقدس حجاب او شده است فحقیقتہا لیست الا صرف اعتبار علی ذات المقدس (حجاب او شده است فحقیقتہا) المعنی (ا ب)، ہذا باز در نظر شد ثانی و تعمق فکر متری دقیق منکشف گشت و آن است کہ معلوم ساختند کہ حقیقت کعبہ حنار با این همه قرب و منزلت کہ بیان نموده شد ترقی و عبوری در ماورا آن سُر اوقات کہ این حقیقت عبارت از آنها بوده نیست چه ترقی و عروج خاصہ انسان است بیچ احدی دریں امر باوی شرکت ندارد پس ناچار کعبہ را از ماورا حقیقت خود نصیبی نہ باشد و محسوس گشت کہ کمل افراد انسانی را سیماء الجیب و الخلیل و الکلیم علیہم و علی الیہم الصلوات التلیات ہر چند احیاء طبعی آنها پایان تراز حقیقت کعبہ حنار است بہ طریق ترقی و عروج گذری و نصیبی از ماورا آن سُر اوقات عظمت ثابت است پس کعبہ مکرمہ ہر چند باعتبار مقام اصلی تفوق بر جمیع حقائق افراد عالم دارد اما بہ واسطہ ترقی و عروج کہ خاصہ انسان است بعضی کمل افراد را تحقق بمافوق آن حقیقت میراست (۱-۱۲) و ازیں رو کعبہ از انوار آنها مترصد است و نیز در کعبہ و بعضی کمل افراد بشر فرقی دیگر واضح شد باعتبار مکان و مکانہ و بعضی از روحانیات از ملک و غیر آن ہر چند فوق بشرند، در امری کہ مناسب مکان است اما منزلت و مکانہ کہ مدار فضل است مر بشر را معلوم گشت چنانچہ در عالم مجاز کہ قنطرۃ حقیقت است شاہد می افتد کہ ہر چند علما و خدام سلاطین از وزراء قرب مکان دارند اما منزلتی کہ وزراء است علما را انان نصیب نیست۔

۱۔ حجاب فحقیقتہا۔ در نسخہ ۱۔ ندارد

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا تحت عنوان حقیقت کعبہ اور علمائے حرمین۔

یا قوت

حضرت ایشان را دامت برکاتہ و دخول بیت عتیق در اقل مرتبہ در روز عاشورا میسر شد، می فرمودند کہ درون بیت شریف آن قسم اسرار غریبہ و مطالب عجیبہ معائنہ گشت کہ با اثری از آن از خارج محسوس نبود چنانچہ در عالم مجاز فرق در اندرون و بیرون خانہار بادشاہان می باشد (۱۲ اب) بدیہی است کہ خلوت خاص و مجلس مخصوص تعلق بہ درون دارد و در خارج جز نمودن امری نہ -

یا قوت

مخدوم زادہ عالی درجہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ نقل کردہ کہ آن عالی حضرت در ایام اقامت مکہ معظمہ برای دفع مرض برادر کلان خود قدوۃ المحققین، زبدۃ العارفین حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کہ در آن ایام آنحضرت را مرض صعب رودادہ بود توجہ گماشتند و بہ تضرع و التجا دست مبارک بہ دعا برداشتند می فرمودند در آن ہنگام مشہود گردید کہ آنچہ در عرصہ امکان است در خشوع و برداشتن دستہا موافقت ما در زیدہ و ہزاران ہزار دستہا از اقسام مخلوقات بہ تبعیت این مسکین نمودہ بکہ جمیع حقانق اسما و صفات الہیہ جل شانہا و اصول و ضلال آنہا در حصول مراد با مشارکت دازندالی ان اشہت الی الذات (۱۳-۱) البحت تعالت و تقدست تا اثر قبول ظاہر شد و ایشان صحت یافتند۔

یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ می فرمودند روزی طواف می کریم کہ کعبہ حسنا، با ما معالقمہ کرد و بہ شوق عجیب سخت در برگرفت۔

۱۷ حضرت خواجہ محمد سعید کے مرض صعب کی تفصیل کے لیے دیکھئے لطائف المدینہ قلمی

۱۸ نسخہ ۱۷ - مشارک

یا قوت

مخدوم زادہ گرامی مرتبت خواجہ محمد سیف الدین سلمہ اللہ سبحانہ نقل کر دند کہ آن عالی حضرت در شبی از شبہا بعد فراغ از طواف مقابل رکن یمانی در محلی کہ سرور انبیاء در اسنجا نماز خواندہ اند اشتغال بہ نماز وتر داشتندی فرمودند کہ محسوس گشت جمعی کثیر از ملائکہ نزدیک رکن یمانی حاضرند مویداں معنی است آنچه در حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوات والتسلیمات آمدہ کہ ہفتاد ہزار فرشتہ نزدیک رکن یمانی حاضر می باشند و معاینہ شد کہ آن جماعت از مکان خود با انتقال نمودہ گرداگرد من جمع شدہ اند (۳ اب) و در دستہا و دوات و تسلم دارند چیزی از حقیقت معاملہ من نوشتہ رفتند۔

یا قوت

می فرمودند کہ سحر شب پنجشنبہ برای حصول بعضی کمالات تفرغ والتجاء شتیم بعد از ساعتی از ان تفرغ باز آمیم و گفتیم باللعب والارادت بہ مجرد طور این خطرہ انشراح سینہ و بسط عظیم رو داد بعد از نماز بایداد بہ حلقہ ذکر اشتغال داشتیم دیدیم کہ خلعت عالی ما را عنایت کردہ اند آن گاہ متوجہ گشتم کہ این کدام خلعت است ؟ معلوم ساختند کہ این خلعت عبودیت است الحمد للہ علی ذلک۔

یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ روزی در مصلائی مالکی در حلقہ ذکر نشسته بودند واستغراق وتوجہ و مراقبہ داشتند بعد از فراغ حلقہ فرمودند کہ امروز در مجلس سکوت خلعت ارشاد و در کمال علو شان در بر خود دیدیم و آن قدر خود را بہ مرتبہ ارشاد (۱۴-۱) مناسب یافتیم کہ زیادہ بر آن متصور نہ باشد مقتضای وقت وقرب قیامت ظہور آن را کما ہو

لے گیارہ ربیع الاول کو چاہ زمزم کے قریب کشف ہوا کہ ”تمیں محض خلعت کے ارشاد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔“ (روضۃ القیومیہ ۹۸/۲ - اردو ترجمہ)

بر نمی آید و نیز درین مجلس سکوت محسوس گشت که مارا ادوات و قلم غایت کردند چنانچه برای منصب وزارت می دهند پس ناچار دفاتر عالم ملک و ملکوت از احکام ظاهری و باطنی آنها با آنحضرت مفوض باشد و ایشان مزج و ملاذ عالم باشند و تجویز و تصحیح امور با آنحضرت مسلم بود۔

یا قوت

آن عالی حضرت چون بار دیگر داخل بیت شریف گشتند فرمودند که درون بیت شریف آن قدر اسرار خفیه به ظهور پیوست که اصلاً در خارج مثل آن محسوس (نه گشت) ما را با نجا خلعت خاصه سبز رنگ مرحمت فرمودند۔

یا قوت

می فرمودند که حضور و طواف روحانیان کرده اگر بیت شریف می بینیم و اکثری حضرت مجدد الف ثانی را (۱۴ اب) قدس سره و هم برادر اکبر عالم ربانی عارف سبحانی شیخ محمد صادق را همراه روحانیان طائف می یابیم و نیز حضور و طواف بعضی انبیاء علیهم الصلوات و التسلیات مشاهد می افتد لیکن این طواف طواف تکلیف نیست بلکه از راه شوق است چنانچه در حدیث نبوی علی مصدرها الصلوات و التسلیات آمده که چون آن سرور انبیا را در شب معراج بر قبر حضرت موسی گذر واقع شد، دیدند که حضرت موسی در قبر نمازی خواند صلی الله علی نبینا و علی آلهم و سائر الصالحین۔

یا قوت

بتاریخ هفتم شهر صفر در ایام اقامت مکه معظمه بعد فراغ از ارکان حج آنحضرت عالی منزلت در منزل خود که میان باب ابراهیم و باب دواع بیرون مسجد واقع است نشسته بودند و مخدوم زاده های بلند درجات در خدمت سامی حاضر بودند (۱۵-۱) که آنحضرت کلمات عالی در تحقیق فن اتم و استخلاص از

معالم انتقار شرک خفی القانمودند در اثنا ایں افادہ از حضرت امام ہمام قبلۃ الاولیاء۔
 حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نقل کردند کہ آنحضرت روزی بہ تقریبی از عارف کامل
 شیخ محی الدین العربی حکایت کردند کہ شیخ قدس سرہ در تاویل آیت کریمہ *وان من شیء الا یسبح بحمدہ* می نویسند کہ می تواند کہ ضمیر بحدہ راجع بہ شی باشد یعنی تسبیح چیز نیست مگر
 تسبیح بحد خودی کند یعنی از آن رو کہ وی از دقائق شرک خفی بتمام نہ برآمدہ است نفس
 وی در میان است تسبیح لائق بجناب قدس خداوندی جل شانہ نیست و با بجناب مقدس
 ضمیر سد بکہ بوی عاند می گردد، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایں معرفت را پسندند و
 فرمودند کہ دریں وقت کہ نظر (۱۵ ب) کشفی را سر میدہم در تمام عالم تسبیح کس را نمی یابیم
 کہ دائرہ نفی و انتقار را تمام کردہ باشد و بہ تمام و کمال از دقائق شرک خفی برآمدہ بود و
 محسوس می کرد ہر کہ دریں وقت بہ ذکر الہی جل شانہ مشغول است و کلمہ توحید میگوید،

۱۔ نسخہ ۱۔ ازین عالم ۔

۲۔ نسخہ ۱۔ انتقار۔ ندارد

۳۔ القرآن ۱۴/۲۲

۴۔ شیخ اکبر ابن عربی نے نصوص الحکم کی نص ۲۴ حکمت فرودین فی کلمۃ محمدیہ میں اس موضوع پر لکھا
 ہے فرماتے ہیں: *وان من شیء الا یسبح بحمدہ* 'ای بحمد ذلک الشی
 فالضمیر الذی فی قولہ محمدہ' یعود علی الشیء (نصوص۔ جامع الغنی ۲۲۶)

عصر حاضر میں ماہرین عربی اہل علل الغنی نے نصوص کے تعلیقات میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کے
 سلسلہ میں شیخ اکبر ابن عربی کی اس تاویل کو جرات فریبہ قرار دیا ہے: *هذا جراءة*

غریبۃ فی فہم القوآن۔ (نصوص۔ تعلیقات غنی ۳۲۵)

مولانا جامی نے اس مقام کی مزید تشریح کی ہے تفصیل کے لیے دیکھئے :

جامی ۱، نقد النصوص فی شرح نقش النصوص۔ طبع ولیم چیتیک (CHITTICK)

(از افادات جناب مرزا غلام قادر مدظلہ)

تہران ۱۹۴۴ء ۵۶

۵۔ نسخہ ۱۔ وی۔ ندارد

چون قابل از تنگنای شرک نہ برآمده است اثبات او بہ معبود حقیقی عز شانه نمی رسد بلکه ہر نفس قابل عاید میگردد و حامل در حق وی از کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ الانا می شود فرمودند مگر خود را ازین حکم مستثنی می یابیم و بکرم و عنایت الہی جل شانه می بینیم کہ اثبات کہ از من واقع می شود بہ جناب قدس حضرت وہاب جل شانه میرسد و لایق آن مرتبہ علیا است بعد از اتمام این نقل حضرت ایشان دامت برکاتہ فرمودند للہ سبحانہ الحمد للہ والمنة کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از کمال رافت و کرم خویش آن مقام را بہ ما مرحمت فرمودہ (۱۶-۱۷) و شریک آنحضرت قدس سرہ گردانیدہ و محسوس میگردد کہ در هیچ مرتبہ از مراتب وجود و لطافت خلق و امر بوسے از شرک نماندہ است بہ ذکر نفسہ بہ نفسہ این جا متحقق گشتہ و چون مقام نفی تمام و کمال منتهی شد حفظ وافر و نصیب کامل از مرتبہ اثبات بہ حصول انجامید و ریں وقت عارف از مخلصان بہ فتح لام می گردد و چون ذات و صفات او ہمہ برای او سبحانہ شد در هیچ عمل محتاج بہ تصحیح نیست نہ باشد چہ نیت در محتمل است متعین و محتاج نیت نیست درین وقت هیچ آرزوی در خود نمی یابد وی و لطائف وی ازین است براگشتہ است بعد از آن عالی حضرت متعالی مرتبت فرمودند کہ شاہد بر این مدعا آنکہ روزی در مسجد عرام قریب باب الوداع بہ ذکر کلمہ طیبہ مشغول بودم بعد از آن ذکر لسانی را گذاشتہ بہ مرتبہ پرداختیم محسوس گردید کہ کعبہ حسنا از مقام خود منتقل شد و بہ صورت (۱۶ ب) و حقیقت خود متوجہ من گردید در آن وقت چنان می یافتیم کہ هیچ اثری از آن در آن مقام نماندہ حتی الجدران و السقف و باطہار لطافت و محاسن خود آمدہ مراد رکنار گرفت در آن با مراقبہ ذکر لسانی را ہم قرین ساختیم دیدیم کہ ہر وقت کہ من کلمہ طیبہ می گفتم مرا تقبیل می فرمود و چون کعبہ حسنا ناشی از مقام اصل الاصل است پس تا اثبات کلمہ

مبارک کہ بآں مقام حاصل نہ شود مقبول آن درگاہ نیفتد از مشاہدہ این امر امید کلی
بر حصول آن مقام عالی شان دست داد۔

یا قوت

حضرت مخدوم زاد ہای کبار نقل کردند کہ آن عالی حضرت را در نصف شہر شعبان
و دخول بیت معظم میسر گشت و ایام وداع از حرم محترم نزدیک رسیدہ بود می فرمودند کہ
الطاف عظیمہ و عطایای فخمیہ مرحمت شد و نیز منکشف گردید کہ خلعت عالی (۱۰-۱۱) سبز
رنگ مکتل بہ جوابہر عنایت کردند معلوم شد کہ این خلعت خلعت وداع است پس از آن
برای حصول وداع و عنایات در حق فرزندان خویش کہ دریں سفر رفیق بودند متوجہ گشتم
دیدیم کہ ہمہ آن ہا را خلعتی جدا جدا عنایت شد الحمد للہ علی ذلک، و فرمودند کہ حضرت ابراہیم
را علی نبینا و علیہ السلام در مقام و نزدیک آن ظہور و مناسبت غریب است لہذا آن مقام
از اسرار خلعت ہموارہ مملوئی نماید۔

یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ بتاریخ یازدہم شہر ربیع الاول کہ شب مولود آنحضرت
علیہ وآلہ الف الف صلوة و سلام می فرمودند کہ امروز نزدیک ملتزم در اشتغال بامر ارشاد
و ترک آن ملتجی و متضرع بودیم کہ کدام مرضی حق بل شانہ باشد پس اشتغال این امر
جلیل القدر ما مورساختند و تمام رضا و کمال اہتمام (۱۰ اب) در آن ظاہر گشت و بیہج
گونہ رضا و ترک آن مفہوم نہ شد۔

یا قوت

آن عالی حضرت بعد از مراجعت مکہ معظمہ چوں بہ جدہ رسیدند می فرمودند کہ

۱۰ نسخہ ۱- منتصف ۲- نسخہ ۱- خلعت

۳- یہ ماشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

انوار و اسرار در خارج حرم شریف زیادہ ازاں کہ در اندرون ظاہر بے نظری در آمد چہ
در حضور از غلبہ اشعہ انوار نظر بدان راہ نیست و درک پیرامون آن نمی گردد و در ہنگام قلب
انوار نزدیک بہ فہم و ادراک می آید۔

یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ بتاریخ روز شنبہ ہشودہم رجب المرجب
در مکہ مشرقہ وقت معاودت از طیبہ مبارکہ در مصلائی مالکی در حلقہ ذکر با یارین مجلس مراقبہ
و سکوت داشتند می فرمودند کہ در آن مجلس غیبتی در ربود گوئی شخصی مرا از ورود عنایات عظیمہ
و عطایای فخمہ از حضرت الہی جل شانہ آگاہ می سازد و اطلاع می بخشد دیدم کہ لباس فاخرہ
خلعت جلیل القدر (۱۱۸) کہ از کثرت ضیا و شمعشان انوار بہرہیج صورت نمی شود بلکہ نور
صرف بہ نظری در آید مرا پوشانیدند بعدہ ازاں بقعہ برخاستہ خارج مسجد دراز کشیدم و
خلعت مذکورہ را در بر خود می یافتم باز غیبت دست داد درین اثنا ندا در دادند کہ حضرت
حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیں لباس نامناسب آن می پوشد چنانچہ در حدیث قدسی الکبریاء
ردائی والمظلمۃ ازارجی باید دانست کہ ایں قسم معاملات داخل اسرار است و از ظاہر
مصرف۔

۳ نسخہ ۱۔ مولد، صوفیاء کرام کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت پر خصوصی
اہتمام کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ سلسلہ مجددیہ کے کئی حضرات نے اپنی تحریرات میں اس موضوع پر
تفصیل سے لکھا ہے۔ دیکھئے حضرت شاہ احمد سعید مجددی کا رسالہ اثبات المولد والقیام مرتبہ
محمد اقبال مجددی۔ طبع خاتقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی پاکستان۔

۴ ابو داؤد (لیاس ۲۵)، ابن ماجہ (زبدۃ ۱۶)، مسند امام احمد بن حنبل ۲/۲۷۹، ۴۱۴، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲،
بحوالہ المعجم المفہرس للفاظ الحدیث النبوی ۲/۲۷۹

فصل سوم

در ذکر مکاشفات و لطائف آنحضرت که در مدینه رسول علیه و علی آله الف
الف صلوة و سلام و در هنگام رجوع از طیبہ مبارکہ پیوستہ است الی ان وصل
المکہ المعظمہ ۔

متضمن است بر بیت و شش یواقیت
یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ در راہ مدینہ منورہ تجسّس تمام (۱۸-ب) در دریافت آثار
و مشاہدہ متبرکہ کہ چہ آثار و چہ مساجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰت و السلام و التحیّۃ میگردند
ہما اکمن خود را بدان موضع میرسانید و ہچنان در وصول بمزارات صحابہ رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کوشش بلیغ می نمودند الا ان یشاء ربی شیاء۔ چوں از دادی بدر بہ
صفر رسیدند از راہ انحراف و زبیدہ بہ زیارت عبیدہ بن حارث کہ از شہداء بدر است
و در بدر مجروح گشتہ در صفر آسودہ است متوجہ شدند ساعتی بر قبر شریف و ہمراہ یاران
بہ مراقبہ پرداختند بعد ازاں بہ قافلہ رسیدہ فرمودند کہ بر قبر ادرضی اللہ تعالیٰ عنہ توجہ کردیم۔
نیافتیم بعد از ساعتی با کمال اہبت و مرتبت ظاہر شد و بہ جانب ما آمد و بایشانست تمام
طلاقات کرد و ساعتی جلسہ نمودہ بہ شتابی رجوع کرد گویا در امری مشغول بودہ بہ اگرام ضیف
آمدہ باز بہاں (۱۹-۱) امر زد آورد و چوں بہ مدینہ معطرہ نزدیک رسیدند در آن شب

۱۔ نسخہ ۱۔ مشاہدہ در شیخ عبدالحی محمد شہ نے جنب القلوب میں جا بجا لفظ مشاہدہ استعمال کیا ہے ۱۶۰ بعد

۲۔ نسخہ ۱۔ عبیدۃ الحارث ۳۔ نسخہ ۲۔ متوجہ شویم

از کثرت شوق و رشادت ظهور شعثان انوار غالباً بیدار ماندند سحر گاہ بہ مدینہ رسول علیہ
 و علی آلہ الف الف صلوٰۃ و سلام در آمدہ آداب زیارت روضہ منورہ و مسجد شریف
 بجا آوردند از روضہ معطرہ شریفہ کمال الطاف و عنایات و تفقد احوال و انعام عطایا
 ظاہر گردید و بعد از سہ چہار روز بعضی مروج از اہل مدینہ منورہ خواستند کہ داخل طہر لائقہ
 آنحضرت شوند ایشان از کمال ادب دریں امور جلیل القدر از خدمت رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اذن خواستند و مواجہہ کریمہ ایستادہ مراقبہ نمودند، تمام رضا بہ اشتغال این
 امر جلیل القدر و کمال اہتمام بآن ظاہر گشت چنانچہ در کعبہ حسنا بہ ظہور پیوستہ بود و
 طلعت ارشاد در غایت علو از جناب مقدس مطہر علیہ و علی آلہ (۱-۲۰) الف الف صلوٰۃ
 و سلام عنایت شد و نیز انوار و عنایات حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قرب متحلی
 بودن ایشان بہ کمالات سرور انبیاء علیہم و علیہم الصلوٰۃ و البرکات ظاہر گردید و در اکثر
 اوقات از توار و ظہور انوار در مشاہد، و آثار خصوصاً در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ
 و التحیۃ خاصہ در مواجہہ شریفہ و نزدیک اسطوانۃ عالیشانہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ در
 ایں مواضع اسرار مکنونہ بہ کمال ظہور مروج می زد بیان می فرمودند و ہم کمالات حضرت
 امام اجل مجد الف ثانی قدس سرہ و مرتبہ آنحضرت در محال مزبورہ معلوم گردید،
 بعد از ان بہ مزارات بقیع رفتند عنایات و الطاف امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ و مہربانیہای اہل بیت و امہات و مومنان ظاہر گشت سیمای کمالات صدیقہ

لے نسخہ ہا - مدار

لے حضرت خواجہ کے مفرج اختیار کرنے سے پہلے بھی بعض علمائے حرمین سے روابط تھے اور کئی
 ذی علم حضرات سلسلہ نقشبندیہ میں آپ سے ارادت کے خواہاں تھے شیخ محمد ارشد شامی، شیخ عبداللہ
 مجازی، شیخ حسین خلوتی رومی مدنی، سید زین العابدین اور شیخ محمد بن محمد عامری تہامی وغیرہ
 آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے ہم نے مقدمہ میں قدرے تفصیل سے اس موضوع پر لکھا ہے۔

لے نسخہ ہا - علوی لے نسخہ ہا - مومنین

حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲۰-ب) زیادہ ازان کہ در عدد حدود آید ظہوری نمود، می فرمودند کہ اگر چه مدفن صدیقہ و رقیعہ است اما ازان رو کہ حجرہ شریفہ خانہ ویست اکثر اوقات ان ام المؤمنین را در حجرہ شریفہ نبوی می یابیم و مسجد شریف را بانوار وی رضی اللہ تعالیٰ عنہا مملومی بینم، می فرمودند کہ آن قدر الطاف از عائشہ صدیقہ و رباعہ خویش مشاہدہ کردہ ام و اہتمام از وی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہ حال خود یافتہ کہ چہ گویم و از جملہ امداد و اعانت کہ از حضرت صدیقہ نسبت بہ حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ ظہور یافتہ آن ست کہ حضرت ایشان در یکسہ ہیزی بہ توسل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہ حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والنجیہ، شفاعت درخواستند و چون اثر شفاعت زود تر بہ ظہور پیوست و در ان سری خواہد بود توسل بہ صدیقہ (۲۰-ب) حبیبہ حبیبہ ایشان بہ مجرد التماس خود را بہ جناب مطہر رسول اللہ علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام بہ شبانی تمام رسانید و خود را در کنار آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام انداخت و لازم محبت و آثار موانست در میان آمد و التماس حضرت ایشان را از جناب مقدس نبوی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والبرکات بہ شبانی فرا گرفت و آنچہ می خواستند ازان در گاہ معلی حاصل کنانید رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ و نیز کمالات حضرت فاطمہ زہرا علی ایہا و علیہا السلام در شب مولد آنحضرت ظاہر شد و اجتماع عظیم و سرور فخم از اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین درون حجرہ شریفہ معائن گشت۔

یا قوت

از جملہ غایات الہی جل شانہ آنکہ حضرت ایشان را با جمعی کثیر از اصحاب نعل حجرہ مطہرہ مقصورہ منورہ میسر گشت چہل بان مقام عالی در آمدند (۲۱-۱) رقی و فرد رفتگی عظیم بر آنحضرت و اصحاب وارد شد مدتی بہ مراقبہ ایستادہ ماندند و بانکسار تمام سر و روی را درون پردہ نخاص و حجاب مخصوص در آورده بان خاک پاک مالیند و آن را شرف و

معراج خود دانستند بعد ازاں از آن مقام عالی برآمدہ ساعتی در روضہ حضرت فاطمہ زہرا کہ متصل
 حجرہ شریفہ است ایستادندی فرمودند کہ چوں بآن مقام رسیدیم محسوس گشت کہ خلعت عالیہ در
 غایت رفعت و نہایت ابہت معمولہ از ذہب و فضہ مکملہ بہ جواہر و یاقیت از جناب
 عالی حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الف الف صلوة والسلام بایں کمترین مرحمت
 می فرمودند ہر چند از حضرت روضہ منورہ دور ترمی گشتیم ضیاء و انوار آن خلعت زیادہ
 ترمی شد گوئیاد وقت قرب نسبت بہ انوار کریمہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰت و البرکات
 (۲۱ ب) مستور و مغلوب بودہ فافہم۔

یا قوت

روزی در ایام اقامت مدینہ منورہ شخصی از اصحاب آن عالی حضرت متعالی منزلت
 در خدمت عالی ایشان احوال و مقامات بعضی عزیزان آن وقت را بیان نمود بہ خاطر مبارک
 از راہ غیرت خطرہ گزشتہ باشد برای مقایسہ نسبتہا متوجہ شدند نسبت شریف آنحضرت متجلی
 شد و تمام عالم از انوار آن متلی گشت و قرب خاص و منزلت مخصوص کہ آنحضرت را بہ
 جناب مقدس معلی است عز شانہ و بآن ممتازند شرف ظہور فرمود و نسبت افراد عالم و
 افتقار و احتیاج آنہا بایں عارف کامل میرہن شد و محسوس گشت کہ آنحضرت ہرگز عالم
 و امام وقت اند و افراد عالم ہمہ گرداگرد آنحضرت صفوف بستہ منتظر فیوض از آنحضرت
 شد در آن اثناء القا نمودند کہ صاحب این دولت را میرسد کہ بر کسی غیرت نماید۔

یا قوت

روزی (۲۲-۱) آنحضرت نماز عشاء را بہ جماعت شافعی ادا نمودند، می فرمودند کہ
 امام اجل محی السنۃ محمد بن ادریس الشافعیؒ آمدہ با کمال بشاشت و سرور بمالائی شد گوئی

۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن ادریس (۱۵۰-۲۰۴ھ/۷۶۷-۸۱۹م) امام اربعین سے تھے۔ فقہ شافعی کے

مؤسس (وکیل بدر عالم میرٹھی: ترجمان السنہ ۱/۲۴۵-۲۴۶ مع مراجع دیگر)

اظہار الفراح ازیں موافقت نمود۔

یا قوت

وازمواہب عالیہ کہ آنحضرت بآن ممتاز گمہ: ندانکہ آنحضرت سلمہ اللہ سبحانہ باجمعی از اصحاب در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام باعث کاف دوروز و یک شب ماذون گشتند چوں از نماز عشا فراغ یافتند و ہر شریف و ذبیح را از مسجد برآوردند چنانچہ در آن بقعہ شریفہ معمول است و خلوت خاص حاصل شد حضرت ایشان در مواہبہ شریفہ آمدہ مدتی مدید بہ مراقبہ پرداختند و ہمچنین در آخر شب وقت ہیجہ نیز آمدہ مراقبہ نشستند، می فرمودند کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام از کمال بندہ نوازی (۲۲ ب) و نہایت کرم از حجرہ خاص و حجاب مخصوص برآمدہ بر ما نزول فرمودند و آن قدر ما را تشریف بہ آنجناب معلی حاصل شد کہ بہ هیچ چیز مثل آن نہ ظہور نیافتہ بود، ہمچنین وقت ہیجہ محسوس گشت کہ آنحضرت علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام از مقصورہ منورہ برآمدند و از کمال عنایت و لطف این کمترین را در بر کشیدند و این حقیر را الحاق خاص بہ حقیقت او علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ میسر گشت و الحمد للہ علی ذلک۔

یا قوت

در اوائل جمادی الاول چوں بہ زیارت بقعہ رفتند نسبت علیہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ در کمال علو و نہایت لطافت متجلی گشت و کثرت عنایات و وفور الطاف حضرت عباس و کمال اہتمام آنحضرت بہ حال ایشان ہویدا گردید و ہمچنین الطاف حضرت عباس محسوس شد۔

چوں بہ زیارت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ (۲۳-۱) عنہا رسیدند، تلاطم

۱۔ نسخہ ۱۔ مارا آنقدر مشرف باجناب علیہ نسخہ ۱۔ گشت

۲۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرقہ مبارک کی تفصیل کے لیے دیکھئے جذب القلوب ۱۴۳-۱۴۴

امواج نسبت علیہ آنحضرت معلوم گردید و کرم و مطلق بے شمار از آنحضرت فہمیدند و دریافتند کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایشان را بہ خودی کشید گویا میگویند کہ تو از ان مای و مہمان مای گفتند کہ قبل ازین معاملہ خود را بہ صدیقہ حبیبہ مایل تری یا فتم از جہت کثرت عنایات او رضی اللہ تعالیٰ عنہا، چون از بقیع برگشتہ بہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام رسیدم و در بحار نسبت فاطمہ زہرا مستغرقم نسبت علیہ صدیقہ حبیبہ شرف ظہور فرمود و علیہ رو آورد با وجود تحقیق و استہلاک و حالت متقدمہ در نسبت شریف صدیقہ حبیبہ نیز استغراقی پدید آمد بعد از ان در ہماں مقام ہر یکی ازین ہر دو بزرگ بہ نفس نفیس خود را ظہور نمودند و مرا بہ خودی کشیدند حضرت فاطمہ زہرا بر کتف میس ظاہر شدند و حضرت صدیقہ بر کتف یسار، و از وقت مغرب تا نماز عشا ہمیں معاملہ در میان ایشان (۲۳-ب) می گذشت بعد از ان در مسجد شریف چنان معلوم شد کہ نسبت حضرت زہرا بتول غالب آمد و نسبت شریف ایشان مایل بہ بیاض می یافتم و نسبت صدیقہ حبیبہ را بہ حجرہ متمثل میدیدیم بعد از ان در مواجہہ حضرت رسالت خاتمت علیہ الصلوٰۃ والسلام رسیدہ شد، ہمیں معاملہ آنجا ہم ظاہر شد کہ ہر یکی مرا بہ خودی کشید و حضور شریف آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ نسبت صدیقہ ہم قوت و استیلا پدید اگر گویا بنا ہر دو نسبت متساوی شدند، بعد عشا کہ حضرت ایشان بہ منزل آمدند و با مخدوم زاد ہا کبار عالی تبار حکایت میکردند فرمودند کہ تا حال ہماں معاملہ در میان است و من در فرح و سروری ام کہ ہرگز فوق آن متصور نہ باشد از کثرت عنایات این قسم دو بادشاہ عالی شان بہ حال این مسکین ضعیف۔

یا قوت

حضرت ایشان طالت حیوۃ و دامت برکاتہ (۲۴-۱) بتاریخ سیزدہم جمادی الاولیٰ

۱۔ معلوم گردید..... دریافتند۔ نسخہ ۱، ندارد
۲۔ مایل بہ بیاض..... در مواجہہ۔ نسخہ ۲، ندارد

بعد از فراغ نماز جمعہ بسلام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ رفته در مواجہہ کریمہ ایستادند فرمودند
چون از ارسال صلوات و سلام فارغ شدیم خلعتی عنایت شد و چنان معلوم گردید کہ این
خلعت از عنایات حضرت صدیق اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از آن در ہماں مجلس و مقام
خلعتی دیگر بر خود یافتیم ہمیدیم کہ این از تلافیات حضرت فاروق اعظم است رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و این ہر دو خلعت رنگت جداگانہ دارد اول سُرخ رنگ است و دومی زرد قام و ہنگام
رجوع از آن مقام عالی خلعتی ثالث سبز رنگ بہ من نزول فرمود القا نمودند کہ این مرحمت است
از حضرت خیر البریہ علیہ و علی آلہ الف الف صلوة والسلام و تحیۃ۔

یا قوت

در بیان عظمت جناب سرور و استغناء و محبوبی و رحمت عامہ او صلی اللہ تعالیٰ (۲۴ ب)
علیہ و علی آلہ و سلم می فرمودند محسوس میگردد کہ وجود شریف او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات
مرکز جمیع عالمیان است از دورہ عرش تا مرکز فرش و ہمہ مخلوقات از ملک و حور و انس و جن
و سایر جنود الہی بل شانہ بوی محتج اند و از وی فیض بزند فیض حقیقی ہر چند وہاب مطلق
است بل شانہ اما اقسام افاضات بہ ہر کہ میرسد بہ توسل شریف اوست و مہابت ملک و
ملکوت باہتمام او انصرام می پذیرد و شاید میگردد کہ شب و روز انعامات بر کافہ مخلوقات از
روضہ مطہرہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ علی سبیل الاتصال فالفیض است کما یفتح افواه
القرب و مَا اِذَا سَلَاسِلُكَ اِلَّا رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ میفرمودند کہ باین کہ عموم رحمت
و شمول شفقت استغناء و عظمت محبوبیت کہ لازمہ مقام خاصہ اوست بر وجہ اتم و اکمل ثابت
است (۲۵-۱) لہذا در عرض احتیاج بہ جناب او بہ وسائل اعتیلج می افتد و اظہار امری
در آنحضرت بے توسل صعب می نماید۔

یا قوت

شب شنبه بیست و یکم جمادی الاولیٰ حضرت ایشان سلمه اللہ سبحانہ بعد از فراغ نماز عشاء در خلوت بہ مخدوم زادہای عالی درجات طالت حیوتم ہم افادہ نمودند کہ از شب گزشتہ کہ شب جمعہ باشد مقدمات ظہور اسرار تلاطم امواج انوار می یافتیم امروز اسراری بر ما اضافہ نمودہ اند کہ باشارہ ہم نمیتوانیم، القا نمود و اگر چیزی از ازل بظہور رسد قطع البعلوم و ذبح الحلقوم آری اگر بعض مقامات ان اشارہ نمایم می سرزد و آن آنست کہ بعضی از مشائخ کون و برون در میان شیخ کامل و مرید مستعد اثبات می نمایند یعنی چیل شیخ کامل می خواہد کہ کمالات خود را در مرید صادق افاضہ نماید از خود (۲۵ ب) غائب شدہ در نفس مرید ظاہری شود و درین ہنگام مرید بہ تمام بہ رنگ مرشدی برآید و بہ حقائق و لطائف او متحقق می گردد و فرمودند کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس این معاملہ را از خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت بہ خود اثبات می فرمودند الحال این فقیر نیز این قسم معاملہ عظمہ را از آن جناب عالی نسبت بہ خودی یا بدایں معاملاتی در میان آمدہ است کہ در حق آن توان گفت لا عین رأیت ولا اذن سمعت می فرمودند کہ اشعار نعت و قصائد مدحیہ کہ آنست بر رسم قدیم می خوانند ہمہ را بہ خود منسوب می یافتیم در این اشارہ مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ از آنحضرت عالی منزلت سوال کردند آیا این کون و برون عین فنار بقار است کہ در قوم متعارف است یا امریست و رای آن فرمودند این معاملہ غیر فنار و بقا است (۲۶-۱) و ممتاز است از ازل بہ خصائص کہ آن جایافتہ نمی شود حضرت ایشان دامت برکاتہ می فرمودند کہ در اکثر اوقات بخنور روحانیان و اہل سموات و غیر آنہا از جنود حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ در خدمت روضہ مقدسہ منورہ مشہود میکرد و خصوصاً بر بالای قتبہ مبارکہ و خارج مسجد شریف آن قدر اجتماع جنود ظاہری می شود کہ در داخل مانند آن مری نمی گردد و می تواند کہ سر درین معنی آن باشد کہ از راه تلاطم انوار درونی تاب درک و ادراک نمی ماند بہ خلاف بیرون کہ انوار درونی کمتر ظاہر میشود۔

یا قوت

می فرمودند کہ قبلہ الاولیاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ مرابہ اسرار خفیہ بیشتر ساختہ بودند و من ہر چند آن معاملات را در خود ملاحظہ می نمودیم از راہ علو آن اسرار و معاملات گاہ (۲۶-ب) گاہ غلبان می شد و ترویجی انداخت بحدی کہ در حضور حجرہ منورہ مطہرہ نقاب از چہرہ و آن اسرار بطرف ساختہ ظاہر کردند کہ مرابری وصول مطلوب و در طریق است طریق است کہ حصول آن عاجز باعتبار امالت نیست و آن طریق احساہ است و طریق دیگر سلوک آن بہ توسط ضمینیت است و آن طریق انابت است بدانکہ طریق اقل اقرب است بہ وصول چنانکہ ظاہر است و در طریق ثانی الطاف و اعطاف حضرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از حد یافتہ می شود۔

یا قوت

بتاریخ روز دوشنبہ ششم جمادی الاخری حضرت ایشان بہ زیارت اہل بقیع رفتند

۱۔ سوانح نگارین نے حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار کی پانچ اقسام بتائی ہیں۔ اول وہ اسرار جو آپ نے خود تحریر فرمائے، دوم وہ جو آپ نے تحریر تو نہیں کیے لیکن اپنے فرزندوں اور خلفاء سے بیان فرمائے، سوم وہ اسرار جو آپ نے صرف اپنے فرزندوں پر ظاہر کیے، چہارم وہ اسرار جو آپ نے غلوت میں حضرت خواجہ محمد معصوم سے بیان کئے۔ پنجم وہ اسرار جو بیان ہی نہیں کیے گئے اور دانہ ہی رہے۔ (مقامات معصومیہ ۶۲)

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کو اسرار حضرت مجدد کی غایت درجہ اطلاع تھی ان اسرار کو حضرت خواجہ نے اپنی بیاض خاصہ میں تحریر فرمایا تھا، یہ بیاض خواجہ محمد ہاشم نے دیکھی تھی، لکھتے ہیں:

این مخدوم زادہ را غایت اطلاع است بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ غیر آن از اسرار خاصہ کہ در غلوات از زبان مبارک آنحضرت (مجدد الف ثانی) شنودہ اند و بعضی را از انہا در بیاض خاصہ خود تسوید فرمودہ چہل بایں بندہ نظر عنایتی داشتند و محرم می دانستند با کثر آنہا اطلاع بخشیدہ بودند بہ نقل بعضی

اجازۃ فرمودہ (زبدۃ المقامات ۳۱۸)

بعد از مراجعت می فرمودند کہ بہ ہر قبری از قبور متبرکہ می شستم چنانچہ عنایات صاحب آن قبر بہ حال خود شاہدہ می کردم ماہمچنان (۱-۲۷) انتظار اہل قبور دیگر کہ ارادہ زیارت آنہا داشتیم معانہ می نمودم واجتماع ایشان برای ملاقات من، ہمواجتماع برہمان عزیز و برغایت مرغوب کہ غیر مترقب وارواست می یافتیم، چون از زیارت امیر المومنین حضرت عثمان علیہ الرضوان فارغ گشتم خلعتی تازہ بر خود یافتیم معلوم گردید کہ ایں عطیہ حضرت عثمان است چون بر روضہ منورہ سیدنا ابراہیم علی ابیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام رسیدم دیدم کہ بہ جانب ما برآمدہ و خود را بہ من ملحق ساخت گا بہی در کنار من می آمد و گا بہی بہ کمال مہربانی معانقہ می کرد و آنحضرت نور صرف در نظری در آمد چہرہ چہیں نہ باشد کہ او علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام در شان آن جگر گوشہ چہیں فرمودہ اند لو عاش لکان نبیاً۔

می فرمودند التذادی (۲۷ ب) کہ از ظہور نسبت و عنایات آنحضرت علی ابیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام یافتہ ایم و اہتمام آن عالی ثراد نسبت بہ خود ہمیدہ آن التذاذ از من رفتنی نیست و ہمچنان صحابہ کہ در روضہ منورہ ادرضی اللہ تعالی مدفون اند، مثل عبداللہ بن مسعود وغیرہ او ہمہ حاضر شدند و بہ عنایات بسیار و اشفاق بے شمار ما را احاطہ کردند بعد ازاں بہ مرقد امام اہل مالک ابن انس رسیدیم کہ بہ شتابی تمام جانب ما برآمدہ ملاقات بہ کمال بشتاد و سرور بر رسم ملاقات عرب کرد چہ ملاقات ایشان در کمال انبساط است و ایں رسم در غیر ایشان نیست بعد ازاں عنایات و مہربانیہای ازواج مطہرات زیادہ از حد یافتیم چنانچہ شفقت مادر در حق ولد خصوصاً اشفاق صدیقہ حبیبہ کہ مخصوص (۱-۲۸) بیچ وقت نیست

۱۔ نسخہ ۱۔ بر عزیز۔ ایں جا بر زاد است۔

۲۔ روضہ منورہ حضرت ابراہیم بن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل کیلئے دیکھئے جذب القلوب ۱۶۸ بعد ۳۔ نسخہ ۱۔ گاہ

۴۔ حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (۹۳-۱۷۹ھ/۷۱۱-۷۹۵ء) اہل سنت کے ائمہ اربعہ میں سے تھے اور فقہ مالکی کے مؤسس، احوال و افکار کیلئے ملاحظہ ہو: بدر عالم میرٹھی: ترجمان السنہ ۱/۲۴۱-۲۴۴

بلکہ پیوستہ می یا ہم، چچناں الطاف کثیرہ از زہر بتول علی ایہا و علیہا الصلوٰۃ والسلام
بہ ظہور پیوست و شفقتہا اہل بیت از بنات مطہرات و امیر المؤمنین حضرت عباس و حضرت
حسن و کذا لک از ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم از تعداد خارج مفہوم گشت چوں بہ سرتربت
عارف ربانی خواجہ محمد پارسیا قدس سرہ رسیدیم بہ کمال بشارت و خصوصیت برآمدہ گرمیہا و
کہ بہا فرمودند در آن وقت نسبت ایشان را در کمال صفا و لطافت فوق ظلال یافتیم۔

چوں از بقیع برآمدہ بر دروازہ قلعہ رسیدند ساعتی ایستادہ متوجہ روحانیت امام اسماعیل
بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ دروں قلعہ مدفون است، شدند، ایشان در کمال
علو شان و نہایت لطف و احسان بر آنحضرت (۲۸-ب) ظاہر شدند۔ مخفی نہاند کہ حضرت
مخدوم زادہ عالی درجہ مخزن الاسرار احوال حقایق آگاہ شیخ آدم را در رسالہ اصل بایں عبارت

۱۔ حضرت خواجہ ابوالفتح محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری ملقب بہ خواجہ پارسیا (۶۲۹ھ - ۷۸۲ھ / ۱۳۴۸-
۱۴۲۰ء) سلسلہ نقشبندیہ کے معروف ترین بزرگوں میں سے تھے، سوانح نگاروں نے آپ کی کئی تصانیف
کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں سے فصل الخطاب اور رسالہ قدسیہ (در ملفوظات حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند
قدس سرہ) بہت مشہور اور متداول ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱۔ کاشفی : رشحات عین الحیات - طبع تہران ۲۵۳۶ ش ۱۰۱/۱ - ۱۰۴

۲۔ جامی : نفحات الانس - طبع ایران ۳۹۳ - بہ بعد

۳۔ رسالہ قدسیہ مقدمہ مفصل نوشتہ احمد طاہری عراقی - طبع تہران ۱۹۷۰ء

۴۔ رسالہ قدسیہ مقدمہ نوشتہ ملک محمد اقبال - راولپنڈی

۵۔ محمد اختر چیمہ : شخصیت عرفانی و علمی خواجہ محمد پارسیا۔ مقالہ مشمولہ مجلہ دانشکدہ ادبیات و علوم

انسانی - دانش گاہ فردوسی - مشهد - ایران شماره ۳ - سال ۱۰۱۳۵۳ ش - ۴۶۷ - ۵۲۰ -

ترجمہ اردو مقالہ ہذا از عارف نوشاہی شامل رسالہ نو سلام شہر قیور اولیائے نقشبندیہ

۶۔ صاحب روضۃ القیومیہ کے متضاد بیانات کی بدولت عوام میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت شیخ آدم
بنوڑی کے مابین تعلقات کی کشیدگی اور اس سلسلہ میں دونوں حضرات کی رقابت ذہن نشین ہو گئی ہے۔ اس لیے
ہم نے اس موضوع پر اس کتاب کے مقدمہ میں مفصل بحث کر کے حقیقت حال کا اظہار کیا ہے۔

آوردہ فقیر نیز اقتدا یا نشان نموده ہماں عبارت بعینہا ایرادی نماید و اما احوال ایشخ آدم فقیہ بعض تفصیل تذکرہ فی ورقہ انشاء اللہ تعالیٰ لیکن این قدر مسموع گردید کہ حضرت ایشان ہر گاہ بہ بقع می رفتند بر تربت شیخ مشارالیه رسیدہ مراقب می شدند الا ان یشاء ربی شیئا بالحلہ درین باب غور بسیار فرمودہ اند۔

تذیل^۱ بعد از القار این کلمات آنحضرت دامت برکاتہ فرمودہ اند کہ در بقعات مبارکات مزارات متبرکات بقع نسبت من ظہوری عجیب و انجلائی غریب پیدا کردہ و قرب و منزلت خود را آنجناب اقدس او تعالیٰ مشاہدہ کردم محسوس گردید کہ تمام عالم از نور آن نسبت (۱-۲۹) متلی شد و مکونات عالم ہمہ صفوت بستہ گاہی خلعت نمودارند گردا گرد من و من در میان امام و مرئی شد کہ فیوض و برکات گوناگون کہ از حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نسبت بہ کافہ خلایق میرسد ہمہ آن بتوسط این درویش میرسد و سائر مخلوقات چہ اولیاء و چہ غیر آنہا منتظر حصول برکات و ترقیات ازین ضعیف اند و اکثر اوقات دوات و قلم را نزد خود حائری یابم برائے تصحیح بہات ملک چنانچہ ذریعہ اعظم دربار سلطان ذی شان نسبت و قدرت دارد آن حالت در خودی فہم باوجود ظہور اسرار غریبہ کہ در این خدمت جلیل القدر من مرحمت فرمودہ اند از خفایاء اصالت و محبوبیت بعد از ال فرمودند کہ ہر چند این نسبت ظہور و غلبہ می نمود من متعجب و مستحی می شدیم کہ (۲۹-ب) در حضور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ظہور نسبت دیگری چہ کنجائش دارد اما از آنکہ این حالت ہم اثر عنایات و تہمت برکات آنحضرت است آن ہمہ را از طفیل این اکابر دانستہ متلی و شادمان بودم۔

یا قوت

یک باری آنحضرت از زیارت بقع برگشتہ فرمودند از کثرت حصول خلعات ازین

۱ نسخہ ہا۔ یا قوتیہ ۲ نسخہ ہا۔ گردیدم ۳ نسخہ ہا۔ خلقات

مزارات متبرکه که فی الحقیقه کنایت از حصول نسبتهای آن عزیزان است متعجب ام که انواع خلعتهای رنگارنگ هر یک از دیگر ممتاز و بر خودی یابم و از خوشندگی انوار آنها منفرج بعد از آن از زبان گوهر نشان فرمودند که حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و افاض علینا برکاتهما آن قدر شده فنا و الحاق به جناب سروری دارند علیہ و علی آلہ الصلوٰات و التسلیات و در حضور شریف آنحضرت علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰات و سلام بدرجہ خود را (۳۰-۱) کم ساخته اند که بر عموم زائرین حضور آنحضرت رضی اللہ عنہما و ظهور عنایات ایشان و اخذ فیوض و التماس امری بر آن عالی درجات خلی دشوار است مگر شخصی که الطاف آنحضرت بروی زیاده از حد باشد بسیار خودی دریں باب بکار برد مترصد حصول عنایات ایشان گردد، چنانچه از کمال و کرم خلعتهای خاصه خود باین حقیر مرحمت فرمودند بخلاف حضرت امیر المومنین عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چوں از حضرت رسالت فاتمیت اندک به فرق مدفون اند ظهور جدای دارند لهذا هر وقتی که به زیارت ایشان رفته می شود و معاملات و اسرار در میان می آید۔

یا قوت

روز پنجشنبه بتاریخ شانزدهم جمادی الاخری آن عالی حضرت به زیارت اہل بقیع و حصول رخصت از اکابر آن مقام رفته قریب مزار پُر انوار امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ (۳۰-ب) عنہ نشستند و پس از وداع از آن معدن حیا بر مزارات دیگر جلسہ نموده فرمودند که امیر المومنین حضرت عثمان بکمال الطاف و مہربانی به وداع برآمده مرا بوسه دادند و خلعتهای گوناگون پوشانیدند و وداع کردند و همچنان بر مزار عنایتهای بسیار و الطاف بے شمار مشاہدہ کردم بعد از آن روز دوشنبہ مرتبہ دوم برای وداع اہل بقیع رفتند فرمودند کہ من از امیر المومنین حضرت عثمان از راه حضور بعد از وداع بسیار سستی بودم چه حضور ما غالباً در خدمت گرامی ایشان برای طمع عطیہ است و اخذ موبہبت چوں

نزد مزار پُر انوار معدنِ حلم شستم مخطور خاطر حزین کہ دند کہ پیش ازین وداع و خلعت
حاصل شدہ است و امروز مارا بہ جز صحبت حضور نصیبی نیست بعد از برخواستن خلعت دیگر
در غایت لطافت بہتر (۱-۲) از خلعت ہای اولی مرحمت شد، فرمودند کہ در مزارات
متبرکہ معاملہ حضرت امیر المومنین از ہمہ مستثنیٰ است و منزلت و مرتبت او ممتاز است از
دیگران، اگرچہ بعضی از امہات مومنین در ابہت و انوار با حضرت مشارکت دارند، لیکن
ایں قسم افاضہ عطیات و تفقد در او کہ ثمرہ خلافت نبوی ست امریست جدا۔

یا قوت

دو مرتبہ آنحضرت بہ زیارت سید الشہداء امیر المومنین حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مرقد
شریف ایشان نزدیک جبل احد کہ قریب سہ منزل از مدینہ منورہ باشد رفتہ اند و بر آن
عالی حضرت نسبت شریف و قرب منزلت ایشان از جناب سرور می علیہ الصلوٰۃ والسلام
و التحیات ظاہر شدہ و عنایات و الطاف در بارہ خود دریافتہ اند۔ می فرمودند (۳-ب) کہ
بعضی اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آن قدر عنایات و تفقد احوال در بارہ
خویش مشاہدہ می افتد کہ چہ بیان آن نماید۔ در بقیع متبرکہ آن قدر الطاف کہ از امیر المومنین
عثمان و صدیقہ و سیدنا ابراہیم و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و جماعتہ کہ در روضہ
سیدنا ابراہیم مدفون اند و امام اسماعیل ابن امام جعفر صادق و محمد زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
نسبت باین حقیر فایض می شود کہ زیادہ از دیگران است۔

یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ بہر دو مخدوم زادہ عالی درجات اعنی

۱۔ نسخہ ۱۔ اول

۲۔ جنت البقیع کے ان مزارات متبرکہ کی تفصیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب
میں بہت عمدہ طریقہ سے دی ہے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند و حضرت محمد علیہ السلام سبھا اللہ سبحانہ خطاب کرده، فرمودند کہ بہر
دو شما از جانب سروری علیہ و علی آلہ الف الف صلوات و سلام۔ دو دستار معمول از سیم و
زمر حمت شد (۱-۲۲) و ہر یکی ازیں ہر دو مخدوم زادہ ختم قرآن را بہ تمام خواندہ باجناب
معلی ہدیہ و تحفہ گذارندہ بودند در صلۃ آن بایں مرحمت ممتاز گشتند۔

یا قوت

ہموارہ حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ بعد از نماز فجر در محراب حضرت عثمان در مواجہہ
کریمہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام رفتہ حلقہ ذکر با اصحاب بر طریق معبودی نمودند۔
روزی بعد از فراغ نماز اشراق فرمودند کہ امروز مشہود گشتہ کہ گویا حضرت رسالت خاتمیت
علیہ الصلوات والسلام والحمیۃ از روضہ منورہ برآمدہ بطرف این حلقہ متوجہ اند و دوبارہ
سلطنت و حشم و افواج از روضہ مبارک برآمدہ می آیند و ریں اشارہ و چندی از خواصان
کہ در منزلت و مکان نزدیک پایہ حضور اند برآمدہ اند فرزندار جہند محمد عبید اللہ ہم بہ
لباس عالی و زیور آراستہ در ہماں (۳۲-ب) خواص داخل است و نزدیک می آید اللہ
سبحانہ الحمد۔

یا قوت

می فرمودند کہ در میان نسا و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہن خدیجہ کبریٰ، عائشہ
صدیقہ و زہرا بتولؑ شان علیحدہ دارند و بحضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوات
والتسلیمات قرب و منزلت دیگر دارند کہ دیگران را این شان و منزلت نیست و آن
ہر سہ بزرگ با یک دیگر ہم در علو شان دست و گریبان اند اما این قدر مشہود می گرد کہ
حضرت صدیقہ را اتصافی است خاص و در معاملات وارودہ داخلہ زیادہ از دیگران می نماید

۱۔ ان مخدوم زادوں کے حالات ہم نے مقدمہ میں درج کئے ہیں۔ ۲۔ نسخہ ہا۔ خواصان

۳۔ از داج مطہرات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۴۔ دختر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

وحضرت خدیجہ و حضرت زہرا در کمال قرب بہ وقار و سکینہ ظاہری شوند و کل وجہتہ و العلم عند اللہ سبحانہ۔

یا قوت

در ایام اقامت مدینہ منورہ آنحضرت روزی در خلوتی بر مولانا بدرالدین سلطان پوری (۳۳-۱) کہ از اجلہ خلفاء ایشان ست و از فحول علماء متوجہ بودند کہ خلیل الرحمن علی نبینار و علیہ الصلوٰۃ والسلام بر آنحضرت ظاہر شدند و آنحضرت علیہ السلام از نہایت کرم بکمال انبساط و رفع حجاب از عقب مولانا مشار الیہ آمدہ در برگرفتند و بخش نمودند و قبل ازین معاملہ حضرت ایشان مولانا مذکور بہ دخول در دائرہ ولایت ابراہیمی و حصول کمالات آن ولایت بیشتر گردانید بودند و نیز در ایام اعتکاف در مسجد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام روزی حضرت ایشان در مواجہہ شریف با مولانا مذکور مجلس سکوت داشتند بعد از برخاستن فرمودند کہ خلعت خلعت بہ دی مرحمت شد الحمد للہ سبحانہ علی ذالک۔

یا قوت

حضرات مخدوم زادہای عاں درجات نقل کردند کہ روز دوشنبہ بیستم جمادی الاخری (۳۳ ب) حضرت ایشان وقت انتقال از مدینہ سکینہ برانے رخصت از خدمتہ علیہ منعمہ موجودات و سرور کائنات خواجہ دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درآمدند، می فرمودند کہ در نماز ظہر بودم نزدیک محراب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ گریہ از حزن فراق و الم و داغ بر من غلبہ کرد و در ہمیں غم و اندوہ بودم کہ از جانب مقصورہ کریمہ و روضہ معطرہ سطوات انوار و شمت سلطنت طلوع خود و حضرت رسالت عاتیت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیات بہ کمال ابہت و نظاہر عظمت از حجرہ کریمہ برآمدہ برماندول فرمودند و از نہایت کرم خلعت آج سلاطین در غایت علو و نہایت رفعت کہ برگز مثل آن مرئی نہ شدہ است باین حقیر

لحہ نسخہ ۱، مولانا۔ مولانا بدرالدین سلطان پوری کا ذکر مکتبہ کتاب حاضر میں ملاحظہ کریں۔

پوشانیدند محسوس میگشت کہ بر آن تاج طرہ شرافت (۳۴-۱) کہ بالای آن لعل عالی تعبیه کرده اند و چنان مستفاد میشد کہ این خلعتی است خاصہ کہ از بدن شریف آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام متخلع شدہ است، مثل خلعات دیگر نیست بعد از آن برای بعضی فرزندان خود کہ در آن سفر رفیق بودند و آن وقت بامن حاضر بودند در آن عالی حضرت برای حصول خلعت التجا و تضرع نمود از کمال بندہ نوازی بہر یکی از آنها خلعات متعدودہ مرحمت شدہ، بعد از آن بہ مواجہہ شریف رفتہ، ہمیں معاملہ مشاہدہ کردم می فرمودند کہ دریں ہر دو مقام محراب خاصہ و مواجہہ گرمیہ دوستی پہلوی من ایستادہ و برای حصول رخصت رفتہ برای او نیز متضرع کردیم کہ خلعتی بوی ہم مرحمت شود و در معرض قبول نیفتاد این معنی مرا بر کمال التجا آورد، بعد از تضرع بسیار متمثل بہ صورت (۳۴ ب) شد کہ چیزی از قسم خلعت بوی ہم عنایت شد، چنانچہ در آن وقت بردتار او متماز می نمود، این حقیر گوئید عفی عنہ دریں مکاشفہ گویا تعبیر کن واقعہ بہ ظہور پیوست کہ آنحضرت سلمہ اللہ سبحانہ قبل ازین در راہ جہاں آباد دیدہ بودند و آن چنین است کہ فرمودند امشب می بینم کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ امامت نمازی نمایند و خلایق بسیار عقب آنحضرت صف بستہ اقتدار کردہ اند فقیر و برادر بزرگ ما خواجہ محمد صادق و خواجہ محمد سعید قدس سرہ ہما در صف اول ہستیم و پس حضرت مجدد الف ثانی در عین نمازی فرمایند کہ از محمد معصوم با این رسید و این رسید تعداد اموری نمایند و ہمچنین ہر دو برادر بزرگ ہمیں کلمہ رامی گویند کہ از محمد معصوم بہ حضرت مجدد الف ثانی فلاں فلاں رسید دریں اشارہ گویا جانب حضرت و ہاب عز شانہ و علم العامہ خطاب بہ حضرت مجدد الف ثانی (۱۳۵) می رسد کہ او را آرائش نمایند گویا حضرت مجدد معروض میداند کہ چہ قسم آرائش نمایم حکم می رسد کہ تاجی بر سر او بگذارید و لعل در آن تعبیه کنید کہ روشنی ز سر تا قدم رسد و تمام نور رود و انتہا۔

لے نسخہ ۱ کے حاشیہ پر منہ رجہ ذیل عبارت کا اضافہ جو نسخہ ۲ میں نہیں ہے :

بر من دائرہ ظاہر شدہ معلوم شد کہ دریں دائرہ بیچکس نیست غیر از اولاد تو بعدہ شہادت الدائرہ تحت

فرايت في خلفای و پیغمبروں میں : نسو ہوا گرفتہ

یا قوت

می فرمودند کہ اعطای خلعت عبارتست از افاضہ نسبت خاصہ و معاملہ مخصوصہ کہ اول دلیل و اعدل مشاہد است بر خصوصیت تمام و عنایت کامل از معطی بہ معطی کہ در نظر کشفی آن عطیہ متمثل بہ خلعت می گردد بہ خلاف سائر عنایات کہ باین خصوصیت نباشد بہ خلعت متمثل نمی شود و لہذا بر چند درمواجمہ شریفہ برای حصول خلعت برای بعض یاران مخصوص متضرع شدیم اثر آن ظاہر نہ شد بر چند التفات و عنایت بر آن جماعت محسوس می شد مگر بہ بعض فقیر زادہا کہ از محض کرم و صرف فضل خلعات بآنها عنایت شد (۲۵ ب) فافہم!

یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ چون بہ اماکن شریفہ حرمین شریفین رسیدہ اند و محبت آن بقاع غلبہ کردہ بہ دیار ہند بسیار متوقف و متردد بودند چون وقت بر آمدن قافلہ از مدینہ منورہ نزدیک رسید آنحضرت درمواجمہ کریمہ در روضہ منورہ رفته، لمحتی و متضرع شدند تا مرضی جناب مقدس سروری را علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم نمایند کہ اقامت مقبول آن در کجا است یا رجوع بوطن مرضی است، کمال رضا در عود باین دیار مستفا و گردید و اشارہ صریح صحیح بر رخصت بویا شد، درین اثنا بہ خاطر مبارک حضرت ایشان رسیدہ ^۱ ولد اکبر سلطان وقت کہ دشمن شریعت غرار و اہل آن بودہ خصوصاً بہ منتسبان این سلسلہ علیہ یتما بہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی نقار واکشتہ و پیوستہ در صداد افزار آن جماعت بود

۱ نسخہ ۱، ندارد ۲ نسخہ ۱، گرفتہ ۳ نسخہ ۱، شخص از دیار ہند،

ولد اکبر سے مراد داراشکوہ ہے اور سلطان وقت یعنی شاہ جہاں بادشاہ کی طرف اشارہ ہے۔

۲ چونکہ حضرت خواجہ محمد معصوم اعلانیہ اورنگ زیب کے حامی تھے اس لیے داراشکوہ

آپ کے اور اس خاندان سے منسلک افراد کے خلاف تھا۔

(مقدمہ ہذا میں تفصیل ملاحظہ کریں۔)

مخطور گردید درین باب التجاہ بنجاب معلی آوردند، می فرمودند، محسوس گشت کہ حضرت
(۱-۳۶) رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات ظاہر شدند و بدست مبارک
آنحضرت شمشیر برہنہ است اشارہ بہ قتل وی می نمایند فوق کما اشار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
و سلم۔

و قبل ازین بہ چندین سال حضرت ایشان سلمہ اللہ تعالیٰ بہ جدلان را دورفت و
علو و ظهور معاملہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) در روضہ حضرت مجتہد الف ثانی قدس سرہ مبشر گردیدہ بودند
فکان کما رای فانہ کما مہ له ومعجزہ للنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (از نتائج المحرمین)

یا قوت

چوں از مدینہ سکینہ برآمدہ متوجہ مکہ معظمہ شدند در راہ با آنحضرت مرض وجع مفاسل
عارض شد روزی در اشتداد مرض فرمودند کہ حضرات عالیات زہرا بتول و صدیقہ حبیبہ و
ابراہیم ابن النبی علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات حاضر شدند کویا بہ عیادت آمدند (حضرت
فاطمہ برہمیں ظاہر شد) حضرت صدیقہ بریسا و حضرت ابراہیم بر سینہ نمودار گشتند و ہمہ این
عزیزان الطاف و عنایات بسیار نمودند (۲۶ ب) خصوصاً از صدیقہ مواہب و عطایا و

لے نسخہ ۱۰۹ حاشیہ

۱۰ حضرت خواجہ ۱۰۶۷ھ میں حج کے لیے گئے تھے اور اسی سال شاہ جہاں کے فرزندوں کے مابین
تحت نشینی کے لیے کش مکش کا آغاز ہو چکا تھا اور اورنگ زیب ایک راسخ العقیدہ شہزادہ تھا۔
اس لیے تحت نشینی کی اس جنگ میں علمائے حق نے اس کا ساتھ دیا جن میں حضرت خواجہ کا
اسم گرامی سرفہرست ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا۔

۱۱ تو سین میں منقول عبارت نسخہ ۱۰۹ میں نہیں ہے۔

۱۲ تحت نشینی کی جنگ سے چند سال قبل اورنگ زیب سرہند میں حضرت مجتہد الف ثانی قدس سرہ
کے مزار مبارک پر حاضر ہوا تھا جہاں حضرت خواجہ نے اسے ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی
تھی یہاں اسی حاضری کی طرف اشارہ ہے۔ ہم نے مقدمہ میں اس کی تفصیل دی ہے۔

۱۳ اس مرض کا ذکر سابقہ حواشی میں کیا جا چکا ہے۔

۱۴ نسخہ ۱۰۹۔ ابن۔ نذارد۔ این فقرہ در نسخہ موجود نیست

الطاف بے شمار ہویدامی گردد، اکثر اوقات آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضری شوندد۔

یا قوت

چوں بدوای صفر رسیدند، بعد از نماز عصر بر مزار ابوذر غفاری رفتہ، ساعتی مراقب شدند نسبت شریف ایشان بہ کمال الطاف ظاہر شدی فرمودند کہ در آن وقت ہدیہ ازاں جناب نسبت بہ خود نیافتم (چوں از نماز فارغ شدیم خلعتی نو در بر خود نیافتم) معلوم گردید کہ تحفہ آن جنابست۔

یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ چوں بہ نواحی خلیص^۱ کہ سہ منزل از مکہ مبارکہ است رسیدند فرمودند کہ مشاہدہ می گردد کہ تمام این بقعات مبارکات بانوار کعبہ حناء مملو است و بہجوم ملائکہ و روحانیات دین صحر محسوس می گردد بعد ازاں فرمودند کہ توجہ بہ کعبہ مبارکہ و التفات آں کاتب این ضعیف معلوم می شود۔

یا قوت

چوں حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ بہ حرم نزدیک رسیدند معلوم گردیدہ (۱۰۳۷) کہ انوار عظیمہ اطراف و جوانب مکہ مکرمہ را در گرفتہ است و در طواف عنایات بزرگ از حضرت کعبہ دریافتہ اندی فرمودند کہ چوں خلف مقام دو گانہ طواف ادا نمودیم، حضرت خلیل الرحمن علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر شدند و حضور خاص و اتفاق عجیب آنحضرت را باین مقام اعلیٰ معلوم گردید و اسرار خلعت شرف ظہور فرمودی فرمودند کہ تمام مقام باین اسرار خلعت مملو نیافتم۔

باید دانست کہ معاملاتی کہ بر آنحضرت در کہ تشریفہ بعد از رجوع از مدینہ مکرمہ روی نموده است بہ تفصیل در فصل اول ذکر یافتہ است۔

۱۔ یہ عبارت نسخہ ہامیں نہیں ہے۔ ۲۔ نسخہ ہا۔ نبوی

۳۔ صفر۔ اور خلیص کیلئے حسانت کے اردو ترجمہ کے حواشی ملاحظہ کریں۔ ۴۔ نسخہ ہا۔ معظّمہ

خاتمہ

دربیان مہتمات و ملحقات عرب کہ بر آن عالی حضرت سلمہ اللہ سبحانہ ظاہر گشتہ
متضمن است بر چہار روایت۔

یا قوت

دربند رخصت شب بیست و ہفتم شہر رمضان در نماز تراویح کہ مخدوم زادہ عالی منزلت
حضرت خواجہ محمد عبید اللہ امام بودند و نور برکات تکاثر عنایات بر آنحضرت ظاہر شد آن
مخدوم زادہ خطاب نموده فرمودند کہ در آن وقت (۳۷-ب) بر شما برادران متوجہ شدہ التجانوم
دیدم کہ بر شما از آن برکات ریزش نمودند، بعد از ان بریاران دیگر متوجہ شدم معلوم شد کہ
رشاش بر اصحاب نیز افتاد، چنانچہ بر یکی می ریزند و قطرات بر دیگران می افتد، دللاہن
من کاس الکوام نصیب

یا قوت

بہ عنایت آلہی جل شانہ چون از دریا گذشتہ بہ بندرسورت داخل شدند و مردم بسیار
و طلاب بے شمار از رجال و نایبائے اخذ طریقہ علو کردند و در حلقہ ذکر اجتماع عجیب می شد
گویا بہ مصداق: دَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدَّ خُلُوفَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا بہ ظہور پیوست
روزی در خلوتی بہ حضرات مخدوم زادہ فرمودند کہ امشب وقت سحر دریں حالت متفکر بودم کہ
و در اشتغال بامر ارشاد تحمیر داشتہ کہ آیا این قدر تصرف نمودن در بندہ ہای جل شانہ مرضی او

۱۔ خواجہ محمد عبید اللہ طقب بہ مرجع الشریعہ جامع رسالہ ہذا مفصل حالات مقدمہ کتاب میں ملاحظہ کریں۔
۲۔ القرآن ۱۱۰/۲ (النصر) ۳۔ نسخہ ۱۔ ندارد

سبحانہ باشد یا نہ، بعد ازاں بر ترک این امر عزیم نمودم و طریقہ تجرید را خواستم و خواستم کہ شمارا ہم بر ترک ارشاد و وصیت کنم، چوں ساعتی (۳۸-۱) بر این حالت گذشت و من ہمیں ارادہ عازم صنوف عنایات و انواع الطاف الہی عزیر ہانہ و عم العامرہ ظاہر کردید و تجلی خاص و ظہور مخصوص واقع شد کہ این قسم تجلی کمتر بہ ظہور پیوستہ باشد ہم ساختند کہ معاملہ ارشاد و آنچه از تو صادر می شود و آن ہمہ از ماست و ما میکنیم از تو بیچ اثری در میان نماندہ است می فرمودند کہ در آن وقت مشاہدی شد کہ آنچه از من می شود و ہمہ منسوب باوست سبحانہ و تعالیٰ حتی کہ کلاہ و شجرہ دادن کہ گاہ گاہ بہ بعضی طالبان واقع شد آن را ہم مخصوص و منسوب باویافتیم سبحانہ مخدوم زادہ عالی درجہ صاحب الاسرار و اصل بعد اتمام این مکاشفہ این عبارت آوردہ اند۔

قال الكاتب عصمه الله سبحانه من الخطاء والزلل هذا اللهم الصحيح
الصريح بشارة تامة لكل من اتاب و تاب على يديه و يشهم منه متببه
له اليه و منزلة مريد به فان ذلك كانه منسوب الى الله سبحانه
بلا توسط احد الحمد لله رب العالمين ۔

یا قوت

ولحتم مواهب الحرمین الشریفین بذکر عنایتین استفادہما (۳۸ ب)
اما منا و قبلتنا السید الشیخ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ من الحضرت
العلیۃ العالیۃ اعنی الجناب المقاس النبوی علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات
عنایۃ فی حقہ و اخری فی حق شیخہ امام العالم مجدد الاف الثانی رضی اللہ تعالیٰ
اول آنکہ روزی در مجلس میان بے گانہ و آشنانشستہ بودند، دیدند کہ حضرت
سید الاولین و الآخرین علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات از آسمان نزول فرمودند در کمال

لہ نسخہ بار عاظم ۛ نسخہ بار۔ تعالیٰ

ۛ نسخہ بار۔ استفادنا

ابہت نورانی محض حتیٰ کہ از کثرت شمعشان نور بہ ہستی قشخص نمی شوند بکہ نور صرف متمثل اند و بہجت سروری حضرت ایشان را بوسہ دادند باز بہ آسمان عروج فرمودند۔

دویم آنکہ روزی در ایام اقامت بہ سر بند در واقعہ دید کہ حضرت محبوب رب العالمین علیہ و علی آلہ الف الف صلوة والسلام در خانہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ایستادہ اند و انوار عظیم بر آنحضرت علیہ الصلوات والسلام متلالی است و حضرت مجدد الف ثانی در گوشہ صحن (۱-۳۹) آن خانہ ایستادہ اند و در نسبت خود استغراقی دارند حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوة والسلام از کمال بندہ نوازی کلمات بسیار در مدح ایشان می گویند و می فرمایند سبحان الشدیرین مردم یا درین دیار حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ہمچنین بندہ را بندہ کردہ است کہ فرشتہا بہ مقرب او سبحانہ نزد آدمی آیند و وی بانہا التفات نمی ماند۔

یا قوت

بعد اتمام این رسالہ تشریفہ (چو آن را) در حضور آنحضرت سلمہ اللہ سبحانہ (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) گذرانیدم و بتمام مسموع گردید بہ زیارت روضہ منورہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تشریف بردند و بہ مخدوم زادہ مخزن الاسرار حضرت محمد عبید اللہ فرمودند کہ رفته در حضور پیر و سنگیر خود متوجہ شدیم کہ آیا این ہمہ چیز ہا کہ مرقوم شدہ است اظہار مرضی ہست یا نہ ؟

آنحضرت قدس سرہ ظاہر شدہ آن قدر وفور مہربانی و عنایات فرمودند (۳۹-ب) کہ تا حال این قسم مراحم کمتر بہ ظہور پیوستہ باشند می دیدیم کہ از کمال مرحمت گویا گرداگرد ما میگردند و اظہار فرح و سروری نمایند صباح آن روز بعد از نماز با دعا و بہ حلقہ ذکر مراقب شستم دیدیم کہ دو کس و دو خوان در دست گرفته از ہر دو دروازہ مسجد پیش ما آمدند و حقیقت آنکہ از آنہا

۱ نسخہ ۱- کند ۲ نسخہ ۱- قرین دالۃ الفاظ سے خالی ہے۔ ۳ نسخہ ۱- ندارد
۴ رسالہ ہذا کے بارے میں تمام ممکن الحصول معلومات ہم نے مقدمہ ہذا میں یکجا کر دی ہیں۔

خوب به وضوح نہ پیوست کہ چہ آورده پیش ما نہاد و دیدیم کہ چیزهای درختیدہ چون جواہر و
یواقیت آب دار در آن نہادہ اند و دریں اثنا آن شخص یک تاج مکمل بہ جواہر بر سر ما
گذاشت۔ انتہی۔

راقم حروف گوید عفی عنہ للہ سبحانہ الحمد للہ تسمیہ این رسالہ بہ یواقیت موافق این معرفت
افتاد و وجہ برائے تسمیہ پیدا شد۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(ترجمہ کاتب) (۱-۴۰) قد نمت ہذا الرسالة الشريفة مسمی بہ
حسنات الحرمین بتاریخ ۲۵ شعبان (۲) ۱۰۷۰ تمہ تمام شد۔

حُسنُ مالِکِ حَمِید

اُردو ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنے اولیاء کے دلوں کو عجائب کے نازل ہونے کی جگہ بنایا اور ان کی زبان پر ایسا کلام جاری کیا جو نوا اور پر مشتمل ہے، اور ان کے کلام کو مصیبتوں کے لیے شفا اور دوا بنایا، اور صلوٰۃ و سلام نازل ہوا اللہ تعالیٰ کے حبیب پر کہ علم ان کی تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا، ان کی تعریف کے لیے یہ حدیث کافی ہے کہ اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور آپ کے آل و اصحاب متبعین اور تمام اولیاء اور ان کے متوسلین پر بھی (صلوٰۃ و سلام ہو)

اما بعد، الطاف خداوندی کے طالبوں میں سے کترین محمد شاکر بن بدر الدین احمدی سرہندی (عرض پرواز ہے) کہ جب حضرت قطب الاقطاب، غوث الشیخ والشاب ہدایت معرفت کے خازن، رحمت و برکت کے منبع کے قاسم، ولایت کے انتہائی درجات کے واصل، ولایت کے انتہائی مرتبہ پر فائز، (اسلاف کے) صحیح وارث و تابع، محبت ذاتیہ سے مشرف، منصب قیومیت کے لیے مستعد، کمالات اصالت و ضمنیت کے جامع، مقام محبوبیت کے تازہ ترین اسرار سے بشر اور ملک القیوم کے کامل نور سیدنا، امامنا و قبلتنا حضرت خواجہ محمد معصوم اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے، آپ کی برکات، سایہ اور ارشاد یوم معلوم تک قائم رہے۔

۱۔ توضیحی حواشی کے لیے ملاحظہ ہو حسان الحرمین کا فارسی متن، چونکہ یہ حواشی اردو میں لکھے گئے ہیں اس لیے ان کا ترجمہ میں تحریر نہیں کیا گیا۔

۱۰۶۸ھ کو اللہ جل و علا کی عنایت سے بیت اللہ اور روضہ حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طواف، اصحاب کبار، مقامات اور مزارات متبرکہ کی زیارت میسر آئی اور ان مقدس مقامات پر اللہ تعالیٰ کی عالی عنایات اور گہرے اسرار (کے رموز) سے آپ کو مشرف کیا گیا پھر آپ کو عالی و اروات اور الہامات اور اعلیٰ مقامات و کمالات سے نوازا گیا (اور اسی طرح) خاص نسبتوں کے انوار و اسرار اور قابلِ قدر خلعت عطا ہونے تو خوشی کے مواقع پر اس حکم کے موجب کہ ”تیرے رب کا جو احسان ہے وہ بیان کر۔“ آپ نے قابلِ فخر عنایات کے ورود اور واضح مکاشفات اپنے مخدوم زادگان کرام جو کہ اس فیض اثر سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کمال اور تقویٰ سے آراستہ، سنتِ سنّیہ کی متابعت اور پسندیدہ عمل بہ عزیمت سے آراستہ ہیں اور واراتِ عالی مقامات، درجات و کمالات (پر فائز ہیں) پر ظاہر کیا۔ تو حضرت مخدوم زادہ عالی درجات خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ جو کہ کم سنی سے ہی آپ (حضرت خواجہ محمد معصوم) کے اسرارِ خفیہ اور نکاتِ مکنونہ کے حامل ہونے کی وجہ سے خصوصی محرم راز ہیں اور ہمیشہ خلوت و جلوت میں آپ کے ساتھ رہنے اور آپ کی صحبت کا التزام کیے ہوئے ہیں اور حضرت خواجہ نے بھی خانوادہ کے اس معزز صاحبزادہ کو عنایتِ خاص اور اپنی خصوصی محبت سے محقق فرمایا ہے اور ان کے چہرہ ارشاد سے بھی ہدایت، بزرگی اور شرافت و ولایت کے آثار نمایاں ہیں، آپ کے ان اسرار و مقامات کے سننے میں اہل عرب نے جن فوج و شوق کا مظاہرہ کیا اسے دیکھتے ہوئے صاحبزادہ نے ان کے التماس پر فوراً جو کچھ کہ قابلِ اظہار تھا تحریر کر دیا، اور سوائے ان جزوی باتوں کے جن کا پوشیدہ رکھنا ضروری تھا، ان (خواجہ عبید اللہ) کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں جمع ہو کر جلوہ افروز ہوئے۔ جب یہ حضرات واپس اپنے وطن (سرہند) پہنچے تو بعض دوستوں اور حقائق و معارف کے طالبوں نے التماس کی کہ اگر ان عمیق معارف کی فارسی میں شرح کر دی جاتے تو اس کا پورا فائدہ اور دعوتِ عام کا کام

دے گی۔ اس لیے اس عالی مرتبہ مخدوم زادے نے اس بے مقدار خاکسار (محمد شاکر) پر مہربانی فرما کر اس کے ترجمے کا حکم دیا۔ اور اس طویل القدر کام کا شرف بخشا تاکہ ان اسرار کی نقاب کشائی ہو اور فارسی میں ترجمہ ہو کر عاشقوں کے لیے جلوہ افروزی کا سامان بہم پہنچا سکیں۔

آج جب کہ ۱۰۷۱ھ ہے (فیصلہ کیا کہ) اسے فصیح عربی سے رسمی تکلفات سے پاک فارسی میں ترجمہ کر کے صاحب اسرار لوگوں کے لیے عام کروں تاکہ طالب یقین اپنی ہمت و دانست کے مطابق استفادہ کر سکیں۔ (اور اُمید ہے کہ) اس دور از کار (مترجم) کو اہل تحقیق دُعایں یاد کریں گے۔ اللہ وہ ہے جس سے ہم مدد چاہتے ہیں اور جس پر ہم بھروسہ کرتے ہیں، وہی سیدھی راہ کا مالک ہے۔ اُسی سے ابتدا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اگرچہ اس رسالہ کے اکثر معارف مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ سے منقول ہیں لیکن بعض کلمات دوسرے مخدوم زادوں کی زبانی بھی نقل کئے گئے ہیں جن کے ناموں کی (متعلقہ مقامات پر) وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس رسالہ شریفہ کو نفحات اور رشحات کے طریقہ پر ہی حنات الحرمین سے موسوم کیا گیا ہے اور اس رسالہ کے اسرار کو ”یا قوت“ سے تعبیر کیا گیا ہے اس لیے شاید اسے ”یا قیت الحرمین“ بھی کہا جائے اور اس رسالہ کی یہ مؤخر الذکر وجہ تسمیہ اس کے آخر میں بیان کی گئی ہے۔

یہ رسالہ تین فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

فصل اول

(حضرت خواجہ محمد معصومؒ) کے بعض ان مکاشفات اور الہامات کا بیان جو حرمین الشریفین سے متعلق ہیں اور ان متبرک مقامات پر پہنچنے سے پہلے جن کا ظہور ہوا۔ اس فصل میں سات یواقیت ہیں۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نماز فجر سے فراغت کے بعد سوچ نکالنے سے پہلے ساتھیوں کے ساتھ حلقہ ذکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ شاید ہو کہ بہت سی جماعتوں میں سے عالم ملکوت میں فرشتوں نے میرا احاطہ کر لیا ہے اور نماز میں مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ میں اس سے حیرت زدہ ہوا اور پھر اس کشف کے راز پر توجہ مبذول کی تو بہت غور کے بعد معلوم ہوا کہ ”کعبہ حسنا“ میری ملاقات کے لیے آیا اور میرا احاطہ کر لیا اور عالم مثال میں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ جماعت جو کعبہ کو سجدہ کر رہی ہے دراصل میں ان کا مسجود ہوں۔

یاد رہے کہ اس قسم کا معاملہ حضرت خواجہ سلمہ کے والد ماجد امام ہمام ہمدانی اناام حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ چنانچہ (اس رسالہ کے) مترجم کے والد شیخ بدرالدین جو حضرت مجدد کے خاص خلیفہ تھے، نے حضرت مجدد کے مقامات (حضرات القدس) میں اسے تفصیل سے لکھا ہے جو آپ کے بعد آپ کے خلیفہ رشید (خواجہ محمد معصومؒ) کے نصیب میں ہوا۔ (گویا) اسلاف کی نیکیاں ہی اخلاف کے لیے



İmam-ı Rabbanî hazretlerinin camisinin bahçesinde Kâbe-i Muazzama'nın tecessüm ettiği yer

The place where the Holy Ka'ba-i Muazzama appeared, in the garden of Hadrat Imam-i Rabbanî 's mosque

۱۲۔ حضرت مجدد کی مسجد کا وہ مقام جہاں کعبہ حسنا نے نزول فرمایا۔ (ماخوذ از کتابچہ سرہند)

العام ہیں۔

یا قوتیہ

جب ۱۰۶۷ھ میں حضرت خواجہ پرہیزگار الشریفین کی زیارت کے عشق کا غلبہ اور
مواجهہ منورہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے طواف
کی آرزو کی انتہا ہوتی تو استطاعت کی کمی، زادِ راہ کی قلت اور سفر کے نقصان (کے
پیش نظر) بعض دور اندیش دوستوں نے جہاز کی سواری، دریا (سمندر) کی طغیانی اور دیگر
نقصانات کے خیال سے مشورہ کے طور پر آپ کو اس سفر سے منع کیا، لیکن آپ نے اس کے
باوجود اس کا عزم کر لیا۔ چونکہ آپ نے اس سے پہلے اس قسم کا سفر اختیار نہیں کیا تھا اس لئے
عقلی طور پر کبھی کبھی اس کے لیے تشویش اور دل مبارک میں اس کا قلق بھی ہوتا تھا۔

یہاں تک کہ ایک روز چاشت کے وقت جب مخدوم زاوہ عالی درجہ حضرت خواجہ
محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو نہایت ہی مسرت کے عالم میں
نہان گو ہر نشان سے یہ بیان فرماتے ہوئے پایا۔ کہ میں اس سفر مبارک کی کیفیت کے
بارے میں متوجہ ہوا تو خود کو تمہارے تمام بھائیوں سمیت اس "مقام شریف" میں پایا اور
عین طواف کی حالت میں ٹیکھا اور اشارہ کیا گیا کہ تمام مشکلات جو کہ ہماری نظر میں تکلیف دہ
معلوم ہوتی تھیں آسان کر دی گئی ہیں اور اس سفر میں ظاہری و باطنی برکات کا اجرا کر دیا
گیا ہے۔ پس ایسا ہی رونما ہوا جیسا کہ آپ سلمہ اللہ سبحانہ نے کہا تھا، اس کا ہر اعلیٰ و
ادنیٰ نے مشاہدہ کیا۔

یا قوتیہ

(ہندوستان سے روانگی کے وقت) ان ایام کی "توجہات" میں حضرت خواجہ پرہیز
گشت ہوا کہ آپ کے یہاں سے چلے جانے کے بعد سرزمین ہند پر ظلمت اور بلاؤں کا
ظہور ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہونے کے بعد

کمال شدت کے ساتھ دبا پھوٹ پڑی، خاص طور پر ”بلدہ سرہند“ سے ہر روز تین چار سو جنازے اٹھاتے جاتے تھے اور اس شہر کے لوگوں نے عجیب قسم کی سختیاں بھیلیں۔ اور شاہ جہان کے بیٹوں کے درمیان جنگ سخت نشینی کے باعث قتل عام، اختلافِ سلطنت، امورِ مملکت میں تبدیلی اور ایسا قحطِ عظیم رونما ہوا کہ ایک عالم تہہ وبالا ہو گیا۔

یا قوتیہ

(سفر کے لیے) جہاز میں سواری کے ایام میں حضرت خواجہ کو عادی در و مفاصل کا عارضہ ہوا۔ ایک روز جبکہ مرض میں قدرے افاقہ تھا، آپ نے دیر تک مراقبہ کیا تو اس کے بعد آپ کے چہرہ انور پر خوشی و فرحت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس کے بعد گریہ شوق سے بہت رقت ہوئی، مجلس کے ختم ہونے کے بعد مخدوم زادوں حضرت خواجہ محمد نقشبند خواجہ محمد عبید اللہ سلیمان اللہ سبحانہ نے اس گریہ و ذوق کے بارے میں دریافت کیا تو کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس مرض میں مجھ پر اللہ جل شانہ کی برکات عنایات کا اس کثرت سے نزول ہوا کہ ان کا بیان ناممکن ہے۔ اس مراقبہ میں اس بشارت کا مشاہدہ کیا جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنی آخری عمر میں میرے حق میں فرمائی تھی، اس بشارت کا تعلق ہے ”حضرت ذات بخت سے واصل ہونا“ جو بلند اور پاک ہے اور وابستہ ہے صفاتِ ثمانیہ حقیقیہ کی ترقی سے اور کعبہ حسنا کی حقیقت سے مشروط ہے، ان صفات کے اصول کے مراتب و منازل طے کرنا جو کہ شیون ذاتیہ ہیں اور صرف اعتبارات ہیں۔ جب اس معاملہ میں غور کیا گیا تو اس بلند نسبت نے شرفِ ظہور فرمایا اور وہ اسرار درمیان آئے کہ جن کا اظہار نہیں کیا جاسکتا، اس نسبت کی بلندی کی راہ (وجہ) سے اس کیفیت کے حصول کے باوجود پھر بھی قدرے تردد واقع ہوا، تو اس واضح بشارت کے حصول کے لیے میں آہ و زاری کرنے لگا۔ ندا آئی تم کس موطن میں ہم سے جدا ہو، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے منحصر کر دیتا ہے۔

یا قوتیہ

(حج کے لیے روانہ ہونے کے دوران) جہان پر سوار ہونے کے دنوں میں آپ ایک روز فرمانے لگے کہ ان ایام میں حضرت قبلۃ الاولیاء مجدد الف ثانی قدس اللہ سبحانہ کثرت سے (عالم رویا میں) ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس رات دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی تشریف لائے ہیں اور میرے بڑے بھائی عارف سبحانی خواجہ محمد صادق ہمراہ ہیں اور زیدۃ العارفین مخدومی خواجہ محمد سعید بھی حاضر ہیں آپ (حضرت مجدد) نے ہم تینوں بھائیوں کو تین پشیمین چادریں عنایت کیں۔ مخدومی خواجہ محمد صادق نے اس چادر کو اس طرح پیٹ کر پکڑ لیا کہ گویا اس کی حفاظت کر رہے ہیں اور انہوں نے اُسے اپنے اوپر نہیں اوڑھا اور مخدومی و مکرمی خواجہ محمد سعید نے اس چادر کے ایک حصے کو پھیلا دیا اور دوسرے کو اپنے کندھے پر ڈال لیا۔ لیکن میں نے وہ چادر ساری ہی پھیلا دی اور اس کا تھوڑا سا حصہ اپنے اوپر اوڑھ لیا۔

یا قوتیہ

عالی حضرت (خواجہ محمد معصوم) جب بندرگاہ مخائے سے حرم محترم کے لیے روانہ ہوتے تو آپ نے فرمایا اس صحرا کے تمام نشیب و فراز کو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سے پُر دیکھا اور ان مقامات کی تمام اشیاء کو انوارِ کریمہ میں پوری طرح لپٹا ہوا دیکھا خود کو اس بحرِ انوار کی اتھاہ گہرائیوں میں پایا۔

۱۔ چادر سے یہاں مراد منصبِ ارشاد ہے اور اس کے پھیلانے اور اوڑھنے سے مراد ہے تبلیغ و ارشاد کی سعادت کا حصہ (ر۔ ک۔ بہ خواشی متن فارسی)

۲۔ مخاء، مین کا ایک شہر ہے جو ساحل سمندر پر زبیدا اور عدن کے درمیان بندرگاہ ہے (یا قوت ۵/۶۴) سارے مین میں اس قسم کا عالی شان بندرگاہ نہیں ہے (رازی: ہفتِ اعلیم ۱/۱۵) مخاء سے تجارت کے لیے عدن جاتے ہیں (المنجد ۸۴۱ - طبع ۲۳)

یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ ۲۳ شعبان شب جمعہ کو مراۃ سے صبحی کی طرف روانہ ہوئے (کذا) اور مخدوم زادہ والا گوہر حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ بھی حضرت خواجہ کے ہودے کے ایک حصے میں سوار تھے، فرماتے تھے کہ ان دنوں ”کعبہ حسنا“ کے بہت ہی انوار ظاہر ہو رہے ہیں، جہاز پر سوار ہونے سے لے کر آج تک اس کے ظہور سے مشرف ہو رہا ہوں اور آج وہ پہلے دنوں سے زیادہ ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک ساعت کے بعد مشاہدہ ہوا کہ وہ میری طرف آرہا ہے۔ اس طرح کہ مسکراتے ہوئے پوری بشارت سے دراز قد، سفید فام اور بہت سے انوار تابناک سے پر سُرخ لباس میں عورت کی صورت میں متماثل ہوا، اس قسم کے انوار مغرب کی نماز میں بھی ظاہر ہوتے۔ اس سے مخاطب ہونے تک یہی کیفیت رہی۔

یہ مکاشفہ عارفِ کامل شیخ ابن عربی کے اس مکالمے کی طرح ہے جو ان کا کعبہ حسنا کے ساتھ ہوا تھا۔ شیخ اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں :

کہ میں قیام کے دنوں میں ایک چاند رات میں جبکہ قدرے بارش بھی ہو رہی تھی، میں طواف کعبہ کے لیے نکلا، اور حجر اسود کے قریب پہنچا۔ اس سے پہلے میں خود کو کعبہ سے افضل سمجھتا تھا کیوں کہ حقیقتِ انسانی پتھر کی حقیقت سے افضل ہے۔

ناگاہ میں نے دیکھا کہ ”کعبہ حسنا“ ایک نہایت خوبصورت زیبِ زینت سے آراستہ لونڈی کی شکل میں ظاہر ہوا کہ اس سے پیشتر ایسی خوبصورت لونڈی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اس نے اپنا دامن سمیٹا اور اس ہتھیار سے جو اس کے ہاتھ میں تھا مجھ پر حملہ کر دیا۔ اور کہا کہ تو نے میری کتنی قدر صانع کی، میں تجھے طواف نہیں کرنے دوں گی۔ اگر میں

لے فتہی الارب (۲/۴۷ طبع لاہور ۱۳۲۴ھ) میں شقوف کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے ”نوعی از ہودہ داما الشقوف، فلیس من کلاہم“.....

دیوارِ کعبہ کی پناہ نہ لیتا تو اس کا ہاتھ مجھ تک پہنچ جاتا (حملہ برمن رسید) شیخ اکبر نے یہ حکایت بیان کرنے بعد لکھا ہے کہ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں اس مسئلہ میں (یعنی پتھر پر انسان کی فضیلت) غلطی پر تھا۔

فصل دوم

حرمِ مکہ معظمہ (اللہ سبحانہ اس کے شرف کو زیادہ کرے) میں جو کچھ ظاہر ہوا، اس فصل میں بیس یواقت ہیں۔

یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ جب میں مکہ مبارکہ میں آیا اور طواف کے دوران دیکھا کہ نہایت ہی حسین و جمیل مرد اور عورتیں ہمارے ساتھ شریکِ طواف ہیں اور اس جماعت کے طواف میں ایسا اشتیاق اور وابستگی دیکھی جو اس دنیا کے لوگوں میں نہیں ہوتی۔ وہ ہر وقت "بیتِ عتیق" کو بوسہ دیتے اور معافہ کرتے تھے۔ دیکھا کہ اس جماعت کے قدم زمین سے اُونچے ہیں اور ان کے سر آسمان تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اس طرح مشاہدہ ہوا کہ "کعبہ حناء" بھی اس جماعت کے ساتھ آسمان کی بلندی تک چلا گیا ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ مرد دراصل فرشتے اور عورتیں حوریں تھیں۔

یا قوتیہ

حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) سلمہ اللہ سبحانہ فرماتے تھے کہ جب میں عرفات جانے کے لیے نکلا اور اس وقت میرا قیام منیٰ میں تھا۔ میں نماز کے لیے مسجد خیف میں گیا۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے۔ اس کے قریب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے خیمہ نصب فرما کر قیام کیا تھا۔ اور پھر یہ پیغامبروں میں سے حضرت موسیٰ اور ہارون کا مقام ہے اور جیسا کہ احادیث میں ہے اس مسجد میں ایک مینار بھی ہے جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور میں مذکورہ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت شان و شوکت سے ورود ہوا اور اس وجود شریف اور عنبر لطیف صلی اللہ علیہ وسلم سے زمین و آسمان اس طرح منور ہو گئے کہ تمام اشیاء ان انوار میں گویا ڈوب گئیں۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ورود گویا شکریہ خداوندی کے مشاہدہ اور اس مبارک جگہ کے معائنہ کے طور پر ہوا تھا۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ ماہِ روان کی گیارہ تاریخ کو ایام تشریق میں جب کہ آپ منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے، زیارت کے لیے شہر میں آئے، تو فرمانے لگے کہ جب میں طواف سے فارغ ہوا تو ایسا مشاہدہ ہوا کہ حج کے ثواب اور اس کی قبولیت کے کاغذ پر مہر لگا کر مجھے عنایت کیا گیا ہے اگرچہ شیطان پر پتھر برسنے کا مل باقی تھا لیکن ادائیگی ارکان کے اعتبار سے گویا حج مکمل ہو چکا تھا۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ مکہ معظمہ میں اقامت کے دوران اکثر طواف میں مشغول رہتے تھے اور ان ایام میں آپ اس عبادت کو دوسری عبادات سے زیادہ اہم شمار کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ عجیب امور اور نادر چیزیں مشاہدہ میں آتی ہیں۔ اکثر اوقات یہ دیکھا گیا کہ ”کعبہ حسنا“ ہم سے مخالفت کر رہا ہے اور کامل اشتیاق سے بوسے لیے گئے۔ ان ایام میں ایک روز مشاہدہ ہوا کہ وہ انوار و برکات جو مجھ سے نکل رہے ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ انہوں نے تمام اشیاء کو ڈھانپ لیا ہے اور فضا ان سے بھر

لے عید الاضحیٰ کے بعد تین دن جن میں گوشت خشک کیا جاتا ہے (المنجد شرق ۳۸۴، دستور العلماء ۱/۲۹۶)

گئی ہے اور اس کے پہلو میں دوسروں کے انوار معدوم (لاشی) ہو گئے جب میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو یہ ظہور ہوا کہ میں اپنی اصلیت سے ماوراء ہو کر حقیقت کعبہ حسنا ہو گیا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام انوار مجھ سے ظاہر ہوئے اور میں نے دیکھا کہ بہت سے صاحب باطن حاضر ہیں اور کعبہ حسنا کا طواف کر رہے ہیں۔
چنانچہ بادشاہوں کے خدام وہاں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ نے ۳ محرم الحرام کو اہل معلیٰ کی زیارت کی، فرماتے تھے کہ یہ مقبرہ اپنے مدفونین کے اعتبار سے اعلیٰ مقام اور کثر انوار کے لحاظ سے تمام مقابر سے مستثنیٰ ہے۔ جب آپ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی تربت وہاں ہے، پر پہنچے تو وہاں توقف کیا اور فرمایا کہ گویا بحر انوار موجزن ہے اور ان حضرت عبدالرحمن سے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک کے کمالات تاباں و درخشاں ہیں۔

اس کے بعد ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے روضہ منورہ پر اپنے اصحاب کے ساتھ دیر تک مراقبہ کیا اور فرمایا کہ — امہات المومنین میں سے سب سے بڑی ام المومنین نے اس قدر الطاف و عنایات و عطیات فرمائے کہ ابھی تک کسی سے، اس قسم کے الطاف کا ظہور نہیں ہوا۔ اور میں نے محسوس کیا یہ عفت مآب کمال درجہ کے اہتمام اور کثرت اعتنا کے باوجود حجاب سے باہر تشریف لا کر کھڑی ہو گئی ہیں، انعام و عطا میں مصروف ہیں اور فرمایا کہ فلاں فلاں کو بھی یہ نعمت دے دینا۔ اس طرح بہت کچھ فرمایا۔
ان تمام عجیب امور اور نادر نعمتوں میں سے جو مجھے انہوں نے عطا کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شریفہ اپنی انتہائی ”علو، غایت رفعت اور اصالت“ ہے اس طرح محسوس کروائی کہ گویا کمالات نبوی علی مصدرہ الصلوات والسلام میں لپٹی ہوئی ہے۔

فرماتے تھے کہ جب میں فاتحہ سے فارغ ہوا تو حضرت ام المومنین حجاب سے پھر باہر تشریف لائیں گویا وہی فاتحہ اور اجازتِ رخصت تھی، اس کے بعد میں نے ہر چند ان کے ظہور کے لیے توجہ کی لیکن ظاہر نہ ہوئیں۔

اس کے بعد اُس احاطہ میں جہاں حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان بن عیینہ اور دیگر بہت سے جلیل القدر مشائخ کے مزار ہیں، میں گئے اور حضرت فضیل کی شان میں بہت سے تعریفی کلمات فرمائے اور کہا امتِ مرحومہ کے بڑے مشائخ میں میں سے چند ایک ایسے ہیں جو سب سے مستثنیٰ اور علیحدہ شان کے مالک ہیں، اس جماعت میں حضرت فضیل بھی شامل ہیں۔

اس کے بعد آپ اس شخص کی قبر پر گئے جو ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے اخذ طریقہ میں مصروف ہوا تھا، لیکن عقل کو تباہی دے دیا اور وہ دوسری جماعت میں شامل ہو گیا، تو وہاں (قبر پر) توقف کیا اور فرمایا کہ وہ خوفِ زدہ، مغموم اور ندامت سے سر جھکاتے ہوئے ایسی عجیب حالت میں ظاہر ہوا کہ کیا بیان کیا جاتے۔ میں نے اس کے حال پر ہر چند توجہ کی لیکن اس پر اس کا بہت کم اثر ہوا، فرمایا کہ غیب کا علم اللہ سبحانہ کو ہے جو اس کی طرف گیا اس نے سعادت پائی، اور جس نے اس کے سامنے التجا کی وہ کامیاب ہوا (مراد پائی)۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ بعض ان مشائخ (کے مزارات کی) زیارت کے لیے بھی گئے جنہوں نے حضرت خواجہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے معرفت حاصل کی اور آپ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ (ان میں سے) ایک کی قبر پر کچھ دیر اپنے اصحاب سمیت مراقبہ کیا اور واپس پہنچ کر فرمایا کہ وہ بڑی عجیب حالت میں ظاہر ہوا تھا۔ وہ اس قدر شرمندہ تھا کہ سر اٹھا کر ہمارے ساتھ نظریں بھی نہ ملا سکا۔ اس کا سبب جب اس سے

پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ ساری حالت حضرت مجدد الف ثانی کی اتباع سے وگروانی کے باعث ہوئی ہے کہ اس حقیقتِ حال کو جاننے کے باوجود کہ آپ اپنے وقت کے امام تھے، میں نے ایسا نہ کیا۔

یا قوتیہ

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تحریرات میں حقیقتِ کعبہ حنائی کی تحقیق کے سلسلہ میں مختلف عبارتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے حضرت خواجہ دامت برکاتہ نے ایک دوسرے پر منطبق کرنے کی کوشش کی اور انہیں جمع کرنا چاہا۔ عالمِ غیب سے اس کی حقیقت کے ظہور کے لیے التجا کی اور وہ طالبانِ یقین جو آپ سے وابستہ تھے وہ ان معارف (کے نتائج) سننے کے امیدوار و منتظر تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز مکہ معظمہ میں قیام کے دوران آپ نے نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ عالی مرتبہ مخدوم زادوں سے جو خلوت میں آپ سے استفادہ کر رہے تھے، فرمایا جب میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو اس عجوبہ نش حقیقت کی اصل الاصل مل گئی یعنی (حقیقتِ کعبہ کو) تمام حقائق پر خالق دیکھا اور محسوس ہوا کہ تمام اشیاء کے حقائق اُسے (حقیقتِ کعبہ) سجدہ کرتے ہیں اور مقامِ عبودیت سے متعلق تمام مراتب حتیٰ کہ نبوت اور رسالت بھی اس عالی ترین حقیقت (کعبہ) سے نازل ہوتے ہیں۔ جس مقام پر امکان کا اثر اور عابدیت کا شائبہ ہے۔ اسی حقیقت پر اس کی انتہا ہے۔ اس کے ماوراء صرف عبودیت رہ جاتی ہے۔ پس ناچار یہ حقائق (جو بیان کئے گئے ہیں) ملکی و بشری ہیں۔ کیونکہ وہ حقیقت و حقیقت مجرد اعتباری ہے، ذاتِ بحت پر یہی چیزیں حجاب بن گئی ہیں۔ ان معنی میں نہیں بلکہ جو سہ اوقات ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر زائد نہیں بلکہ عظمت ذاتیہ کے معنوں میں۔ یہ تو اس کی کبریائی کے لوازم میں ہے۔ اور یہی کیفیت اس کا ایک حجاب بن گئی ہے۔ — پس اس کی حقیقت کچھ نہیں

لے یعنی اعتبار کر لیا جائے کہ اس کے اندر بھی ایک تجرد ہے۔

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتبار —

جب دوبارہ نظر کی گئی اور فکر کی گہرائی میں گئے تو ایک بہت ”دقیق سر“ منکشف ہوا اور وہ یہ کہ آگاہ کیا گیا کہ ”حقیقت کعبہ حناء“ تمام قرب اور بیان شدہ منزلت کے باوجود یعنی عبور کرنا اور ان سر اوقات کے ماوراء چڑھنا، حقیقت یہ ہے جیسا کہ عبارت میں واضح کیا گیا ہے، دراصل ترقی یا عروج تو انسان کا خاصہ ہے — کوئی بھی اس امر میں اس کے ساتھ شرکت نہیں رکھتا۔ پس کعبہ کی جو اپنی حقیقت ہے۔ اس کے ماوراء اس کا کوئی نصیب نہیں، اور یہ بھی محسوس ہوا کہ انسانی افراد میں جو کامل ترین ہیں خصوصاً حبیب، خلیل اور کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا طبعی احیاء حقیقت کعبہ سے متاخر ہے — ترقی اور عروج کی وجہ سے ان کی عظمت کے سر اوقات کے ماوراء سے ان کو نصیب ملا اور گزر ہوا۔ یہ متحقق ہے۔ پس کعبہ مکرمہ ہر چند اپنے اصلی مقام کے اعتبار سے تمام عالم کے افراد کے حقائق پر فوقیت رکھتا ہے۔ مگر ترقی اور عروج جو کہ انسان کا خاصہ ہے، کے ذریعہ بعض کامل ترین افراد کو اس حقیقت کے بھی اُدپر ”تحقق“ میسر ہے۔ اس لحاظ سے کعبہ ان کے انوار کی طرف نگاہ رکھتا ہے۔ کعبہ اور بعض کامل افراد میں ایک اور فرق واضح ہوا اور وہ فرق (مکان اور مرتبہ کے اعتبار سے ہے اور روحانیت میں سے بعض جیسا کہ فرشتے وغیرہ جو ہر چند انسان سے بلند ہیں۔ اس امر کو جو مناسب مکان ہے مگر وہ منزلت اور درجہ جس پر فضیلت کا مدار ہے، آدمی کو معلوم ہو گیا۔ جیسا کہ عالم مجاز میں حقیقت کا مرتبہ مشاہدہ میں آجاتا ہے۔ ہر چند غلام، سلطنت کے خادم و زبیروں کی نسبت بادشاہوں سے زیادہ قریب ہوتے ہیں، لیکن وہ درجہ جو زبیروں کو حاصل ہوتا ہے وہ غلاموں کے نصیب میں نہیں۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ پہلی مرتبہ عاشورہ کے روز جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو فرمایا، کہ اس بیت شریف کے اندر وہ نادر اسرار اور عجیب مطالب معائنہ میں

آئے کہ ان کا اثر باہر محسوس نہیں ہوتا، چنانچہ ”عالم مجاز“ میں اندر اور باہر کا فرق واضح ہے۔
یہ حقیقت دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ ”خلوت خاص“ اور ”خاص مجلس“ کا تعلق ”اندرون“
سے ہوتا ہے اور ”باہر ایسے امور بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

یا قوتیہ

مخدوم زاوہ عالی درجہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ سے منقول ہے کہ
مکہ معظمہ میں اقامت کے دوران حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے برادر کلاں قدوۃ المحققین
نبدۃ العارفین حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ جو ان دنوں شدید قسم کے مرض میں مبتلا تھے،
دفع مرض کے لیے توجہ کی، اور گڑ گڑا کر حضور خداوندی میں التجا کی، دُعا کے لیے ہاتھ مبارک
اٹھاتے، فرمایا حد امکان تک نضوع و خشوع کیا گیا تو مشاہدہ ہوا کہ مختلف اقسام کی مخلوق نے
ہزاروں ہاتھ اٹھا کر میری موافقت کی اور دُعا میں میری اتباع کی، بلکہ تمام حقائق اسما و
صفات الہی جل شانہ اور اس کے اصول و ضلال بھی اس مراد کے حصول کے لیے میرے
ساتھ شرکت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ میں ذات بحت کی طرف رجوع ہوا جو پاک اور مقدس
ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے اور وہ (برادر بزرگ) صحتیاب
ہو گئے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں طواف کر رہا تھا کہ کعبہ حنا
نے میرے ساتھ معالقت کیا اور عجیب قسم کے شوق سے مجھے اپنی گرفت سخت میں لے لیا۔

یا قوتیہ

مخدوم زاوہ گرامی مرتبہ خواجہ محمد سیف الدین سلمہ اللہ سبحانہ سے منقول ہے کہ ایک
رات حضرت خواجہ طواف سے فارغ ہو کر رکن یمانی کے سامنے اس مقام پر جہاں سرانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے، نماز وتر میں مصروف ہوئے، فرماتے ہیں کہ (وہاں)

ایسا محسوس ہوا کہ فرشتوں کی کثیر تعداد رکن میانی کے نزدیک حاضر ہے۔ جو اس حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوات والتسلیمات کی تائید ہے کہ رکن میانی کے نزدیک ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ معائنہ بھی کیا کہ وہ جماعت اپنی جگہ سے منتقل ہو کر میرے ارد گرد جمع ہو گئی ہے اور ان کے ہاتھوں میں قلم و دوات ہے۔ انہوں نے مجھ سے "حقیقت معاملہ" کے بارے میں کچھ لکھوایا اور چلے گئے۔

یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ پنجشنبہ کو سحر کے وقت بعض کمالات کے حصول کے لیے تضرع و التجا کی ایک ساعت کے بعد اس آہ و زاری کا پھر غلبہ ہوا اور میں نے کہا بندہ کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ ارادت رکھے اور یہ خطرہ ایسے انشراح صدر میں تبدیل ہوا کہ "بسطِ عظم" پیدا ہو گیا۔ نماز کے بعد حلقہ ذکر میں دیکھا کہ مجھے ایک عالی شان خلعت عطا ہوا ہے۔ ناگاہ، مجھے خیال ہوا کہ یہ کیسا خلعت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ ایک روز "مصلاتے مالکی" پر حلقہ ذکر میں بیٹھے ہوئے تھے اور استغراق، توجہ اور مراقبہ میں مصروف تھے، فراغت کے بعد ایک حلقہ منعقد کیا، اس میں فرمایا کہ آج "مجلس سکوت" کے دوران "خلعت ارشاد" کمال درجہ کی شان کے ساتھ اپنے اوپر دیکھا اور خود کو اس وقت مرتبہ ارشاد کے اتنا مطابق پایا کہ اس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں ہے۔ وقت کا تقاضا اور قیامت کے قرب کی وجہ سے اس کا ظہور جیسا کہ وہ (مرتبہ ارشاد) ہے، جلوہ گر نہیں ہوتا۔ نیز اس مجلس سکوت میں محسوس ہوا کہ مجھے قلم و دوات عنایت کیا گیا ہے۔ چنانچہ منصب وزارت بھی دیا گیا۔ اس لیے عالم ملک و ملکوت کے دفاتر کے ظاہری و باطنی احکام حضرت خواجہ کو تفویض ہوئے اور آپ عالم پناہ

ہو گئے اور امور کی تجویز و تصحیح کے لیے آپ کی شخصیت مستعمل ہو گئی۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ جب دوسری مرتبہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ بیت شریف کے اندر اس قدر "اسرارِ خفیہ" کا ظہور ہوا کہ وہ کبھی باہر محسوس نہیں ہوئے تھے۔ اور وہاں مجھے سبز رنگ کا خاص خلعت بھی عطا ہوا۔

یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ بیت اللہ شریف کے گرد رُوحوں کو میں حاضر اور طواف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اکثر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور میرے بڑے بھائی عالم ربانی عارف سبحانی شیخ محمد صادق ان رُوحوں کے ساتھ طواف کرتے ہوئے پائے گئے اور بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات کو وہاں حاضر اور طواف کرتے ہوئے مشاہدہ کیا۔ لیکن ان کا طواف تکلفاً نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ صرف شوق کے تحت تھا۔ چنانچہ حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلامات میں ہے کہ معراج کی رات جب حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ صلی اللہ علی نبینا وعلی آلہم وعلی الصالحین۔

یا قوتیہ

۱۔ صفر کو مکہ معظمہ میں اقامت کے دوران ارکانِ حج سے فراغت کے بعد حضرت خواجہ محمد معصومؒ اپنی اقامت میں جو بابِ ابراہیم اور بابِ وداع کے درمیان مسجد سے باہر واقع ہے، بیٹھے ہوئے تھے اور "بلند درجات مخدوم زادے" بھی خدمتِ عالی میں حاضر تھے۔ حضرت خواجہ "تحقیق فنار اتم، نفی معالم اور انتقار شرکِ خفی" کے بارے میں عالی شان کلمات القافر مارہے تھے۔ اس اثنا میں حضرت امام ہمام قبلۃ الاولیاء مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ایک قول کا بیان ہوا کہ ایک روز آپ نے ایک تقریب میں عارفِ کامل

شیخ محی الدین ابن عربی کا یہ واقع بیان کیا کہ شیخ قدس سرہ اس آیت کریمہ وان من شی الا یسبح بحمدہ کی تاویل میں لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے بجدہ کی ضمیر خود شی ہی کی طرف راجح ہو یعنی اس ضمیر کا مرجع خود شی ہو۔ یعنی اس کی رُو سے ”شُرکِ خفی کے دقاتق“ سے مکمل طور پر باہر نہیں آئے اور اس کی اپنی ذات درمیان ہے، ایسی حمد اللہ تعالیٰ کی جناب کے لائق نہیں ہے اور اس مقدس جناب تک نہیں پہنچتی بلکہ حمد کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس معرفت کو پسند کرتے اور فرماتے تھے کہ اس وقت جب میں نے نظر کشف سے اس پر توجہ کی تو تمام عالم میں سے کسی کو ”دائرۃ نفی و انتفا“ کو تمام کرنے والا اور شرکِ خفی کے دقاتق سے باہر آیا ہوا نہیں پایا۔ اور ایسا محسوس کیا کہ اس وقت ہر ایک اللہ جل شانہ کا ذکر کرنے والا اور کلمہ توحید پڑھنے والا جب تک شرک کی تنگ وادی سے باہر نہیں آتا، وہ جو کچھ کر رہا ہو تب ہے وہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتا بلکہ کہنے والے کی ذات کی طرف لوٹتا ہے تو کلمہ طیبہ لا الہ الا انہ اس کے حق میں الا انہ (مگر ہم) ہو جاتا ہے اور کلمہ طیبہ سے اس کے حق میں ”الا انہ“ حاصل ہوتا ہے۔ فرماتے تھے کہ خود کو اس حکم سے مستثنیٰ پایا اور اللہ جل شانہ کے کرم اور عنایت سے میں نے دیکھا کہ وہ ”اثبات“ جو مجھ سے واقع ہوا وہ جناب قدس حضرت وہاب جل شانہ تک پہنچ گیا ہے اور اس کے مرتبہ عالیہ کے لائق ہے۔

یہ نقل کرنے کے بعد حضرت (خواجہ محمد معصوم) دامت برکاتہ فرماتے تھے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کمال مہربانی و کرم سے وہ مقام مجھے عنایت فرمایا اور (اس مقام اثبات میں) مجھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا شریک بنایا اور محسوس ہوتا ہے کہ وجود کے تمام مرتبوں میں سے کسی مرتبہ (خلق اور امر) جو عالم خلق اور امر کے لطائف ہیں، شرک کا شانہ تک نہیں رہا۔

یہاں متحقق ہو گیا اور جب نفی کا مقام تمام و کمال منتہی ہوا تو مرتبہ اثبات میں سے

لے یعنی لا الہ (نفی) الا اللہ (اثبات)

خط وافر اور نصیبِ کامل کا حصول ہوا۔ اس وقت عارفِ مخلص ہو جاتا ہے چونکہ اس کی تمام ذات و صفات اللہ سبحانہ کے لیے ہوتی ہیں اس لیے اس کا کوئی عمل تصحیح نیت کا محتاج نہیں ہوتا، اگرچہ اس کی نیت پر احتمال ہی کیوں نہ کیا گیا ہو، پھر بھی وہ تعین کی محتاج نہیں ہوتی۔ اس وقت وہ اپنے میں کوئی آرزو نہیں پاتا وہ اور اس کے لطائف ہی ہوتے ہیں کہ اُسے (تمام حاجتوں سے) مبرا کر دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اس دعا پر یہ شاہد ہے کہ میں ایک روز مسجد حرام میں باب الوداع کے قریب کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ ذکر لسانی ختم کرنے کے بعد جب مراقبہ میں مصروف ہوا تو محسوس کیا کہ کعبہ حسنا اپنے مقام سے منتقل ہو کر اپنی صورت اور حقیقت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوا ہے، اس وقت یہ محسوس ہوا کہ اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہا حتیٰ کہ دیواریں اور چھت بھی اس سے خالی ہے۔ اور اپنی لطافت و محاسن کے اظہار کے طور پر مجھے اپنی اسفوشش میں لے لیا۔ اس وقت میں ذکر لسانی کا مراقبہ بھی کر رہا تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ جب بھی میں کلمہ طیبہ پڑھتا تھا کعبہ میرے بوسے لیتا تھا۔ چونکہ کعبہ اس وقت اپنے اصل الاصل مقام سے ہٹا ہوا تھا اس لیے جب تک کلمہ مبارکہ کا اثبات (اللہ) اس مقام تک فاصل نہ ہوا اس بارگاہ میں مقبول نہیں ہوگا، اس امر کے مشاہدہ سے اس عالی مقام کے حاصل ہونے کی پوری اُمید ہو گئی ہے۔

یا قوتیہ

بڑے مخدوم زادوں سے منقول ہے کہ ماہ شعبان کے نصف میں حضرت خواجہ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت حرمِ محترم سے وداع کا وقت بھی قریب آ رہا تھا، فرمایا کہ اس وقت ”عظیم الطاف و عطیات“ مرحمت ہوئے اور انکشاف ہوا کہ وہ جواہر سے آراستہ سبز رنگ کا

۱۔ مخلص (فتح لام) یعنی وہ طالب جس کو خدا نے شرک سے پاک کر دیا ہو۔ اور مخلص یعنی جس کی عبادت خالص اللہ ہی کے لیے ہو۔ (یہاں اول الذکر کا مفہوم ذہن میں رہے)

خلعت جو عطا ہوا ہے دراصل وداعی خلعت ہے۔ اس کے بعد اجازتِ رخصت اور اس سفر میں ہمراہی صاحبزادگان کے لیے عنایات کے حصول کے لیے متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ان سب کے لیے الگ الگ خلعت عنایت کئے گئے۔ الحمد للہ علی ذلک اور فرماتے تھے کہ مقامِ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے نزدیک ”مناسبت“ غریبہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لیے وہ مقام ”اسرارِ خلعت“ سے محلو ہے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ گیارہ ربیع الاول کو، جو کہ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ و سلام کا ”شبِ مولود“ ہے فرمایا آج ہم نے اپنے (منصب) ارشاد کے بارے میں اللہ جل جلالہ کے حضور تضرع کے ساتھ التجا کی کہ اسے ترک کر دینا چاہیے یا اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے؟ پس ہمیں اس علیل القدر امر پر مامور رکھا گیا۔ اس کے اہتمام کے لیے کامل رضا کا ظہور ہوا، اور اس کے ترک کرنے کے بارے میں کوئی اشارہ نہ ہوا۔

یا قوتیہ

جب آپ مکہ معظمہ سے جدہ پہنچے، تو فرمانے لگے۔ حرم شریف سے باہر بھی انوار و اسرار ان انوار سے زیادہ نظر آتے ہیں جو حرم کے اندر دیکھنے میں آتے ہیں حضور میں انوار کی شعاعوں کے غلبہ کے دوران دیکھنے کے سوا چارہ نہیں ہے اور انسانی فہم انکا احاطہ نہیں کر سکتا، اجتماعِ خاطر و ہنگامِ قلب، میں ”انوار“ فہم و ادراک کے قریب آ جاتے ہیں۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ ۱۸ رجب المرجب بروز شنبہ کو ”مکہ مشرفہ“ میں روانگی کے وقت مصلاتے مالکی پر اپنے اصحاب کے ساتھ ”حلقہ ذکر“، ”مراقبہ و سکوت“ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمانے لگے کہ اس مجلس میں ایسی ”غیبت“ و ”ربودگی“ کی حالت تھی کہ اس میں کسی نے مجھے ”عظیم عنایات و عطایات الہیہ“ کے ورد و دے

آگاہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ ایسا "فاخرہ لباس" جلیل القدر خلعت اور اس سے ضیا اور انوار کی اس قدر شعاعیں ظاہر ہو رہی تھیں کہ ان کی کوئی مثال نہیں بلکہ صرف نور ہی نظر آتا تھا، جو مجھے پہنایا گیا۔ اس کے بعد وہ بقعہ نور برخاستہ ہو گیا اور میں مسجد سے باہر آ کر لیٹ گیا تو مذکورہ خلعت کو اپنے اوپر پایا۔ اس کے بعد پھر وہی غیبت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی اثناء میں یہ ندا آئی کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ یہی لباس پہنتا ہے جو اس کے نمایاں شان نہیں ہے چنانچہ حدیث قدسی میں اس طرح آیا ہے۔ کبریا ئی اور عظمت میری دو چادریں ہیں (یعنی دو صفات ہیں)

جان لینا چاہیے کہ اس قسم کے معاملات اسرار میں داخل ہیں اور ظاہری معنی بیان کرتے وقت ان کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ (ظاہر مصروف)

فصل سوم

آپ کے ان مکاشفات اور الہامات کا بیان جو مدینہ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام میں اور وہاں سے مراجعت کے دوران اور مکہ معظمہ پہنچنے تک (وارد ہونے) یہ فصل ۲۶ یواخت پر مشتمل ہے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ مکہ سے مدینہ منورہ جلتے ہوئے راستے بھر مقامات مقدسہ (مشاہد) کی دریافت اور تجسس کرتے رہے خواہ وہ آثار ہوں یا مساجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

لے "دراز کشیدن" کا یہ مفہوم فرہنگ معین سے ماخوذ ہے۔

سرور انبیاء علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات سے مزین ہو کر ظاہر ہوا۔ اور اکثر مشاہد مقامات مقدسہ خصوصاً مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام، مواجہہ شریفہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جائے سکونت پر ظہور انوار کا ورود اور ان مقامات پر اسرار کمونہ جس کمال ظہور کے ساتھ موجزن ہوتے، بیان فرماتے رہتے تھے اور حضرت امام اہل مجدد الف ثانی قدس سرہ کے کمالات اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا مرتبہ ان مقامات مقدسہ پر معلوم ہو گیا۔

اس کے بعد آپ جنت البقیع کے مزارات پر گئے، حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایات اور الطاف، اہل بیت اور اہل بیت مومنات نے مہربانیاں کیں۔ اسی طرح حضرت صدیقہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمالات نے لا محدود کمالات کا اظہار فرمایا، فرماتے تھے اگرچہ حضرت صدیقہ کا مدفن بقیع ہے لیکن حجرہ شریفہ جو آپ کا گھر ہے اور اکثر اوقات ام المومنین کو حجرہ شریفہ نبوی میں پایا اور مسجد شریفہ کو بھی ان کے انوار سے مملود دیکھا۔ فرماتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قدر الطاف محسوس کئے اور میرے حال پر ان عنایات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ کیا بیان کیا جائے؟ حضرت صدیقہ نے حضرت خواجہ کی جتنی امداد و اعانت فرمائی اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ نے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے توسل سے حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے حضور شفاعت کی درخواست کی، جب شفاعت کا اثر بہت جلد ظاہر ہو گیا تو یہ راز معلوم ہوا کہ وہ توسل بہ عجلت تمام خود حضرت صدیقہ حبیبہ نے اپنی طرف منتقل کر لیا تھا اور ام المومنین فوراً یہ التماس لے کر جناب مطہر رسول اللہ علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچ گئیں۔ اور خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو مبارک میں جلوہ افروز ہوئیں۔ ”لوازم محبت اور موانست کے آثار“ کا ظہور ہوا، اور حضرت خواجہ کی التماس جناب مقدس نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ

والبرکات کے حضور عرض کر دی۔ آپ نے جو کچھ چاہا اس ”درگاہِ معلیٰ“ سے حاصل کر لیا۔ حضرت فاطمہ زہرا علی ایہا علیہا السلام کے کمالات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”شبِ مولد“ میں ظاہر ہوئے اور اس شب کو ”حجرۃ شریفہ“ میں اہل بیت کا ”اجتماعِ عظیم“ اور بے پایان سرور کا معائنہ کیا۔

یا قوتیہ

ان جملہ عنایات الہی جل شانہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ کو اپنے مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ”حجرۃ مقصورہ منورہ“ کے اندر داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب آپ اس عالی شان مقام کے اندر داخل ہوئے تو آپ اور آپ کے ساتھیوں پر عجیب رقت اور بہت ہی ”فردِ فتنگی“ طاری ہوئی۔ دیر تک مراقبہ کی حالت میں کھڑے رہے اور سر اور چہرے کو خاص پردے اور حجاب کے اندر ہی رکھ کر نہایت عاجزی سے اس خاکِ پاک کو پیشانی پر لگایا اور اسے اپنے لیے عزت اور اپنی انتہائی معراج خیال کیا۔ اس کے بعد اس ”مقامِ عالی“ سے باہر آ گئے۔ کچھ دیر حضرت فاطمہ زہرا کے روضہ جو کہ ”حجرۃ شریفہ“ کے متصل ہے، کھڑے رہے فرماتے تھے کہ جب میں اس مقام پر پہنچا تو محسوس کیا کہ حضرت رسالت خاتمت علیہ وعلی آلہ الف الف صلوة والسلام نے نہایت ہی شان و شکوہ والا خلعت جس پر سونے اور چاندی کا کام کیا ہوا تھا اور جواہرات و یواقیت سے مرصع تھا، عطا کیا۔

فرماتے تھے اگرچہ میں ”روضہ منورہ“ سے دُور سے دُور تہ جارہا تھا لیکن اس خلعت کے ”ضیاء و انوار“ زیادہ ہوتے جلتے تھے۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرب کے وقت وہ ”انوارِ کریمہ“ مستور و مغلوب تھے۔

یا قوتیہ

ایک روز مدینہ منورہ کے قیام کے دوران حضرت خواجہ کے اصحاب میں سے ایک

نے آپ کی خدمت میں اس وقت کے دوسرے مشائخ کے ”احوال و مقامات“ بیان کئے بتقاضای غیرت آپ کے مبارک دل میں خطرہ گزرا ہوگا، اس لیے نسبتوں کا اندازہ لگانے کے لیے توجہ کی، تو آپ کی نسبت کی تجلی ظاہر ہوتی جس کے انوار سے تمام عالم پُر ہو گیا۔ اور اس ”قربِ خاص اور منزلتِ مخصوص“ سے جس سے ”جناب مقدس معلیٰ عز شانہ“ نے آپ کو ممتاز کیا ہے ظہور فرمایا۔ اور افرادِ عالم کی نسبت، ان کا جس قدر انکسار و احتیاج اس عارفِ کامل (خواجہ محمد معصوم) کے ساتھ ہے ظاہر ہوا۔ اور محسوس ہوا کہ وقت کے امام و عالم حضرت خواجہ ہی ہیں اور ”افرادِ عالم“ آپ کے گرد اگر دصف بستہ کھڑے فیض کے منتظر ہیں۔

اسی اثناء میں یہ القا ہوا کہ ایسی عالی مقام ہستی کو یہ حق حاصل ہے (ایسے مواقع پر) کہ دوسروں پر غیرت کھائے۔

یا قوتیہ

ایک روز حضرت خواجہ نے عشاء کی نماز ”شافعی طریقہ“ پڑھی، فرماتے ہیں کہ اس وقت امام اہل محی السنۃ محمد بن ادیس شافعی تشریف لائے تو کمال خندہ پیشانی اور سرور سے ملاقات فرمائی۔ اور اس ”موافقت“ پر خوشی و فرحت کا اظہار کیا۔

یا قوتیہ

وہ عظیم عطیات جن سے آپ کو وہاں ممتاز کیا گیا ایک یہ بھی تھا کہ آپ کو اپنے تمام اصحاب سمیت مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں دو دن اور ایک رات اعتکاف کرنے کی اجازت مل گئی۔ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے اور ہر کس و ناکس مسجد سے باہر آیا، اس طرح آپ کو اس ”بقعہ شریفہ“ میں خلوتِ خاص حاصل ہو گئی۔ حضرت خواجہ مواجہہ شریفہ پر حاضر ہونے دیر تک مراقبہ کیا۔ اسی طرح آخر شب میں تہجد کے وقت بھی حاضر ہوئے اور مراقبہ میں بیٹھے، فرماتے تھے کہ حضرت رسالتِ خاتمیت

علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات کمال بندہ نوازی اور نہایت کرم سے ”حجرۃ خاص“ اور ”حجاب مخصوص“ سے باہر تشریف لائے اور مجھ پر ”نزل“ فرمایا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر ”شرف“ حاصل ہوا کہ اس طرح کسی اور چیز کا ظہور نہیں ہوا تھا، اسی طرح تہجد کے وقت محسوس ہوا کہ آنحضرت علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ و السلام اپنے ”مقصودۃ منورہ“ سے باہر تشریف لائے ہیں اور کمال درجہ کی ”عنایت و لطف“ سے اس ”کمترین“ کے ساتھ معاملہ فرمایا کہ اس حقیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مبارک کے ساتھ ”خاص الحاق“ میسر آیا۔ واللہ علی ذلک۔

یا قوتیہ

جمادی الاول کے آغاز میں جب حضرت خواجہ جنت البقیع کی زیارت کے لیے گئے تو حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت علیہ ”کمال شان اور نہایت لطافت“ کے ساتھ متجلی ہوئی۔ اور حضرت عباسؓ کثیر عنایات اور الطاف وافرہ کے ساتھ اس اہتمام سے حضرت خواجہ پر جلوہ گر ہوئے کہ اسی طرح آپ کے ”الطاف“ کو محسوس بھی کیا جاسکتا تھا۔

جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی زیارت کے لیے پہنچے تو معلوم ہوا کہ ”نسبت علیہ“ کا تلاطم موجبِ زن ہے اور ”بے شمار لطف و کرم“ کا احساس ہوا اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت زہرا خود توجہ فرما رہی ہیں گویا فرماتی ہیں کہ تو ہم میں سے ہے اور ہمارا مہمان ہے اور اس سے قبل کثرتِ عنایات کے اعتبار سے ایسا ہی معاملہ حضرت صدیقہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری کے وقت پیش آیا تھا۔

جب جنت البقیع سے فارغ ہو کر مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچے اور حضرت فاطمہ زہرا کے بحرِ نسبت میں مستغرق تھے کہ حضرت صدیقہ حبیبہ کی ”نسبت علیہ“ نے ظہور کا شرف فرمایا، اور وہ چھا گئی اور ”تحقیق و استہلاک“ اور پہلی حالت کے باوجود

حضرت صدیقہ حبیبہ کی نسبت شریفہ کا استغراق بھی حاصل ہو گیا اور پھر ہر مقام پر یہ دونوں بزرگ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہما بہ نفس نفیس ظہور فرماتی رہیں اور خود ہی متوجہ کرتی رہیں، حضرت فاطمہ زہرا دائیں طرف سے اور حضرت صدیقہ بایں جانب سے ظہور فرماتیں اور نمازِ مغرب سے عشاء تک ہی معاملہ رہا۔ اس کے بعد ”مسجد شریف“ میں ایسا معلوم ہوا کہ نسبت حضرت زہرا بتول غالب آگئی ہے اور ان کی نسبت کو ”بیاض“ کی مانند اور نسبت صدیقہ حبیبہ ”حجرہ“ کی صورت میں نظر آتی۔ اس کے بعد حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ”مواجهہ شریفہ“ پر حاضر ہوئے تو یہی معاملہ وہاں بھی ظاہر ہوا کہ دونوں میں سے ہر ایک کی نسبت مجھے اپنی طرف کھینچتی تھی، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شریف میں حضرت صدیقہ کی نسبت نے قوت اور غلبہ پیدا کر لیا، گویا دونوں نسبتوں کی بنیاد ایک ہی ہو گئی ہو۔

عشاء کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم واپس اپنے مسکن میں گئے تو مخدوم زادگان کبار کے ساتھ ان حکایات کا بیان ہوا۔ فرماتے لگے کہ اس وقت تک وہی معاملہ ہے اس سکین ضعیف پر ان دونوں روحانی بادشاہوں کی کثرت عنایات کے باعث اس وقت میں ایسی فرحت اور سرور میں ہوں کہ اس سے اعلیٰ کا ہرگز تصور نہیں کیا جاسکتا۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ طالت حیوۃ دوامت برکاتہ ۱۶ جمادی الاول کو نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والیٰحۃ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے گئے اور ”مواجهہ کریمہ“ کے قریب کھڑے ہو کر فرمانے لگے جب میں صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہوا تو مجھے ایک خلعت عنایت ہوا، اور ایسا محسوس کیا کہ یہ خلعت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایات میں سے ہے۔ اس کے بعد اسی مجلس اور مقام پر اپنے اوپر دوسرے خلعت کو پا کر سمجھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہربانیوں میں سے ہے، ان دونوں خلعتوں

کے الگ الگ رنگ تھے۔ اول سُرخ اور دوم زرد و فام تھا اور اس مقامِ متبرکہ سے اپسی کے وقت سبز رنگ کے تیسرے خلعت نے مجھ پر نزول فرمایا تو القار ہوا کہ یہ حضرت خیر البریہ علیہ وعلی آلہ الف الف صلوة والسلام و تحیۃ کا عطیہ ہے۔

یا قوتیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ”استغناء محبوبی“ اور آپ کی رحمت عامہ کے بیان میں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ”وجود شریف“ ”تمام عالمیان“ کا مرکز ہے اور ”دورۂ عرش“ سے لے کر مرکزِ فرش (زمین) تک تمام مخلوقات فرشتے، حوریں، انسان، جن اور اللہ جل شانہ کی مخلوق کے تمام طبقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں اور یہیں سے فیض پاتے ہیں، بیشک حقیقی فیض رساں وہاں مطلق (اللہ تعالیٰ) ہے، لیکن تمام قسم کے فیوض جو لوگوں کو پہنچتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ”توسل شریف“ سے ہوتے ہیں، ملک و ملکوت کی تمام مہمات آپ کے اہتمام سے انجام پذیر ہوتی ہیں اور اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ روضۂ مطہرہ حضرت نبی اکرم علی ساکنہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ سے شب و روز تمام مخلوقات پر انعام ربانی کا عمل اس طرح جاری ہے گویا آپ کے ساتھ ان کا دائمی رابطہ (سبیل الاتصال) ہے (کہ انوارِ فیوض کی ایک سبیل یا سبیلِ رواں ہو) جیسے مشکیزوں کے منہ کھول دیئے گئے ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ہم نے تمہیں تمام جانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا“ فرماتے تھے کہ ”یہ رحمتِ عامہ“ ”شمولِ شفقت“، ”استغناء و عظمتِ محبوبیت“ کے مقامِ خاصہ کا لازمہ ہے جو بہ تحقیق ثابت ہے۔ لہذا جناب کے حضور اپنی حاجات کا عرض کرنا دراصل احتیاج میں وسیلہ کے طور پر ہے اور کسی مشکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کے بغیر امور کے حل کے لیے انتخاب کرنا نافرمانبرداری و گستاخی ہے۔

۱۔ لفظ ”صعب“ کا یہ بہترین ترجمہ شائن گاس کے مرتبہ عربی لغت سے ماخوذ ہے۔

یا قوتیہ

۲۱ جمادی الاول شنبہ کی رات کو عشا کی نماز سے فراغت کے بعد عالی مقام مخدوم زادے (اللہ ان کی عمر و راز کرے) خلوت میں حضرت خواجہ سلمہ سبحانہ سے مصروف افادہ ہوئے۔ گزشتہ شب جو کہ جمعہ کی رات تھی گویا ظہورِ اسرار اور بحرِ انوار میں موجوں کا تلاطم تھا۔ آج مجھ پر جو اسرار و اہوتے جن کی طرف میں نے اشارہ بھی نہیں کیا اور اگر ان میں سے کچھ ظاہر ہو جائے تو خلق میں لقمہ احمک جائے اور گلے کٹ جائیں۔ ہاں اگر اس میں سے کچھ اشارہ کسب جاسکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ شیخ کامل اور مستعد مرید کے مابین اثبات کیا جاسکتا ہے یعنی جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات کو ایک مرید صادق میں منتقل کر دے تو ایسا ممکن ہے اور وہ خود غائب ہو کر مرید میں ظاہر ہو جائے گا اور اس دوران مرید پر مرشد کا مکمل ”زنگ“ چڑھ جاتا ہے، اور اس پر وقائی و حقائق متحقق ہو جاتے ہیں۔

فرماتے تھے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس معاملہ میں حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی نسبت کا اثبات کیا تھا۔ اس وقت اس فقیر کے ساتھ بھی یہی عظیم معاملہ درپیش ہوا کہ جناب عالی کی نسبت کو اپنے میں محسوس کیا۔ اور ”معاملہ“ یہاں تک پہنچا کہ نہ میں اپنی آنکھوں سے کچھ دیکھتا تھا اور نہ ہی اپنے کانوں سے سُنا تھا۔ فرماتے تھے کہ اس وقت جو نعتیہ اشعار اور مدحیہ قصیدے قدیم طریقے پر پڑھے جاتے تھے وہ میں سب اپنی طرف منسوب کرتا تھا۔ اس اثناء میں مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ نے حضرت خواجہ کی خدمت میں سوال کیا کہ آیا یہ ”کون“ وہی اس طبقہ صوفیہ میں متعارف ”فنا و بقا“ ہے یا اس سے بالاتر ”امر“ ہے؟ فرمایا کہ یہ ”معاملہ“ فنا و بقا کے علاوہ ہے اور وہ ایسے ”خصائص“ سے متاثر ہے جو وہاں نہیں پائے جاسکتے۔ حضرت خواجہ دامت برکاتہ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس پر اکثر ریحوں اور آسمانی مخلوقات وغیرہ کی عاضی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

خاص طور پر قبۃ مبارکہ کے اُوپر اور مسجد شریف کے باہر ”جنود اللہ“ (عساکر الہی) کا اتنا اجتماع ہوتا ہے کہ اندر اس طرح دیکھنے میں نہیں آتا۔

اس راز کے معنی یہ ہیں کہ (مقاماتِ معتمدہ کے) اندرونی انوار میں جو تلاطم ہوتا ہے انسان ان کے ادراک سے قاصر ہے لیکن اس کے برعکس باہر یہ انوار اندر کی نسبت بہت کم ظاہر ہوتے ہیں۔

یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ قبلۃ الاولیاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مجھے اسرارِ خفیہ سے آگاہ کیا تھا اور میں اپنے میں ہر چند ان معاملات کو پاتا تھا اور ان اسرار و معاملات کے انتہائی بلند ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی ندامت ہوتی تھی اور تردد بھی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ”حجرۃ منورۃ مطہرہ“ میں ان اسرار سے نقاب ہٹا دیا گیا اور ظاہر کر دیا گیا کہ ”مطلوب“ تک پہنچنے کے لیے میرے لیے دو طریقے ہیں۔ اول وہ طریقہ ہے کہ اصالت کے اعتبار سے جس کا حصول ممکن ہے اور وہ ”طریقۃ احسان“ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی کے ”توسط اور ضمانت“ سے سلوک کی منازل طے کی جائیں۔ اسے ”طریقۃ انابت“ کہتے ہیں، لیکن پہلا طریقہ جیسا کہ ظاہر ہے وصول کے قریب ترین ہے اور طریقہ ثانی میں حضرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف و عنایات حد سے زیادہ ہیں۔

یا قوتیہ

۶ جمادی الاخریٰ بروز دوشنبہ حضرت خواجہ اہل بیع کی زیارت کے لیے گئے، واپس آکر فرمایا کہ قبورِ متبرکہ میں سے ہر اُس قبر پر جہاں میں بیٹھا صاحبِ قبر کی عنایات کا اپنے اندر مشاہدہ کیا۔ اسی طرح دیگر اہل قبور جن کی زیارت کا ارادہ تھا، کو منظرِ پایا اور میری

۱۔ احسان کے لغوی معنی ”پننا“ ہیں۔ چونکہ کسی بھی چیز کے پینے کے لیے صرف ذاتی حکمت درکار ہوتی ہے۔ گویا اس میں توسط اور ضمانت نہیں ہوتی۔

ملاقات کے لیے ان کا اجتماع بالکل اسی طرح تھا جس طرح ایک مہمانِ عزیز کے لیے کیا جاتا ہے اور ان حضرات کی غایت درجہ عنایات کے مسلسل ورود کو محسوس کیا۔

جب امیر المومنین حضرت عثمان علیہ الرضوان کے مزار کی زیارت سے فارغ ہوا تو اپنے اوپر ایک تازہ خلعت کو پایا، معلوم ہوا کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے۔ جب سیدنا ابراہیم علی ابیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ منورہ پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ میری طرف تشریف لا کر مجھے اپنے ساتھ نسلک کر لیا۔ کبھی میرے پہلو میں آتے اور کبھی بہت مہربانی کرتے ہوئے مجھ سے معاف فرماتے اور آپ مجھے خالص نور نظر آتے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس جگر گوشہ کے حق میں آنحضرت علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔

فرماتے تھے حضرت ابراہیم (جگر گوشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت کے ظہور اور عنایات کی جولذت میں نے پائی ہے اور ان کے القار نسبت کی جولذت ہے وہ مجھ سے جدا ہونے والی نہیں ہے۔ اسی طرح وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اس روضہ منورہ میں مدفون ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ بھی تشریف لائے اور بشمار عنایات و مہربانیوں کے ساتھ میرا احاطہ کر لیا۔ اس کے بعد امام اہل مالک بن انس کے مرقد پر پہنچا تو آپ بجلت تمام میری طرف تشریف لائے اور عرب کی رسم ملاقات کے مطابق انتہائی لباشت اور فرحت سے ملاقات کی کیونکہ ان کی ملاقات انتہائی مسرت میں ہے اور یہ طریقہ ملاقات کسی اور میں نہیں، اس کے بعد ازواجِ مطہرات کی بے حد عنایات و مہربانیوں کو محسوس کیا۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ ماں کی شفقت اپنے بیٹے کے لیے ہوتی ہے خصوصاً حضرت صدیقہ حبیبہ کہ جن کی عنایات محض مخصوص وقت کے لیے نہیں تھیں بلکہ میں نے خود کو ان کے ساتھ نسلک پایا، حضرت زہرا بتول علی ابیہا و علیہا الصلوٰۃ والسلام کے کثیر الطاف کا ظہور، اہل بیت کی بناتِ مطہرات کی شفقتیں،

امیر المومنین حضرت عباس اور حضرت حسن اسی طرح آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عنایات لاتعداد کا علم ہوا۔

جب میں عارف ربانی خواجہ محمد یارِ ساقدس سرہ کے مزار مبارک پر پہنچا تو وہ انتہائی خندہ پیشانی اور ”خصوصیت“ سے باہر آئے اور نہایت گرمجوشی و کرم فرمایا، اس وقت میں نے ان کی نسبت کو کمال درجہ ”صفا اور لطافت“ کے ساتھ ”فوقِ ظلال“ پر پایا۔

جب بقیع سے باہر آئے تو کچھ دیر قلعہ کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر امام اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ قلعہ کے اندر دفن ہیں، کی روحانیت پر متوجہ ہوئے۔ حضرت امام بڑی شان اور نہایت لطف و احسان کے ساتھ حضرت خواجہ پر ظاہر ہوئے۔ یہ مخفی نہ رہے کہ جامع رسالہ نذر حضرت مخدوم زادہ محمد عبید اللہ نے حقائق آگاہ شیخ آدم (بنوڑی) کے احوال اصل (عربی) رسالہ (نذر) میں اس طرح لکھے ہیں، جن کا میں (مترجم) اقتدار کرتے ہوئے انہیں الفاظ میں نقل کر رہا ہوں :

اگرچہ شیخ آدم کے بعض احوال انشاء اللہ الگ ورق پر لکھے جائیں گے لیکن اتنا سنا ہے کہ حضرت خواجہ جب کبھی بقیع جاتے تھے شیخ مذکور کی ”تربت“ پر ضرور جلتے اور مراقبہ بھی کرتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز چاہے اور اس سلسلہ میں بہت غور فرمایا ہے۔

ذیل (یا قوتیہ نذر) : ان کلمات کے القاء کے بعد حضرت خواجہ دامت برکاتہ نے فرمایا کہ بقیع کے بقعات مبارک اور مزارات متبرک کی زیارت نے میری نسبت میں ”عجب ظہور“ اور انوکھی جلا پید کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنے قرب و منزلت کا مشاہدہ کیا تو محسوس ہوا کہ سارا عالم میری اس نسبت سے پُہ ہو گیا ہے۔ اور مخلوقات عالم میرے سامنے صف بستہ کھڑی ہیں کبھی لباس میں اور کبھی میرے گرد اگر دھندلے ہوئے ہیں اور میں ان کے درمیان امام ہوں۔ اور ایسا نظر آیا کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے گوناگوں

فیوض و برکات جو تمام خلایق تک پہنچتے ہیں، وہ تمام اس درویش (حضرت خواجہ) کے توسط سے بھیجے جاتے ہیں اور تمام مخلوق خواہ اولیاء ہوں یا عام لوگ حصول برکات اور ترقیات (باطنی) کے لیے اس ضعیف کے منتظر ہیں۔ ملکی مہمات کی تصحیح کے لیے قلم و دوات کو اکثر اپنے نزدیک حاضر پایا، گویا ایک سلطان ذی شان کے دربار میں وزیر اعظم کا جو تعلق اور اختیار ہوتا ہے، اپنی ہی کیفیت میں نے اس مقام پر محسوس کی۔ یہ جلیل القدر خدمت جو مجھے مرحمت کی گئی، اس سے بھی عجیب اسرار کے ظہور کے باوجود اصالت و محبوبیت کے اسرار جو اس سے بلند تر ہیں عطا ہوئے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگرچہ اس نسبت نے مجھ پر ظہور و غلبہ کر لیا تھا تو میں متعجب و ناوم تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حضور اس دوسری نسبت کے ظہور کی کیا گنجائش تھی؟ (تو معلوم ہوا کہ) یہ حالت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات کا اثر اور برکات کا جز ہے اور یہ سب کچھ ان اکابر کے طفیل ہوا۔ اس طرح مجھے تسلی و خوشی ہوئی۔

یا قوتیہ

ایک مرتبہ حضرت خواجہ بقیع کے مزارات کی زیارت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ان مزارات متبرکہ سے جو بکثرت خلعت حاصل ہوتے ہیں وہ دراصل ان صاحب مزارات کی نسبتوں کا حصول مراد ہے، متعجب ہوں کہ مختلف نوع کے رنگا رنگ خلعت جو ایک دوسرے سے ممتاز بھی تھے، کو اپنے اوپر پایا اور ان کے انوار کی درخشندگی سے فرحت ہوئی۔ اس کے بعد زبان گوہر نشاں سے فرمایا کہ حضرات شیخین سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما و افاض علینا برکاتہما نے جناب سروری علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام میں اس قدر "فنا و الحاق" کر لیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "حضور شریف" میں اپنا درجہ آنا کم کر لیا ہے کہ عام زائرین کے لیے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ظہور عنایات

اور اخذ فیوض کی درخواست کرنا بہت دشوار ہے۔ مگر وہ شخص جس پر آنحضرت کا بہت زیادہ الطاف ہو وہ بہت ہی غور کے بعد حصول عنایات کا امیدوار ہوتا ہے چنانچہ نہایت ہی کمال و کرم سے اپنے خاص خلعت اس حقیر (حضرت خواجہ) کو مرحمت کیے بخلاف حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ فاصلے پر مدفون ہیں، کا ظہور جدا ہے۔ لہذا میں جب بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا تو معاملات و اسرار کا ذکر ضرور ہوا۔

یا قوتیہ

۱۶ جمادی الاخریٰ بروز پنجشنبہ کو حضرت خواجہ مدفونین بقیع کی زیارت اور اس مقام کے اکابر (مدفونین) سے رخصت کی اجازت لینے گئے، اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے قریب جا بیٹھے اور معدن حیا حضرت عثمان سے وداع ہونے کے بعد دوسرے مزارات پر بھی گئے، فرمایا کہ امیر المومنینؓ کمال الطاف و مہربانی سے الوداع کہنے کے لیے باہر تشریف لائے، مجھے بوسہ دیا اور مختلف قسم کے خلعت پہنائے اور رخصت فرمایا۔ اسی طرح ہر مزار سے بہت ہی ”عنایات“ اور بے شمار ”الطاف“ کا مشاہدہ کیا۔

اس کے بعد بروز دوشنبہ اہل بقیع سے اجازت رخصت کے لیے دوسری مرتبہ گئے، فرمایا کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے رخصت لینے کے بعد میں بڑا مغموم و نامم ہوا اور معدن حکم کے مزار پر انوار پر بیٹھ کر دل میں خیال آیا کہ اس سے قبل تو رخصت کے وقت ”خلعت“ حاصل ہوا تھا لیکن آج فقط ”صحبت حضور“ ہی کا نصیب ہوا ہے لیکن ”برخواست“ صحبت کے بعد دوسرا خلعت مرحمت ہوا جو ”لطافت“ میں پہلے خلعتوں سے بہت بہتر تھا۔ فرمانے لگے کہ مزاراتِ متبرکہ میں سے حضرت امیر المومنین کا ”معاملہ“ سب سے جداگانہ ہے اور اپنی منزلت و مرتبہ کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز ہیں۔ اگرچہ بعض اہمات المومنین بزرگی اور انوار میں آپ کے برابر ہیں لیکن اس قسم کے افاضات و عطیات اور کثرت عنایات

جو کہ خلافت نبوی کا ثمرہ ہے اور جداگانہ حقیقت بھی۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سید الشہداء امیر المومنین حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا مرقد شریف جبل اُحد کے قریب مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے، کی زیارت کے لیے دو مرتبہ گئے۔ آپ جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیات کی ”نسبت شریف“ اور ”قرب منزلت“ کے ساتھ حضرت خواجہ پر ظاہر ہوتے اور ان کی عنایات والطف کو محسوس کیا۔

فرماتے تھے کہ بعض اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اس قدر عنایات اور الطاف و دلجوئی کا احساس و مشاہدہ ہوا کہ کیا بیان کیا جاتے؟ اور بقیع متبرک میں حضرت امیر المومنین عثمان، صدیقہ حبیبہ، سیدنا ابراہیم، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن مسعود جو کہ روضہ سیدنا ابراہیم میں مدفون ہیں، امام اسمعیل بن امام جعفر صادق اور محمد زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس حقیر کو اس قدر الطاف سے فائز کیا جو دوسروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ نے اپنے دونوں عالی درجہ مخدوم زادوں یعنی حضرت خواجہ محمد نقشبند اور حضرت محمد علیہ اللہ (مولف کتاب ہذا) سلمہا اللہ سبحانہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں کے لیے جناب سرور کائنات علیہ و علیٰ آلہ الفالاح صلوٰۃ والسلام کی طرف سے ”سیم و نذر“ سے مرصع دو دستار مرحمت ہوئی ہیں، چونکہ ان دونوں مخدوم زادوں نے پورے قرآن پاک کا ختم کیا تھا اور اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ معلیٰ میں بطور ”ہدیہ و تحفہ“ پیش کیا تھا جس کے صلے میں یہ خلعت عطا ہوئے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ فجر کی نماز کے بعد مواہبہ کریمہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں حاضر ہوئے۔ محرابِ حضرت عثمان میں اپنے اصحاب سمیت قاعدہ کے مطابق ”حلقہ ذکر“ منعقد کیا۔ ایک دن نماز اشراق سے فراغت کے بعد فرمایا کہ آج مشاہدہ ہوا کہ گویا حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ روضۃ منورہ سے باہر اس حلقہ کی طرف ویدہ سلطنت اور خدام و افواج کے ساتھ تشریف لارہے ہیں اور بعض خواص ان جنہیں ”منزلت و مکانت“ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہے، بھی ہمراہ باہر آئے ہیں میرے فرزندِ ارجمند محمد عبید اللہ بھی شاندار لباس اور زیور سے آراستہ ان خواص میں شامل ہیں اور نزدیک آگئے ہیں۔ اللہ سبحانہ الحمد۔

یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں خواتین میں سے حضرت خدیجہ کبریٰ، عائشہ صدیقہ اور زہرا بتول رضی اللہ عنہن علیحدہ علیحدہ شان کی مالک ہیں اور حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے قرب و منزلت کے باعث دوسروں کو یہ ”شان و منزلت“ میسر نہیں ہے، اور یہ تینوں بزرگ مستورات ”علو شان“ میں ایک دوسرے پر سبقت کے لیے کوشاں رہتی ہیں۔ اس قدر مشاہدہ ہوا کہ حضرت صدیقہ کو ”معاملات واروہ“ میں دوسروں سے زیادہ مداخلت کا وصف حاصل ہے اور حضرت خدیجہ و حضرت زہرا کا کمال درجہ کے قرب کی وجہ سے پورے وقار اور مسکنت سے ظہور ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لیے ایک وجہ فضیلت ہے۔ حقیقی علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ کے مدینہ منورہ میں اقامت کے دوران ایک روز مولانا بدر الدین سلطانپوری سے، جو کہ آپ کے اجل خلفاء اور عظیم علمائے شمار ہوتے ہیں، خلوت میں متوجہ تھے کہ سیدنا خلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خواجہ پڑطاہر ہوئے اور حضرت

ابراہیم خلیل علیہ السلام نہایت کرم سے بہت مسرت کے ساتھ مولانا کے عقب سے حجاب سے باہر تشریف لائے اور مولانا کو اپنی گرفت میں لے کر بخشش فرمائی، اس سے پہلے جبکہ مولانا ”دارہ ولایت ابراہیمی“ میں داخل ہو کر اس ولایت سے بشر ہوتے تھے، یہی معاملہ پیش آیا تھا۔ نیز ایک روز حضرت خواجہ مسجد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اعتکاف کے ایام میں مولانا کے ہمراہ مواجہہ شریفہ میں ”مجلس سکوت“ میں تھے، مجلس ختم ہونے کے بعد فرمایا کہ انہیں ”خلعت“ مرحمت ہو گئی ہے۔ الحمد للہ سبحانہ علی ذلک۔

یا قوتیہ

عالی درجات مخدوم زادوں سے منقول ہے کہ بروز دوشنبہ ۲۰ جمادی الاخریٰ کو مدینہ سکینہ سے رخصت کی اجازت کے لیے حضرت خواجہ حضور فخر موجودات و سرور کائنات خواجہ دین و دنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکات میں گئے، فرمایا کہ نماز ظہر میں ہی محراب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک مجھ پر جدائی کے غم سے گریہ طاری تھا۔ اسی غم و اندوہ کے عالم میں تھا کہ روضہ معطرہ سے آفتاب رسالت کے انوار سطوت و شمت سے طلوع ہوئے اور حضرت رسالت خاتیت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کمال شان و عظمت سے حجرہ کریمہ سے باہر تشریف لائے، مجھ پر نزول فرمایا اور نہایت کرم سے خلعت اور تاج شاہی جو ایسی شان و رفعت والا تھا کہ ہرگز اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا، اس حقیر کو پہنایا۔ ایسا محسوس ہوا کہ اس تاج پر طرہ شاہی ہے اور اس کے اوپر عمل و جوابہر جڑے ہوئے ہیں، معلوم یہ ہوا کہ یہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ”بدن شریف“ کا خلعت خاص ہے، جو د عطا شدہ خلعتوں کی طرح نہیں ہے۔ اس کے بعد اپنے ان فرزندوں کے لیے بھی جو اس سفر میں ہمراہ تھے جناب عالی حضرت میں التجا کی، تو کمال بندہ نوازی سے ہر ایک کے لیے کسی خلعت مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد مواجہہ شریفہ پر حاضر ہوا تو اس معاملہ کا مشاہدہ کیا۔ فرمانے لگے کہ ان دونوں مقامات یعنی محراب محمد

اور مواجہہ کریمہ میں ایک دوست پہلو میں کھڑا اور حصولِ اجازت کے لیے ہمراہ آیا تھا، میں نے اس کے لیے بھی خلعت کی التجا کی تو یہ درخواست قبول نہ ہوئی۔ تو مزید التجا و تضرع کے بعد اس کے لیے بھی خلعت کی قسم کی کوئی چیز عطا ہوئی۔ چنانچہ اس وقت اُسے دستار سے ممتاز کیا گیا۔

یہ حقیر (مترجم محمد شاکر) عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ مکاشفہ دراصل اس واقعہ کی تعبیر ہے کہ حضرت خواجہ نے اس سفر کے دوران شاہ جہان آباد کے راستے میں مشاہدہ کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نماز میں امامت کر رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ آپ کی اقتدار میں صف بستہ ہیں۔ میرے دونوں بڑے بھائی خواجہ محمد صادق و خواجہ محمد سعید قدس سرہما، صفِ اول میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد عین نماز کی حالت میں ہی فرمانے لگے کہ ہمیں محمد معصوم کی طرف سے یہ پہنچا اور یہ بھی پہنچا گویا گنتی فرماتے تھے۔

اسی طرح دونوں بڑے بھائیوں نے بھی کہا کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانی کو فلاں فلاں ملا۔ اس اثنائے میں حضرت دہاب عز شانہ کی طرف سے آپ کو ”مجدد الف ثانی“ کا خطاب ملا کہ اس کی آرائش کی جائے گویا حضرت مجدد عرض کر رہے ہیں کہ کس قسم کی آرائش کی جائے؟ حکم ملا کہ لعل و جواہر سے آراستہ تاج ان کے سر پر رکھا جائے اور جو لعل و جواہر اس پر لگے ہوئے ہیں ان کی روشنی سر سے لے کر قدموں تک ہے، گویا نور علی نور ہے۔

یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ خلعت کے عطا ہونے سے مراد ہے ”نسبتِ خاصہ“ کا افاضہ اور معاملہ مخصوص جس کی اولین دلیل مشاہدہ ہے جو عطا کرنے والے کی کامل عنایت سے بندہ کی نظر کشفی میں اس عطیہ کو خلعت کی صورت میں متشکل کر دیا، وہ عنایات جو اس خصوصیت کی حامل نہیں تھیں وہ خلعت کی صورت میں نمودار نہ ہوئیں یہی وجہ ہے کہ ”مواجہہ شریفہ“ میں اپنے مخصوص مریدین کے لیے حصولِ خلعت کے لیے جو التجا کی تھی اس کا اثر ظاہر نہیں

ہوا تھا۔ اگرچہ ان اصحاب پر امتفات و عنایت کا احساس ہوا تھا مگر بعض فقیر زادوں کو
محض اللہ کے فضل و کرم سے خلعت عنایت ہوئے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ جب حرمین الشریفین کے متبرک مقامات
پر پہنچے تو ان مقامات کی محبت کا آپ پر اتنا غلبہ ہوا کہ دیا بند کی طرف واپس جانے میں
خاصا توقف اور تردد فرمایا۔ جب قافلہ کے مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کا وقت قریب
آیا تو حضرت خواجہ موافقت کریمہ درود منورہ پر حاضر ہوئے کہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی مرضی مبارک معلوم کریں کہ بندہ کی درگاہِ معلیٰ پر اقامت منظور ہے یا وطن واپسی؟
تو کمال رضا کے ساتھ واپسی کا امر ہوا اور رخصت کا واضح اشارہ فرما دیا۔

اس اشارہ میں حضرت خواجہ کے دل میں آیا کہ سلطان وقت (شاہ جہان) کا بڑا بیٹا
(داراشکوہ) جو شریعت کا دشمن اور مفسد اصحاب خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک
اور خاندانِ حضرت مجدد الف ثانی سے خاص عداوت رکھتا ہے، اور اس جماعت کو نقصان
پہنچانے کے درپے ہے، تو تردد ہوا۔ اس لیے اس معاملہ میں آپ نے جناب معلیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم میں التجا کی۔ فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ و علیٰ
آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات دست مبارک میں برہنہ تلوار لیے ہوئے ظاہر ہوئے اور دار کے
قتل کے لیے اشارہ فرمایا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اشارہ فرمایا تھا، ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ سے چند سال قبل حضرت خواجہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت مسرت و شادمانی
کے ساتھ روضہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ دسرہند شریف) میں اس معاملہ کے ظہور
کی امیر المؤمنین اور نگ زیب کو بشارت دی تھی۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہوا جس کا مشاہدہ کیا
گیا تھا۔ یہ حضرت خواجہ کی کرامت بھی ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی۔

یا قوتیہ

جب حضرت خواجہ مدینہ منورہ کی حدود سے باہر نکلے اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آپ کو جوڑوں کے درد کی شکایت ہو گئی۔ ایک روز شدتِ مرض میں فرمایا کہ حضراتِ عالیات زہرا بتول، صدیقہ حبیبہ اور ابراہیم بن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصلات والتسلیمات تشریف لائے تھے، گویا میری عیادت کے لیے آئے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کا ظہور بھی ہوا، حضرت صدیقہ دایمیں جانب سے اور حضرت ابراہیم میرے سینے سے نمودار ہوئے۔ ان تمام بزرگوں نے بے شمار غنایات و الطاف فرمائے خصوصاً حضرت صدیقہ نے لاتعداد مہربانیوں، عطیات اور الطاف سے نوازا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر تشریف لاتی تھیں۔

یا قوتیہ

جب دادی صفراء میں پہنچے تو نماز عصر کے بعد حضرت ابوذر غفاری کے مزار پر گئے کچھ دیر مراقبہ کیا تو ان کی نسبت تشریف ”کمال لطافت“ سے ظاہر ہوئی، فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے اپنی نسبت میں ان کے کسی ”ہدیہ“ کے عطا ہونے کا احساس نہ ہوا، لیکن جب نماز سے فارغ ہوا تو اپنے اوپر خلعت جدید کو پا کر معلوم ہوا کہ یہ آنجناب کا تحفہ ہے۔

یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ جب خلیصؑ کے نواح میں جو کہ مکہ مبارکہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے، میں پہنچے تو فرمانے لگے کہ مشاہدہ ہوا ہے کہ اس دادی کے تمام مقامات متبرکہ کعبہ حسنا کے انوار سے پر ہیں اور فرشتوں و ارواح کا اس صحرائے ہجوم محسوس ہوا۔

۱۔ دادی صفراء۔ مدینہ کے نواح میں ہے۔ زراعت اور پیداوار کے اعتبار سے حجاج کے لیے مفید ہے

(یا قوت ۳/۴۱۳، مراد الاطلاع ۲/۸۴۴)

۲۔ خلیص۔ مکہ اور مدینہ کے مابین ایک قلعہ ہے (یا قوت: معجم البلدان ۲/۳۸۷، مراد الاطلاع ۱/۴۴۹)

اس کے بعد فرمایا کہ کعبہ مبارکہ کی طرف متوجہ ہوا تو اس کے مجھ پر الطاف کا احساس ہوا۔

یا قوتیہ

جتنا حضرت خواجہ سلیمان سبھانہ و دامت برکاتہ حریم محترم سے نزدیک ہو رہے تھے اتنا ہی معلوم ہوتا تھا کہ اطراف و اکناف سے ”انوار عظیمہ“ نے مکہ مکرمہ کو گھیر لیا ہے اور طواف کے دوران ”حضرت کعبہ“ سے عظیم عنایات ہوئیں، فرماتے تھے جب مقام (ابراہیم) کے پیچھے ”دو گنا طواف“ ادا کیا تو حضرت خلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوا۔ اس مقام اعلیٰ پر ”حضور خاص اور اتفاق عجیب“ محسوس کیے اور اسرارِ غلت نے شرف ظہور کیا۔ فرمانے لگے، سارے مقام کو ان اسرارِ غلت سے مملو پایا۔

جاننا چاہیے کہ حضرت خواجہ کے مدینہ منورہ سے مراجعت کے بعد مکہ شریفہ میں جو معاملات ہوئے ان کا تفصیلی ذکر فصل اول میں کیا جا چکا ہے۔

خاتمہ

(عنایات کے) ان تہمتوں اور زعمیوں کا بیان جو حضرت خواجہ پر عرب میں ظاہر ہوئے۔ یہ خاتمہ چار یواقیت پر مشتمل ہے۔

یا قوتیہ

۲۷ رمضان المبارک کی شب کو بندرگاہ منیا پر مخدوم زاہد عالی منزلت حضرت خواجہ محمد عبید اللہ (مؤلف رسالہ ہذا) نماز تراویح میں امامت کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ پر دافر برکات و کثیر عنایات کا ظہور ہوا، اس مخدوم زاہد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت میں تم بھائیوں پر متوجہ ہوا اور بارگاہ الہی میں التجا کی تو دیکھا کہ اسی وقت تم

پر برکات کا نزول ہونے لگا۔ اس کے بعد دوسرے اصحاب کے لیے توجہ کی توان پر بھی باران برکات ہوئی۔ چنانچہ وہ ہر ایک پر برسی اور اس کے قطرے دوسروں پر بھی پڑے۔ گویا سخیوں کے جام سے زمین کے لیے بھی حصہ ہوتا ہے۔

یا قوتیہ

اللہ جل شانہ کی عنایت سے سمندری سفر طے ہو گیا اور بندرگاہ سورت میں پہنچ گئے تو بے شمار طالبان حق مردوں اور عورتوں نے حصول طریقت (بیعت) کے لیے هجوم کیا۔ اور حلقہ ذکر میں عجیب قسم کا اجتماع ہوا۔ گویا اس آیت کا عملی ظہور ہوا۔ اور تو لوگوں کو گروہ در گروہ دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھے۔

ایک روز خلوت میں مخدوم زادوں سے فرمانے لگے۔ آج رات سحر کے قریب اس حالت میں فکر مند تھا کہ شغل ارشاد اور بندگان خدا کے معاملات میں میرا اس قدر تصرف کرنے میں اللہ جل شانہ کی رضامندی ہے یا نہیں؟ اس کے بعد میں نے اسے ترک کرنے کا عزم کر لیا اور گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہی، اور تمہیں بھی ترک ارشاد کی وصیت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جب ایک ساعت اسی حالت میں گزر گئی اور میں اس ارادہ کا عزم کیے ہوئے تھا کہ اللہ تعالیٰ عز و جہانہ و عظم انعامہ کی لاتعداد عنایات و الطاف ظاہر ہوتے اور تجلی خاص ظہور مخصوص واقع ہوا کہ اس قسم کی تجلی بہت کم ظہور پذیر ہوتی ہوگی۔ الہام ہوا کہ ارشاد کا معاملہ اور اس سلسلہ میں جو کچھ تم سے صادر ہو رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہم کرتے ہیں تمہاری طرف سے درمیان کچھ اثر نہیں ہے۔

فرماتے تھے کہ اس وقت یہ مشاہدہ ہوا کہ جو کچھ مجھ سے سرزد ہو رہا ہے وہ میں سب کچھ اس ذات سبحانہ و تعالیٰ سے منسوب کرنے لگا حتیٰ کہ طالبان حق کو کلاہ اور شجرہ دینے کے عمل کو بھی اس سے ”مخصوص و منسوب“ پایا۔

صاحب اسرار مخدوم زادہ عالی درجہ (مؤلف رسالہ ہدایہ) نے اصل عربی رسالہ میں

اس مکاشفہ کے اختتام پر یہ عبارت تحریر کی ہے :

راقم الحروف، اللہ تعالیٰ اُسے خطا اور لغزش سے محفوظ رکھے، کہتا ہے کہ یہ صحیح اور صریح الہام ہے، ہر اس شخص کے لیے مکمل بشارت ہے جس نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور ان کے طالبوں کا مرتبہ اور ان کے مریدوں کا مقام سمجھا جاتا ہے، کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف بلا واسطہ منسوب ہے تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جو رب العالمین ہے۔

یا قوتیہ

ہم عربین الشریفین کے عطیات کو دو عنایات کے ذکر پر ختم کرتے ہیں جو ہمارے امام اور قبلہ سید شیخ (خواجہ محمد معصوم) نے بارگاہِ عالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیں۔ ایک خود حضرت خواجہ کے حق میں اور دوسری آپ کے شیخ، دُنیا کے امام مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے۔

اول، ایک روز حضرت خواجہ اپنوں اور پرائیوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا کہ حضرت سید الاولین والآخرین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے آسمان سے نزول فرمایا اور کمال شان اور کمال نورانیت کی شاعیوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت مبارک متشخص نہیں تھی گویا "نورِ صرف" متمثل ہے۔ رحمتِ سرورِ حق حضرت نے بوسہ دیا اور پھر آسمان کی طرف عروج فرمایا۔

دوسرے یہ کہ ایک روز سرسند کی اقامت کے دوران "واقعہ" میں دیکھا کہ حضرت محبوب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے گھر میں کھڑے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انوارِ عظیم اُٹ رہے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی اس کے صحن میں ایک کونے میں کھڑے اپنی نسبت میں مستغرق ہیں حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کمالِ بندہ نوازی سے حضرت مجدد کی تعریف میں بہت سے کلمات فرما رہے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ ان لوگوں

کے درمیان اور اس جہان میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس قسم کے بندہ کو پابند کر رکھا ہے کہ اللہ سبحانہ کے مقرب فرشتے اس کے پاس آتے ہیں لیکن وہ ان کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتا۔

یا قوتیہ

یہ رسالہ شریفہ جب مکمل ہو گیا تو حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ کے حضور پیش کیا گیا۔ آپ نے سارا رسالہ پڑھا کر سنا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے اور محزون اسرار مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ (جامع رسالہ ہذا) سے فرمایا کہ میں اپنے حضرت پیر دستگیر (حضرت مجدد) کے حضور اس لیے گیا اور متوجہ ہوا تھا کہ آیا ان تمام معارف کا تحریر کیا جانا آپ کی مرضی ہے یا نہیں؟

حضرت مجدد قدس سرہ ظاہر ہوئے اور ایسی مہربانی و عنایات فرمائیں کہ اس وقت تک اس قسم کی بہت کم عنایات کا ظہور ہوا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کمال مہربانی سے میرے گرد چکر لگا کر فرحت و سرور کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اس صبح نماز کے بعد حلقہ ذکر میں مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ دو استاد جنہوں نے دو خواں ہاتھ میں اٹھائے ہوئے مسجد کے دونوں دروازوں سے اندر داخل ہو کر میرے سامنے آگئے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ واضح نہ ہو سکا کہ وہ کیا لاتے اور میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ ان میں جواہر و یو اقییت کی مانند درخشندہ چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔ اسی اثنا میں اس شخص نے ایک جواہر سے مرصع تلج میرے سر پر رکھا۔ انتہا۔

راقم حروف عفی عنہ کہتا ہے کہ اس رسالہ کی وجہ تسمیہ ”یو اقییت“ اسی معرفت کے مطابق ہے اور اس نام کے تجویز کرنے کے لیے ہی موزوں ترین وجہ بھی۔ تیرے رب کی ذات پاک ہے۔ وہ عزت والا پروردگار پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں، اور رسولوں پر سلام ہے، اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

ماخذ مقدمہ و حواشی

مخطوطات

- ۱۔ یاتہو، سلطان باہو، کلید التوحید۔ کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران
پاکستان، راولپنڈی۔ پاکستان نمبر ۶۔ ۲۰۸
- ۲۔ بخشی، محمد امین، نتائج الحرمین۔ کتب خانہ انڈیا آفس لندن نمبر ۶۵۲۔ نسخہ ۱، کتب خانہ
مدرسہ رفیع الاسلام بہانہ ماڑی۔ پشاور۔ پاکستان
- ۳۔ ایضاً: المفاضلہ بین الانسلان والکعبہ۔ کتب خانہ بہانہ ماڑی۔ پشاور
- ۴۔ بدرالدین سرہندی، سنوات الاتقیار۔ کتب خانہ خانقاہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوی
قصور۔ پاکستان
- ۵۔ توکل بیگ، نسخہ احوال شاہی (حالات ملا شاہ بخشی) کتب خانہ برٹش میوزیم نمبر ۳۲۰/۱۳۶
- ۶۔ صفراحمد مصوری، مقالات مصومیہ (حالات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی) مرتبہ
محمد اقبال مجددی۔ زیر طبع
- ۷۔ عبداللہ خوشگلی مجددی قصوری، معارج الولايت۔ ذخیرہ آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب
لاہور۔ نمبر ۲۵۔ اتحج

۱۔ ایستے نے فہرست مخطوطات فارسی انڈیا آفس (۱/۲۱۴) میں اس کا نام مناقب الحضرات احمد اس
کے مولف کا نام محمد مراد بن حبیب اللہ بن سعدی کشمیری بتلایا ہے جو سراسر غلط فہمی ہے۔ اصل یہ نسخہ
نتائج الحرمین کی تیسری جلد ہے، اس نسخہ کے آخر میں اس کی وضاحت بھی لکھی گئی ہے۔ جہد حاضر کے بعض مؤلفین
نے ایستے کے اس بیان پر بلا تردید یقین کر لیا ہے اور اس جلد کو محمد مراد کی تالیف ٹکھ دیلے ہے۔ ہم نے ایک
مقالہ میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔

۸- عبدالفتاح بن محمد نور: مفتاح العارفين، تذکرة صوفیه بترتیب سنه وفات (ذخیره شیرانی)

کتب خانه دانشگاه پنجاب - لاہور نمبر ۱۶۱۳/۴۳۴۳

۹- کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ - پنجاب پبلک لائبریری - لاہور، نمبر ۶۹،

۲۹۷ - احسا

۱۰- محمد اشرف شطاری لاہوری: تحفۃ الحسینی - ذخیره مولوی شمس الدین مرحوم - نیشنل میوزیم کراچی۔

۱۱- مروج الشریعت، محمد عبید اللہ: رسالہ فی قرأت خلف الامام - کتب خانہ خانقاہ مجددیہ۔

کابل (افغانستان)

۱۲- طاشاہ بدخشی: کلیات طاشاہ - کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور نمبر ۸۷۷ SPI VI

۱۳- منزوی، احمد منزوی: فہرست نسخہ های خطی - جلد ہفتم - مملوکہ جناب احمد منزوی - تہران

ایران -

۱۴- ایضاً (مرتب)، فہرست مشترک نسخہ های خطی کتابخانہ های پاکستان - مملوکہ کتاب خانہ

گنج بخش - راولپنڈی۔

۱۵- وحدت، عبدالاحد سرہندی: لطائف المدینہ (در حالات و مکاشفات و رؤود و اسفار

حرمین حضرت خواجہ محمد سعید ابن حضرت مجدد الف ثانی، مرتبہ محمد اقبال مجدی

زیر طبع

مطبوعات عربی

۱۶- ابن جوزی: صفۃ الصوفۃ (۴ جلد) بیروت ۱۹۷۹ء

۱۷- ابن عربی، شیخ اکبر محمد الدین: فصوص الحکم مرتبہ ابوالعلاء العینی - بیروت ۱۹۸۰ء

۱۸- امبہانی، ابوالنعمان حافظ: حلیۃ الاولیاء (عشر مجلدات) بیروت ۱۹۸۰ء

۱۹- احمد سعید مجدی: اثبات المولد والقیام - مرتبہ محمد اقبال مجدی - مکتبہ سرا جیہ،

موسی زئی - ۱۹۷۹ء

- ۲۰۔ بغدادی، اسماعیل پاشا، ہدیۃ العارفین (ذیل کشف الظنون)۔ بیروت
- ۲۱۔ سلی عبدالرحمن شیخ، طبقات الصوفیہ۔ مرتبہ نور الدین شریبہ۔ دارالکتب مصر۔ ۱۹۵۳ء
- ۲۲۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر (۸ جلد) حیدرآباد۔ دکن ۱۹۶۲-۱۹۶۰ء
- ۲۳۔ قشیری، امام ابوالقاسم: رسالۃ قشیریہ۔ مصر (س۔ن)
- ۲۴۔ کاشی، عبدالرزاق: اصطلاحات الصوفیہ۔ مرتبہ سپرنگر۔ لاہور ۱۹۶۲ء
- ۲۵۔ کمالہ، عمر رضا: معجم المؤلفین (۱۵ جلد) بیروت (۱۹۵۷ء کا عکس)
- ۲۶۔ محبی، محمد بن فضل اللہ: خلاصۃ الاثر۔ بیروت (طبع قدیم عکسی طباعت)
- ۲۷۔ محمد منظر مجددی: رشتہات عنبریہ (حالات حضرت شاہ احمد سعید مجددی) مرتبہ محمد اقبال مجددی۔ دارالمبلغین شہر قنور۔ ۱۹۷۹ء
- ۲۸۔ مرادی، محمد طیل: سلک الدرر۔ مکتبۃ المثنیٰ۔ بغداد۔ (طبع عکسی سن۔ن)
- ۲۹۔ تہبانی، یوسف بن اسماعیل شیخ: جامع کرامات الاولیاء۔ مصر ۱۳۲۹ھ (طبع عکسی جدید بیروت)
- ۳۰۔ ذنک، المعجم المفہرس للفاظ الاحادیث۔ طبع بریل (۷ جلد) ۱۹۳۶-۱۹۶۹ء
- ۳۱۔ یاقوت حموی: معجم البلدان۔ (۵ جلد) بیروت (سن۔ن)

مطبوعات فارسی

- ۳۲۔ آزاد، غلام علی بلگرامی: آثار اکرام۔ لاہور ۱۹۷۱ء
- ۳۳۔ احمد ابوالخیر کی: ہدیۃ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی) کانپور ۱۳۱۳ھ
- ۳۴۔ انصاری، خواجہ عبداللہ ہروی: طبقات الصوفیہ مرتبہ عبدالحی حبیبی کابل ۱۳۴۱ھ
- ۳۵۔ بختاور خان: مرآۃ العالم۔ مرتبہ ساجدہ علوی۔ لاہور ۱۹۷۹ء
- ۳۶۔ بدر الدین سرمندی: حضرات القدس۔ مرتبہ محبوب الہی۔ لاہور ۱۹۷۱ء
- ۳۷۔ برہان الدین شطاری برہانپوری: ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان الدین

شطاری، جامع عاقل خان رازی - مطبع شمس الاسلام، حیدر آباد، دکن۔

۳۸۔ برہمن، چندر بھان : دیوان برہمن - مرتبہ عبدالحمید فاروقی - احمد آباد گجرات ۱۹۶۷ء

۳۹۔ تقی حیدر قلندر (مرتب) تعلیمات قلندریہ (مجموعہ مکتوبات صوفیہ سلسلہ قلندریہ)

لکھنؤ (سن - ن)

۴۰۔ تقی علی قلندر کاکوری : روض الازہر فی آثار القلندریہ - رام پور ۱۳۳۶ھ

۴۱۔ جامی، مولانا عبد الرحمن : نغمات الانس - طبع نو کشور - ۱۳۱۷ھ

۴۲۔ ایضاً : نقد النصوص - مرتب ولیم چیتیک - تہران - ایران ۱۳۹۸ھ

۴۳۔ جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان : رسالہ صاحبیہ (حالاتِ ملا شاہ بخشی) مرتبہ محمد اسلم

جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان جلد ۱۶ - شمارہ ۴، جلد ۱۷ - شمارہ ۱

۴۴۔ حُجۃ اللہ، محمد نقشبند ثانی : وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول - مرتب غلام مصطفیٰ حسان

حیدر آباد - سندھ ۱۹۶۲ء

۴۵۔ خانی خان، محمد ہاشم : منتخب الباب - جلد دوم، حصہ دوم - ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال

کلکتہ ۱۸۷۴ء

۴۶۔ داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء - نو کشور - کانپور ۱۹۰۰ء

۴۷۔ ایضاً : سکینۃ الاولیاء - مرتبہ تارا چند - جلالی نائینی - تہران ۱۹۶۵ء

۴۸۔ ایضاً : حسانات العارفین - مرتبہ مخدوم ربین - تہران ۱۳۵۲ خ

۴۹۔ ایضاً : مجمع البحرین - مرتب محفوظ الحق - ایشیاٹک سوسائٹی - کلکتہ ۱۹۲۹ء

۵۰۔ ایضاً : جوگ بشسٹ - مرتبہ امیر حسن عابدی - علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ۱۹۶۸ء

۵۱۔ ایضاً : سر اکبر (ترجمہ اپنشد) مرتبہ تارا چند - جلالی نائینی - تہران ۱۹۶۱ء

۵۲۔ ایضاً : دیوان داراشکوہ - مرتبہ احمد نبی خان - ریسرچ سوسائٹی - لاہور ۱۹۶۹ء

۵۳۔ دبستان مذاہب - بیٹی ۱۲۷۷ھ

- ۵۴۔ رحمن علی مولوی : تذکرہ علمائے ہند۔ لکھنؤ : نوکشتہ ۱۹۱۲ء
- ۵۵۔ سیادی، سید جعفر : فرہنگ لغات و اصطلاحات و تعبیرات عزرائل تہران ۱۳۵۲ خ
- ۵۶۔ سیف الدین خواجہ : مکتوبات سیفیہ۔ طبع غلام مصطفیٰ خان۔ کراچی (سن۔ ن)
- ۵۷۔ طاہر نصر آبادی : تذکرہ تہران۔ ۱۳۱۷۔ خ
- ۵۸۔ عاقل خان رازی : واقعات عالمگیری۔ مرتبہ عبداللہ حقانی۔ لاہور۔ ۱۹۳۶ء
- ۵۹۔ عبدالحق دہلوی شیخ محدث : جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ نوکشتہ ۹۱۶ء
- ۶۰۔ عطاردی قوچانی، عزیز اللہ : مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ تہران ۴۶۔ ۱ خ
- ۶۱۔ غلام سرور لاہوری : خزینۃ الاسفیا۔ طبع ثمرینہ لکھنؤ ۱۸۷۳ء
- ۶۲۔ غلام علی دہلوی : رسائل سبعہ سیارہ۔ مطبع علوی ۱۳۸۴ء
- ۶۳۔ ایضاً : مقامات منطہری۔ مطبع احمدی۔ دہلی ۱۲۶۹ھ
- ۶۴۔ ایضاً : ملفوظات شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی۔ جامع مولانا غلام محی الدین قصوری مرتبہ محمد اقبال مجددی روح ترجمہ اردو اقبال و مہر فاروقی۔ لاہور ۱۹۷۸ء
- ۶۵۔ فانی، محسن فانی کشمیری : فتویات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی۔ اکیڈمی آف کلچر۔ جموں و کشمیر ۱۹۶۳ء
- ۶۶۔ قابل خان، ابوالفتح : آداب عالمگیری مرتبہ عبدالغفور چودھری۔ ریسرچ سوسائٹی

4-1941-50

- ۶۷۔ کاشفی، علی بن حسین : رشحات عین الیحات۔ تہران ۱۹۷۷ء
۶۸۔ کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح مرتبہ وحید قیشی ودیگر۔ (راہور ۷۲۔ ۱۹۷۷ء
۶۹۔ لودھی، شیرخان : مرآۃ الخیال۔ مطبع فتح الاخبار کول (علیگز) ۱۸۴۸ء
۷۰۔ مجدد الف ثانی امام ربانی : مکتوبات۔ مرتب نور احمد امرتسری طبع عکسی کراچی ۱۳۹۲ھ
۷۱۔ ایضاً : مکاشفات غیبیہ (جامع خواجہ محمد معصوم سرسندی) مرتب غلام مصطفیٰ خان حیدرآباد

- ۷۲۔ ایضاً : معارف لدنیہ۔ بجنور ۱۳۵۱ھ
- ۷۳۔ ایضاً : مبداء و معاد۔ لاہور ۱۳۷۶ھ
- ۷۴۔ ایضاً : رد و وافض۔ مرتب غلام مصطفیٰ خان۔ استنبول، ترکی ۱۹۷۷ء
- ۷۵۔ محمد اعظم دیدہ مری کشمیری : واقعات کشمیر (تاریخ کشمیر اعظمی) مرتب مفتی سعادت۔
مقبوضہ کشمیر ۱۳۵۵ھ
- ۷۶۔ محمد پارسا بخاری، خواجہ : رسالہ قدسیہ مرتبہ احمد طاہری عراقی۔ تہران ۱۹۷۵ء
- ۷۷۔ محمد حسن جان مجددی : انساب الانجاب۔ سندھ ۱۳۴۰ھ
- ۷۸۔ محمد ساقی مستعد خان : آثار عالمگیری۔ ایشیاٹک سوسائٹی۔ کلکتہ ۱۸۷۱ء
- ۷۹۔ محمد سعید خواجہ : مکتوبات سعیدیہ مرتبہ عبد المجید سیفی۔ لاہور ۱۳۸۵ھ
- ۸۰۔ محمد فضل اللہ مجددی : عمدۃ المقامات۔ ہندو سائیں داد۔ سندھ ۱۳۵۵ھ
- ۸۱۔ محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی۔ کلکتہ ۱۸۶۸ء
- ۸۲۔ محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ۔ اکمل المطابع دہلی ۱۲۷۷ھ
- ۸۳۔ محمد معصوم سرہندی : مکتوبات محصومیہ۔ جلد اول، دوم۔ مرتب غلام مصطفیٰ احسان
جلد سوم مرتب نور احمد امروہری۔ حیدر آباد۔ سندھ ۱۹۷۶ء
جلد اول۔ مطبع نظامی۔ کانپور ۱۳۰۴ھ
- ۸۴۔ محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات۔ نو کشور۔ ۱۳۰۷ھ
- ۸۵۔ مروج الشریعہ محمد عبد اللہ : خزینۃ المعارف۔ مرتب غلام مصطفیٰ خان۔ حیدر آباد۔ سندھ

۱۹۷۳ء

- ۸۶۔ نجیب اشرف ندوی (مرتب) : رقعات عالمگیر۔ دار المصنفین۔ اعظم گڑھ ۱۹۳۰ء
- ۸۷۔ نعمت زمان عالی : وقائع محاصرۃ گوکنڈہ۔ نو کشور ۱۹۲۸ء
- ۸۸۔ وزیر گنیش داس : چار باغ پنجاب۔ مرتبہ کرپال سنگھ۔ امرتسر ۱۹۶۵ء

- ۸۹۔ وکیل احمد سکندر پوری : ہدیہ مجددیہ۔ مطبع مجتہدانی۔ دہلی ۱۳۰۹ھ
 ۹۰۔ بحوری، حضرت داتا گنج بخش لاہوری : کشف المحجوب۔ شرقند۔ ۱۹۱۰ء

مطبوعات اردو

- ۹۱۔ ابوالحسن علی ندوی : تاریخ دعوت و عزیمت جلد چہارم (حالات حضرت مجدد الف ثانیؒ)
 کراچی ۱۹۸۰ء
 ۹۲۔ احمد حسین خان امروہوی : جواہر معصومیہ (سوانح حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ)
 لاہور (سن۔ ن)
 ۹۳۔ اکرام، ایس ایم : رود کوثر۔ لاہور ۱۹۶۸ء
 ۹۴۔ بدر عالم میرٹھی : ترجمان السنہ۔ ندوۃ المصنفین۔ دہلی ۱۹۴۸ء
 ۹۵۔ بدخشی، محمد امین : مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ (مترجم نامعلوم) لاہور
 (سن۔ ن)
 ۹۶۔ ڈار، محمد ابراہیم : جہان آرا کی ایک غیر معروف تصنیف ”صاحبیہ“۔ اورنٹیل کالج
 میگزین۔ اگست ۱۹۳۷ء
 ۹۷۔ راشد، محمد مطیع اللہ : بُرہانپور کے سندھی اولیاء۔ حیدر آباد۔ سندھ ۱۹۵۷ء
 ۹۸۔ رافت روف احمد مجددی : جواہر علویہ۔ لاہور (مترجم نامعلوم، سن۔ ن)
 ۹۹۔ زوار حسین : حضرت مجدد الف ثانی۔ کراچی ۱۹۷۲ء
 ۱۰۰۔ زید ابوالحسن فاروقی : رسالہ وحدت الوجود تالیف ملا عبدالحی بکر العلوم ندوۃ المصنفین
 دہلی ۱۹۷۱ء
 ۱۰۱۔ ایضاً : مقامات خیر (سوانح حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی) دہلی ۱۳۹۲ھ
 ۱۰۲۔ سراج احمد خان : مکتوبات امام ربانی کی دینی و معاشرتی اہمیت حیدر آباد سندھ، ۱۹۷۷ء

- ۱۰۳۔ شبلی نعمانی : مضامین عالمگیر۔ کانپور۔ ۱۹۱۱ء
 ۱۰۴۔ ایضاً : مقالات شبلی۔ جلد ہفتم۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ ۱۹۳۸ء
 ۱۰۵۔ صباح الدین عبدالرحمن : بزم تیموریہ۔ دارالمصنفین۔ ۱۹۴۸ء
 ۱۰۶۔ ایضاً : ہندوستان کے سلاطین، علما اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر۔ دارالمصنفین

۱۹۴۴ء

- ۱۰۷۔ ایضاً : اورنگ زیب اور اس کے معاصر مشائخ۔ مقالات یوم عالمگیر۔ کراچی ۱۹۶۶ء

۸۶-۱۱۰

- ۱۰۸۔ ظہور الدین احمد : پاکستان میں فارسی ادب۔ جلد دوم۔ لاہور۔ ۱۹۷۴ء
 ۱۰۹۔ غلام سرور لاہوری مفتی : حلیقۃ الاولیاء مرتبہ محمد اقبال مجددی۔ لاہور ۱۹۷۵ء
 ۱۱۰۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ۔ لاہور ۱۳۳۵ھ
 ۱۱۱۔ گریوال، شیر محمد : محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر (مقالہ شامل اردو دائرہ

معارف اسلامیہ۔ ج ۱۸/۲)

- ۱۱۲۔ لال بابا وداراشکوہ : مقالۃ لال بابا ودارا۔ لاہور (سن۔ ن)
 ۱۱۳۔ محمد اسلم : اورنگ زیب کی تخت نشینی میں علما و مشائخ کا کردار۔ مقالہ مشمولہ تاریخی مقالات

لاہور۔ ۱۹۷۰ء، ۲۲۶-۲۲۲

والمعارف۔ لاہور۔ اگست ۱۹۶۸ء

- ۱۱۴۔ ایضاً : داراشکوہ کے مذہبی رجحانات۔ مقالہ شامل سرمایہ عمر۔ لاہور ۱۹۷۶ء، ۱۷۵-۱۹۷
 ۱۱۵۔ محمد اقبال مجددی : احوال و آثار عبداللہ خوشی گئی قصوری۔ لاہور ۱۹۷۲ء
 ۱۱۶۔ ایضاً : مقامات مظہری تالیف شاہ غلام علی دہلوی۔ تحقیق و تہجہ۔ لاہور
 ۱۱۷۔ ایضاً : شیخ محمد راؤنگ کشمیری۔ (مضمون شامل نور اسلام شہر قنور۔ اولیٰ نعتیہ نمبر

۱۹۷۹ء)

۱۱۸۔ ایضاً: حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں۔ (مقالہ شامل معارف اعظم گڑھ ۱۹۸۲ء)

۱۱۹۔ محمد ایوب قادری: آثار الامراء تالیف مصمم الدولہ شاہ نواز خان لاہور ۱۹۶۸-۱۹۷۰ء

۱۲۰۔ ایضاً: فرحتہ الناظرین از محمد اسلم سپروی۔ کراچی ۱۹۷۲ء

۱۲۱۔ ایضاً: تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمن علی، کراچی۔ ۱۹۶۱ء

۱۲۲۔ محمد عمران، قاضی ٹونکی: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف۔ مقالہ مشمولہ

معارف مارچ ۱۹۶۷ء

۱۲۳۔ لکھنؤ پوری، عبد الجبار: محبوب ذی المنن۔ حیدرآباد۔ دکن ۱۳۳۱ھ

۱۲۴۔ نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر۔ دارالمصنفین۔ اعظم گڑھ ۱۹۳۰ء

۱۲۵۔ نظامی، خلیق احمد: تاریخ مشلخ پشت (جلد چہارم) لاہور ۱۹۷۱ء

۱۲۶۔ ایضاً: تاریخی مقالات۔ ندوۃ المصنفین۔ دہلی ۱۹۶۶ء

ENGLISH:

- Agrawal, C, M: Wazirs of Aurangzeb, Gaya (India), 1978.
- Annes Jahan, S: Aurangzeb in Muntakhab-Al-Lubab, Boni-bay, 1977.
- Athar Ali, M: Mughal Nobility under Aurangzeb, Aligarh, 1970.
- Basham, A, L: (Ed.) Cultural History of India, Oxford University Press, London, 1975.
- Bernier, F: Travels in the Mughal Empire, London, 1891.
- Bilimoria, J, H: Letters of Aurangzeb (Ruka'at-i-Alamgiri) Dehli, 1972.
- Faruki, Zahiruddin: Aurangzeb and his Times, Lahore, 1977.
- Friedmann, Yohanan: Shaykh Ahmad Sirhindi McGill University, Montreal, Canada, 1971.
- Fuja Singh: — The Martyrdom of Guru Tegh Bahadur. Punjab Past and Present. (Panjabi University Patiala) Vo. IX, Part I, No. 17, April, 1975, pp. 137–157. (Guru Tegh Bahadur Commemoration Volume)
- Ganda Sing: — Banda Singh Bahadur, Amritsar, 1935.
- Ghauri, Iftikhar Ahmad: War of Succession Between the sons of Shah Jahan, Lahore, 1964.
- Hasrat, B, J: Dara Shikuh, Life and Works, Allahabad, 1953.
- Ishwardas Nagar: Futuhat-i Alamgiri, (Trans.) Tasneem Ahmad, Delhi, 1978.

- Chushwant Singh: History of the Sikhs, Oxford University Press, Delhi, 1977.
- Lane-Pole: Aurangzeb, Delhi (n.d)
- Manucci, N: Travels through Mughal India, (trans.) W. Irvine, Lahore, 1976.
- Muhammad Yasin: Social History of Islamic India, Lucknow, 1958.
- Mujeeb, M: The Indian Muslims, London, 1967.
- Nizami, K, A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and Politics, Islamic Culture, H. Deccan. Vol. 39 (No. 1) January, 1965. pp. 41–52.
- Refai, Ghulam Muhammad: Aurangzeb and Dara Shikoh, Conflict of Ideologies, (included, Essays in Indian History, in honour of C. C. Davies, Ed., Donovan Williams, Bombay, 1973, pp. 137–151.
- Riazul Islam: Indo-Persian Relations, Tehran, 1970.
- Rizvi, S. Athar Abbas, Muslim Revivalist Movements in Northern India, Agra University, Agra, 1965.
- Ibid: — Religious and Intellectual History of the
- Ibid: — Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975.
- Ibid: — Shah Wali-Allah and his Times, Australia, 1980.
- Ibid. — Islam in Medieval India, (Cultural History of India, Ed, Basham, Oxford, 1975. pp. 281–293)
- Ibid: — India and the Medieval Islamic World. (Cultural History of India. pp. 461–469).

- Pearson, J, D: Index Islamicus (1906-1975) London.
- Qanungo, K: — Dara Shikoh, Calcutta, 1935.
- Qureshi, I, H: — Ulama in Politics, Karachi, 1974.
- Saran, P: — Provincial Government of the Mughals, Lahore.
- Sarkar, J, N: History of Aurangzeb. (5. Vols) Calcutta, 1925.
- Sharma, S, R: Religious Policy of Mughal Emprors, Lahore, 1975.
- Shao Narain, P: Dara Shikoh as an Author, J. Punjab Historical Society (1913-14) Vol. II, pp. 21-38.
- Smith, W, C: — The Crystallization of Religious Communities in Mughal, India (Yad Nama-ye-Irani-ye-Minorsky, Tehran, 1969, pp. 197-220)
- Srivastava, M, P: Social Life under the Great Mughals, Allahabad, 1978.
- Tara Chand: — Influence of Islam on Indian Culture, Lahore, 1979.
- Tasneem Ahmad: Futuhat-i-Alamgiri by Ishwardas Nagar, (Trans-Notes) Dehli, 1977.
- Yar Muhammad Khan: The Deccan Policy of the Mughals, Lahore, 1971.
- Yusuf Hussain Khan: Glimpses of Medieval Indian Culture, Bombay, 1962.
- Zubaid Ahmad: — Contribution of Indo-Pakistan to Arabic Literature, Lahore, 1968.

اشعارِ

حرقہ

محمد سعد سراجی مُرشِد بابا

ایم اے (گولڈ میڈلسٹ) بی ایڈ

رجال

آ

آدم علیہ السلام ۵۹

آدم بنوڑی شیخ ۲۹، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۴۲،

۶۴، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۷، ۱۵۳، ۱۷۶، ۱۹۶، ۱۹۷،

۲۴۵

ا

امیر کرم ۲۴۵

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ۸۴، ۱۷۸، ۲۰۵،

۲۳۲، ۲۳۴، ۲۵۰،

ابراہیم بن رسول اللہ علیہ وسلم ۱۹۵، ۱۹۹، ۲۰۴،

۲۵۳، ۲۴۸

ابراہیم سرہندی حاجی ۵۵

ابراہیم مخزومی سرہندی ۵۵، ۵۶

ابن جوزی ۱۷۵

ابن عربی شیخ اکبر

ابوالحسن ۱۵۱

ابوالخیر شاہ ۵۶

ابوبکر صلیح اکبر (خلیفہ دوم) ۱۷۴، ۱۹۲، ۲۴۰،

ابوالیوب خالد انصاریؒ ۲۶

ابوبخاری ۵۶

ابوزر غفاریؒ ۲۵۳

ابونصر انبالی ۳۸

احمد بن حنبل امامؒ ۱۵۸

احمد ترک ۲۴

احمد حسین امر دہری ۵۸

احمد خواجہ ۱۳۷

احمد سعید مجتہدی شاہ ۱۸، ۱۵۸،

احمد ظاہری عراقی ۱۳۸

احمد کی (ابوالخیر) ۱۷

احمد منزوی ۶۷

احمد، میان ۱۲

احمد میراں جی شطاری ۱۱۶

اسماعیل بن امام جعفر صادقؒ ۱۱۹، ۲۴۵، ۲۴۸،

اشتیاق حسین قریشی (ڈاکٹر) ۱۲۳، ۱۵۸،

اصبہانی ابوالخیر، حافظ ۱۷۵

اصحاب کبارؒ ۲۴۸

اعتماد خان ملا عبد القوی ۸۶

اعظم (شہزادہ) ۱۴۸

اقبال علامہ، شاعر مشرق، ۱۱۰

اکبر جلال الدین محمد (بادشاہ) ۹۹، ۱۰۳، ۱۱۰، ۱۲۰،

۱۵۷

اکرام، ڈاکٹر ایس ایم ۳۵، ۴۱، ۴۲،

امۃ اللہ ۱۷

انہات المؤمنین ۲۲۴، ۲۲۷

امیر خسرو ۲۴

انبیاء علیہم السلام ۱۸۱

تقی علی قلندر کاندوی ۹۳
توغل بیگ ۷۸

خوشونت سنگم ۹۵

ج

جامی، عبدالرحمن ۵۵، ۴۵، ۱۸۲، ۱۹۶

جعفر صادق امام ۲۳۵۰۱۹۹

جہاں آرا بیگم

جہانگیر (بادشاہ) ۱۳۹

ج

چراغ دہلی، نعیر الدین، خواجہ ۲۴

2

حضرت حسن، خواجہ، ۱۹۴، ۲۴۵

حسن ابدال = بابا حسن ابدال

حسن عثمان افغان ۱۷۵

حسین خلعتی رومی ۱۸۰

حضرت خواجہ (ریک محمد معصوم سرہندی) ۱۸، ۲۰

حضرت ایشاں (رحمہم اللہ) (۱۸۸۵ء)

حضرت حمزہؓ، امیر المومنین ۱۹۹، ۲۳۸

i

خازن الرحمة در رک محمد سعید حضرت خواجہ ۱۴۳

۱۱۴ نغانی خان

خاندان محمود لاہوری ۱۳۷

(حضرت) خدیجۃ الکبریٰ رفا ۲۰۰، ۲۲۵، ۲۴۹

خلفائے ثلاثہ (حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) ۱۱۴

مازی فخرالدین امام ۴۹

راشد، مطيع الله ۱۱۶

رفت، روف احمد مجیدی ۶۵

رام چند ۱۰۲، ۱۰۷

رضوی، اطہر عباس ڈاکٹر ۸۸، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۳۹

رفع اليمين امام ۲۴

روزبهان نقلی شیخ ۵۸

;

زوار حسین شاہ ۴۷

زید، ابوالحسن فاروقی ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۰

زین العابدینؑ سید، محدث ۱۴، ۲۸، ۲۹، ۱۸۷

;

ژوکوفسکی ۱۷۵

س

شائن گاس ۲۲۱

سجاد دل سرہندی اتھوند ۱۶

سرکار، جادونا تھ ۱۰۶، ۱۰۲

سرہ ۱۳۵، ۸۶

سعد الدین، شیخ ۱۲۶، ۱۱۹

سفیان بن عیینہ ۱۴۴-۱۴۵، ۲۲۵

سلطان باہو ۱۳۶

سلی (عبدالرحمن شیخ) ۱۴۵

سلیمان مصری، قلندر ۱۰۹، ۱۰۷، ۹۲

سیف الدین خواجہ ۵، ۱۴، ۳۱، ۱۱۲، ۱۳۹

۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳

۱۵۵

سینی، عبدالحمید، حکیم ۲۱

ش

شاہجہان (بادشاہ) ۴۴، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶

۱۱۴، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۳۸

۱۵۴، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۵۲

شاہ میر ۸۸

شلی نعمانی ۱۰۵

شجاع (شہزادہ) ۷۳

شرف الدین عباسی منفی ۱۵۳

شرف عبدالحمید قادری ۱۲

شیر محمد قادری سید ۱۲۸، ۱۳۶

شیخ اکبر (ابن عربی) ۷۸-۹۳، ۹۹، ۱۴۷، ۱۷۱

۶۸۲، ۲۲۱، ۲۲۶، ۲۳۱

شیخ میر ۱۲۴

(حضرات) شیخین (حضرات ابوبکر و عمر) ۱۸۷، ۱۸۸

۱۹۸، ۲۳۵، ۲۴۶

ص

صاحبزادگان (رہک مخدوم نادگان سرہندی) ۲۴

۲۵، ۳۷، ۱۵۱، ۲۳۳

صالح بن محمد حسینی ۲۵

صباح الدین عبدالرحمان ۱۰۵، ۱۰۸

صبغت اللہ خواجہ ۱۲۷، ۱۳۹

صحابہ کرام ۱۸۶، ۱۹۷، ۲۳۵، ۲۴۴، ۲۴۶

صفراحمہ معصومی، میر ۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۰، ۲۴، ۲۷

۲۸، ۲۹، ۴۴، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۶۵

۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۷

۱۴۸، ۱۵۱، ۱۷۰

صفیہ (دختر خواجہ محمد معصوم سرہندی) ۱۷

مصفاۃ الدولہ شاہ نواز خان ۱۲۸

ط

طیب سرہندی ۸۸، ۹۵، ۱۰۲

ظ

ظہور الدین احمد، ڈاکٹر ۷۵، ۸۹

ع

عائشہ (دختر خواجہ محمد معصوم سرہندی) ۱۷

ک

غلام علی دہلوی، شاہ ۱۷۷، ۶۳

غلام محمد، خواجہ ۳۲، ۳۷

غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۸، ۴۹

۵۰، ۵۸، ۱۵۰

غلام قادر، مرزا ۱۱۲، ۱۸۲

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی ۱۷۷، ۵۸

غوری افتخار احمد، ڈاکٹر ۸، ۱۱۵، ۱۲۳، ۱۲۹

ف

فاضل، ظہیر الدین ۱۲۲

فالمہ زہرا تبول، حضرت ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۱

۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۴، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۲

۲۴۹، ۲۵۳

فتح علی قلندر ۸۰، ۹۲، ۹۴

فرید لاہوری ۱۰۰

فیصل بن عیاض رضی ۱۷۴، ۲۲۵

فوجانگہ، ڈاکٹر ۹۶

فیضی ۱۵۴

قابل خان ابوالفتح ۱۴۳

قاسم بن محمد امیر المؤمنین صدیق رضی ۵۶

قانون گو ۱۰۲

قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ ۲۴

قطب الدین خوشگ ۱۲۸

قمیص قادری، شاہ ۵۵

قیوم اول (درک مجدد الف ثانی) ۳۶

قیوم ثانی (درک خواجہ محمد معصوم سرسندی) ۳۶، ۴۰

کلیم اللہ، جہاں آبادی شیخ ۸۲

کمالہ، عمر رضا ۲۷

کمال الدین صالح حسینی ۲۵

کمال الدین محمد احسان ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸

۲۹، ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۶، ۴۹، ۵۰

۵۱، ۵۲، ۶۵، ۱۱۷، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۷۰

۱۷۱

کنبود، محمد صالح ۸۹

گ

گنیش داس دڈیرہ ۸۹

گنڈا سنگھ ۵۲

ل

لال دیال (درک بابا لال) ۸۸، ۹۰

لودھی شیر خان ۸۱، ۸۲، ۱۳۵

م

محمد سرور انبیا خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و

اصحابہ وسلم لہ

۶۸، ۷۱، ۷۴، ۸۱، ۸۷، ۱۱۷، ۱۲۷، ۱۲۹

۱۳۰، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۷۸

۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹

۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶

لہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسما و القاب متنوعہ اسی ایک اسم مبارک اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت جمع کئے گئے ہیں۔

محمد اسلم پسروی ۱۵۳	۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵
محمد اشرف، شیخ سرسندی ۱۷، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۷	۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴
محمد اشرف بن محمد مرید شطاری ۱۳۶	۲۲۴، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶
محمد اشرف نقشبندی، مترجم ۵۸	۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲
محمد اعظم دیدہ مری ۱۵۳	۲۴۴، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۷
محمد اعلیٰ، حاجی ۶۶	نامک بن انس امام ۱۹۵
محمد افضل سرسندی ۶۰	محبیہ قلندر لاهوری، شاہ ۹۲-۹۳
محمد اقبال مجددی ۱۲، ۱۳۲، ۱۳۹	محمد الف ثانی حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرسندی
محمد اقبال ملک ۱۹۶	۵، ۱۲، ۱۴، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۵، ۳۲
محمد اولیاسیہ ۴۲	۳۳، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۴۴
محمد ایوب قادری، ڈاکٹر ۱۵۳	۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۲، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۲
محمد باقر لاهوری ۱۵۳	۶۳، ۶۴، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۹۳، ۱۹۴
محمد بن ادریس شافعی، رئیس فقہ شافعیہ	۲۰۲، ۲۰۸، ۲۱۴، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۵
۱۹۹، ۲۳۸	۲۲۶، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۵۱
محمد بن امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۵۶	۲۵۲، ۲۵۶، ۲۵۷
محمد بن فضل اللہ محبی ۳۴	مجدد شیرازی ۹۳
محمد بن محمد عامری تہامی ۱۸۷	محب اللہ آبادی ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸
محمد پارسا، خواجہ ۳۲، ۵۰، ۱۳۰، ۱۳۸، ۱۹۶	۹۳، ۹۴، ۱۳۵
۲۲۵	محبوب الہی ۵۸، ۵۷
محمد حبیب پروفیسر ۱۲۹	محبی = محمد بن فضل اللہ
محمد حسن جان مجددی ۵۰، ۱۷	مسن فانی کشمیری ۸۲، ۸۳، ۸۴
محمد حنیف، مولانا ۲۱، ۲۰	محمد، شیخ (پسر بدرالدین سرسندی) ۶۰
محمد دلربا، شاہ ۸۸، ۹۳، ۹۷، ۱۰۲	محمد شیخ (محمود بدرالدین سرسندی) ۵۷
محمد رشید جون پوری ۸۱	محمد ابراہیم ڈار ۷۷
محمد زبیر، خواجہ ۲۸	محمد ابراہیم مجددی، ضیاء المشرق ۴۸
محمد زکی ۱۹۹، ۲۴۸	محمد اختر جمیلہ ۱۹۶
محمد زمان میر ۱۵۳	محمد اسلم، پروفیسر ۷۷، ۱۱۳

محمد ساقی مستعد خان ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۵، ۱۵۱

محمد سالم، شیخ ۵۰

محمد سعید، خواجہ ۵، ۱۴، ۲۰، ۲۴، ۲۵، ۳۰

۳۱، ۳۲، ۳۴، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۴، ۱۱۵

۱۱۸، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۱

۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۷

۲۲۰، ۲۲۸، ۲۵۰

محمد سیف الدین، خواجہ ۱۸۰، ۲۲۸

محمد شاکر (مترجم فارسی کتاب ہذا) ۵۵، ۶۰، ۶۱

۶۲، ۶۸، ۷۱، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷

محمد شریف بخاری ۱۴۰

محمد صادق خواجہ ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۸۱، ۲۰۲، ۲۲۰

۲۳۰، ۲۵۱

محمد صادق بخاری ۲۹

محمد صبغة اللہ، شیخ ۲۸

محمد صدیق بدخشی ۱۷، ۱۹

محمد طاہر لاہوری ۱۵

محمد طاہر، مفتی ۲۷

محمد عارف، میر ۱۵۳

محمد عبد الحمید فاروقی، ڈاکٹر ۸۷، ۸۹، ۹۰

محمد عبید اللہ مروج الشریعہ (جامع کتاب ہذا) ۵، ۱۷

۴۲، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۲، ۵۳

۵۴، ۶۲، ۶۳، ۱۵۱، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۸

۱۷۰، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۸

۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۵۴، ۲۵۷

محمد عمر شیخ سرہندی ۱۵۱

محمد عمران، قاضی ۱۳۷

محمد فرخ مجددی سرہندی ۳۰، ۱۱۹

محمد فضل اللہ مجددی قندھاری ۱۷، ۱۲۷، ۱۷۰

محمد فضل اللہ شیخ سرہندی ۶۱

محمد قنوجی، میرید ۸۲، ۱۱۹، ۱۳۸

محمد کاظم شیرازی ۵، ۱۰، ۱۰۶، ۱۲۵، ۱۳۷، ۱۴۳

محمد مراد ٹنگ کشمیری ۲۷، ۶۱، ۶۵

محمد مراد شاہی ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۱۸۷

محمد معصوم سرہندی، خواجہ ۵، ۶، ۱۰، ۱۴، ۱۵

۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۲۸، ۲۹

۳۱، ۳۲، ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱

۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰

۵۱، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸

۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶

۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴

۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱

۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸

۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴

۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰

۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵

محمد معقول، حاجی ۴۶

محمد موسیٰ امرتسری، حکیم ۱۲

محمد نعمان بدخشی ۲۲، ۵۲

محمد نقشبند ثانی حجتہ اللہ ۱۷، ۵۱، ۸۲، ۱۳۸

۱۵۰، ۱۵۵، ۱۶۸، ۱۷۹، ۱۹۳، ۲۰۲، ۲۱۹

۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۸

محمد ہادی، شیخ ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳

محمد ہاشم بخشی کشی ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۵۸، ۱۶۹، ۱۹۲

محمد ہاشم جان مجددی ۵، ۶۶، ۷۱

محمد ہاشم گیلانی، میر ۱۱۹

محمد یحییٰ خواجہ ۲۵، ۳۶، ۳۷، ۱۳۳، ۱۴۳

محمد یسین، ڈاکٹر ۱۵۷

محمود شیرانی، حافظ ۵

محمدی شیخ ۸۲

محی الدین (رک اور نگزیب علی گیر) ۱۱

محی الدین، خواجہ ۱۱۸-۱۴۴

محمد مزادگان سرسید ۳۳، ۳۸، ۳۹، ۴۱، ۴۲

۱۶۴، ۱۸۳، ۱۹۳، ۲۰۶، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۲۶

۲۳۲، ۲۴۲، ۲۵۵

مدقق لاہوری (طالور محمد) ۱۳۸

مرادی، محمد ظیل ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۳۴

مرادی، محمد مشقی ۲۸

مرشد بابا محمد سعد سراجی ۱۰، ۱۱

مصطفیٰ، شیخ ۲۸

مصطفیٰ طباطبائی ۸۶

منظر جانجاناں، میرزا ۶۶

معظم (شہزادہ) ۵۳

معین الدین خاوندی ۱۳۶

مقصود علی حافظ ۱۵۳

ملا شاہ بخشی ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۷۷، ۸۸، ۸۹

۹۴، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۳۴

۱۳۵

ملا شور بازار ۴۸

ملاحض وجہ انیشکی ۱۴۸

ملا پوری، عبد الجبار ۱۱۶

منوچی (سیاح) ۱۲۴

(حضرت) موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ۱۷۸، ۱۸۱

۲۲۳، ۲۲۷

مولف حشرات الحرمین (رک محمد عبید اللہ مروج الشریعہ)

۶۵

مولف روضۃ القیومیہ (رک کمال الدین محمد احسان)

۲۷، ۵۳

مولف عمدۃ المقامات (رک - فضل اللہ مجددی)

۲۱

مولف مقامات معصومی (رک صفرا محمد معصومی)

۱۸

مومن بہاری، ملا ۱۱۹

میاں باری ۸۸، ۹۱، ۹۷، ۱۰۹

میاں میر لاہوری ۷۴، ۷۵، ۱۰۰

ملیتھا، عبدالرحمان ۵۶

میر اسماعیل ۵۲

میرزا خان ۲۰

میر منصور ۱۷۶

ن

نائبی، محمد رضا جلالی ۸۶، ۱۰۵

نجیب اشرف ندوی ۷۹، ۸۰، ۹۷، ۱۰۲، ۱۱۵

۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴

نصرا بادی محمد طاہر ۷۶

نظام الدین اولیا، خواجہ ۲۴

۱۳۰، ۱۲۲، ۹۱، ۵۲
 وکیل احمد سکندر پوری ۱۷۶
 واعظ کاشفی ۱۹۶، ۱۶۵

نظامی، خلیق احمد پرنسیر ۱۵۷، ۱۳۸، ۸۱، ۷۹
 ۱۵۸

نظامی گنجوی ۵۵
 نظر بہادر خیشکی قصیدی ۱۲۸
 نقشبند بہار الدین، خواجہ

۵
 (حضرت) یامون علیہ السلام ۲۲۳
 ہجوری، دانا گنج بخش ۱۷۵
 ہر رائے (سکھ گرد) ۹۵

و
 وحدت، عبدالاحد سرہندی ۵۱، ۳۰، ۱۲۵

کتاب

اورنٹل کالج میگزین ۷۷-۷۸
 انڈوپرشین ریلیشنز (انگریزی) ۱۱۴، ۱۰۲

ب

بازہ شگہ بہادر ۵۳
 بخاری شریف ۱۱۹
 بہان پید کے سندھی اولیاء ۱۱۶
 بزم تیموریہ ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۲۱
 بیاض حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی ۲۱
 بیضادی ۵۷

پ

پاکستان میں فارسی ادب ۸۳، ۸۲، ۷۷، ۷۵

۱۳۲، ۱۸۹، ۸۲

آ

آداب عالمگیری ۱۲۳
 ابن ماجہ ۱۸۵
 ابوداؤد ۱۸۵
 انشد ۱۰۴
 اتہرین بید ۱۰۴
 اثبات المولد والقیام ۱۸۵
 احوال و آثار عبداللہ خیشکی قصیدی ۱۷۷، ۱۸۱
 احیاء علوم الدین ۱۲۰
 اذکار معصومہ ۲۰
 انبکیت ۱۰۴
 انجیل ۱۰۴
 انڈو ایرانیکا (مجلہ) ۸۶
 انساب الانجباب ۱۷

ت

تحفة السالکین ۱۳۷

ث

ثمرات الحیات ۱۱۶

ج

جامع المفردات ۲۸، ۲۷

جذب القلوب ۱۹۹، ۱۹۵، ۱۹۰، ۱۸۶

جنگ تخت نشینی (انگریزی) ۱۱۵

جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان ۷۷

جواہر علویہ ۶۳، ۱۵

جول بشٹ ۱۰۳، ۱۰۲، ۹۴، ۹۳، ۸۹

۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۴

چ

چار باغ پنجاب ۸۹

ح

حنات الحرمین ۷، ۹، ۱۱، ۱۴، ۱۷، ۲۱، ۲۷

۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۵۴، ۴۷، ۴۴، ۴۲

۱۳۸، ۱۲۹، ۱۰۵، ۹۲، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۶

۲۱۳، ۲۰۹، ۱۶۷

حنات العارضین ۹۱، ۸۸، ۸۷، ۷۷، ۷۵

۱۰۷، ۱۰۵، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۵، ۹۴

۱۰۸

حنات المقربین ۶۷، ۶۵، ۶۴

حضرات القدس ۵۷، ۵۵، ۳۱، ۲۲، ۱۵

۱۷۰، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۵۴، ۱۲۷، ۶۱، ۵۸

۱۷۷

حدیقة الاولیاء ۵۵

حلیۃ الاولیاء ۱۷۵، ۱۷۴

حجة الاحوال ۵۲

خ

خزینۃ المعارف ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۶، ۴۵

۱۵۱، ۱۳۰، ۶۴، ۵۳

خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی والعشر ۳۴

د

دبستان مذاہب ۸۴، ۸۵، ۷۸

درة التاج ۴۶

دیوان برہمن (چند بہان) ۹۰، ۸۹

دیوان داراشکوہ ۹۰

ر

رسائل سبعہ سیارہ ۱۷۷

رسالہ تسویم ۱۳۶، ۹۳، ۸۱

رسالہ حق نما ۹۸

رسالہ در جواب شبہات دربارہ تصوف ۵۲

رسالہ در رد فخر الدین رازی ۴۹

رسالہ فی قرأت خلف الامم ۵۳، ۵۰، ۴۷

رسالہ قدسیہ ۱۹۶، ۱۳۸

رسالہ مکاشفات - ۳، ۹۳

رسالہ وحدت الوجود ۷۳

رسالہ فی آداب الطريقة النقشبندیہ ۲۷

رشحات میں الحیات ۱۹۵، ۱۹۶

رقعات عالمگیر ۸، ۱۱، ۷۹، ۱۰۷، ۱۱۵

۱۲۰، ۱۳۳

رگ بید ۱۰۴

روائح ۵۸

رود کوثر ۴۲

روضہ الازہر فی مآثر القلندر ۹۳

روضۃ القیومیہ ۱۴، ۱۷، ۲۲، ۲۵، ۲۶

۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۵، ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۴۱

۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴

۹۷، ۸۲، ۱۱۱، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۰

۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۸۰، ۱۹۶

روضۃ النواظر ۵۸

ریاض الشعراء ۸۶

ز

نہجۃ المقامات ۲۲، ۵۸، ۱۲۷، ۱۳۷

۱۴۹، ۱۹۴

زبور ۱۰۴

زین العلم شرح عین العلم ۱۵۳

س

سام بید ۱۰۴

ستراکبر ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸

سفینۃ الاولیاء ۷۴، ۹۷

سکینۃ الاولیاء ۷۴، ۷۵، ۷۷، ۸۶، ۹۸

۱۱۱، ۱۱۳

سکب الدرر ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۳۷

سمودر سنگم ۱۰۰

سنوات الاتقیاء ۵۰ - ۵۹

سیر احمدی ۵۷، ۵۸

ش

شرح مواقف ۵۷

ص

صاحبیہ (رسالہ در.....) ۷۷

صحیح مسلم ۱۸۰

صفۃ الصفوة ۱۷۵

ط

طبقات الصوفیہ سلمیٰ ۱۷۴، ۱۷۵

طبقات الصوفیہ ہروی ۱۷۵

ع

عالمگیر نامہ ۱۰۶، ۱۲۵، ۱۳۷، ۱۴۳

عبادات الخواص ۷۸

عضدی ۵۷

عقائد الخواص ۷۹

عمدة المقامات ۱۷، ۲۱، ۲۷، ۱۷۰، ۱۷۱

عمل صالح ۸۹

ف

- فناوی عالمگیری ۱۲۱
فتوحات مکیہ ۱۹۸
فتوح الغیب ۵۸
فرحہ الناظرین ۱۵۳
فصل الخطاب ۱۹۶
فصوص الحکم ۱۸۲، ۹۸، ۸۰، ۷۸
فہرست نسخہ ہائے خطی (منزوی) ۶۷

ق

- قرآن مجید ۱۰۳، ۱۱۹، ۱۶۴، ۱۸۲، ۱۹۲
۲۰۹، ۲۰۶

ک

- کرامات الاولیاء ۵۸
کلیات طائشہ ۷۷
کلید التوحید ۱۳۶
کنز الہدایات ۱۵۳
کواکب دریدہ ۵۲
کیمائے سعادت ۱۲۰

ل

- لطائف المبینہ ۳۰، ۶۱، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۷۹
لمعات ۹۸
لوامع ۹۸

م

- ماثر الامراء ۸۶، ۱۲۸
ماثر الصديقين (سنن الاثقیاء) ۵۹
ماثر عالمگیری ۱۲۰، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۵۱
مبداء و معاد ۱۹، ۱۷۷
مثنوی (مصدر الآثار) ۸۳
مثنویات فانی ۱۸۴
مجلد دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی ۱۹۶
مجمع الاولیاء ۵۹، ۶۰
مجمع سجاد الانوار ۱۲۳
محبوب ذی المنن ۱۱۶
مخزن اسرار ۵۵
مخطوطات فارسی و ریدینہ منورہ (فہرست) ۶۷
مراۃ الخیال ۸۱، ۸۲، ۸۵، ۸۶، ۱۳۴، ۱۳۵
مراۃ العالم ۱۱۶، ۱۳۳، ۱۵۲
مرامد الاطلاع ۲۵۳
مسند امام احمد بن حنبل ۱۸۵
مطلول ۳۷
معارض الولايات ۸۱
معارف (مجلد) ۳۴، ۱۳۷
المعارف (مجلد) ۱۱۳
معجم البلدان ۱۷۵، ۲۵۳
المعجم المنیر للفاظ الحدیث نبوی ۱۸۱، ۱۸۵
معجم المؤلفین ۲۷
معین الجواهر ۱۲۷
معین بن محمد کشمیری ادب انکی تصانیف (مقالہ) ۱۳۷

مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۱۵، ۱۸، ۲۱
مناقب احمدیہ و مقامات حضرات المعصومیہ

۳۲، ۳۱

منتخب الباب ۱۱۶، ۱۳۹

منتہی الارب ۲۲۱

المنجد ۲۲۰

مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم ۳۲

ن

نتائج الحرمین ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۴، ۳۸

۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۱۳۹

نسخہ احوال شاہی ۷۸

نصوص الدقائق ۵۲

نغات الانس ۱۶۵

نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص ۱۸۲

نور اسلام (اولیائے نقشبند نمبر) ۱۹۶، ۲۷

و

وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ۱۵۰

وصال احمدی ۵۸، ۵۷

و

ہدایہ ۳۷

ہدیہ احمدیہ ۱۷

ہدیۃ العارفین ۲۷

ہدیۃ محبت دہ ۱۷۵، ۱۷۶

ہفت احکام ۷۸

المناظرۃ العامہ ۷۹

المفاضل بین الانسان والکعبہ ۳۳

منہاج العارفین ۴۵

المفردات القرآنیہ ۲۷

مقالات شبلی نعمانی ۱۰۵

(مقالہ) رسالہ صاحبیہ ۷۶

(مقالہ) شخصیت عرفانی و علمی خواجہ محمد پارسی ۱۹۶

مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ (اُردو ترجمہ) ۱۳۰

مقامات المجدد (رہک حضرات القدس) ۶۱

مقامات خیر ۱۷

مقامات غوث الثقلین ۵۸

مقامات نظہری ۹۶، ۷۲

مقامات معصومیہ ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۴

۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۴، ۵۲، ۵۳، ۵۵

۶۳، ۶۷، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۴۴

۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۷۰، ۱۹۴

مقدمہ رقعات عالمگیر ۱۰۳، ۱۱۹، ۱۳۱، ۱۳۴

مکاشفات غیبیہ مجددیہ ۲۰

مکتوبات سعیدیہ ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۲۵، ۱۴۱، ۱۴۲

۱۷۷

مکتوبات سیفیہ ۱۱۲، ۱۳۹، ۱۴۷، ۱۵۳

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ۱۵، ۱۶، ۲۷

۳۴، ۹۶، ۱۴۹، ۱۷۰، ۱۷۷

مکتوبات معصومیہ ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۸، ۲۹

۴۴، ۴۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۴۰، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۷

ملفوظات شریفہ ۶۳

مناظر اخص الخواص ۷۸

ہفت اقلیم ۲۲۰

ی

یاقوتِ احمر ۱۴۵

یاقوتیہ ۱۴۴
یاقوتِ الحرمین (رک حنات الحرمین)

۴۵، ۶۲، ۶۱، ۱۹

اماکن

آ

آرمینیہ ۸۴

ادارۃ مجددیہ کراچی ۴۷، ۲۰

استنبول ۵

افغانستان ۴۸، ۱۸، ۱۱

اعظم گڑھ ۱۳۷

الہ آباد ۸۰

انڈیا آفس (لاہور) ۶۶، ۶۰، ۵۹، ۱۲

۱۲۷، ۶۹، ۶۸

ایران ۱۹۶، ۱۴۹، ۱۱۲، ۱۱

ب

باری پگنہ ۹۱

برٹش میوزیم ۷۸

برہان پور ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۱۳

بدر (وادی) ۲۳۴

بیت اللہ ۲۳۲، ۲۲۷، ۱۶۳، ۶۹

بیجا پور ۱۵۱، ۱۵۰

بلخ ۲۶

بمبئی ۷۸، ۷۶

بنارس ۱۱۰، ۱۰۸

بیروت ۲۷

پ

پاکستان ۱۴۹، ۱۳۳، ۱۳۲، ۵۹، ۱۲

پانی پت ۲۴

پشاور ۱۵۱

ت

ترکیہ ۵

تہران ۱۰۵، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۶۷

۱۹۶، ۱۸۲، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۰۸

ط

ٹنڈو سائیں داد ۱۲۷، ۵۰، ۱۷، ۵

ٹونک ۱۳۷

خانہ کعبہ در یک بیت اللہ
خلیص ۲۵۳، ۲۰۵

ج

جامع ابی ایوب خالد انصاری ۲۶

جہول ۷۸

جنت البقیع ۲۳۶، ۲۳۹، ۱۸۸، ۱۹۱، ۳۴

۲۴۹

جہان آباد (شاہ جہاں آباد) ۲۰۲

ج

چاہ زمزم ۱۵۰

ح

حجاز مقدس ۶۲، ۲۷

حجر اسود ۲۲۱، ۱۷۱، ۱۱۲

حجرہ مطہرہ ۲۵۰، ۲۴۳، ۱۹۴، ۱۸۸

حجون ۱۷۵

حرمین شریفین (مکہ مدینہ) ۲۲، ۱۸، ۱۶

۳۴، ۳۳، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۶، ۲۵

۱۶۵، ۱۴۹، ۱۲۷، ۱۲۵، ۶۵، ۶۴، ۶۲، ۶۱

۲۵۶، ۲۵۲، ۲۱۸، ۲۰۷، ۱۶۶

حیدر آباد (دکن) ۱۵۱، ۸۴

حیدر آباد (سندھ) ۱۷۰، ۱۵۰، ۱۱۶

خ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ ۱۲، ۱۰

خانقاہ کاکوری ۹۳

خانقاہ مجددیہ (قلعہ جواد کابل) ۵۰، ۴۸

د

دارالمصنفین ۱۱۵، ۱۰۵، ۷۹

دارالمورخین ۱۲

دانشگاہ پنجاب ۱۳۴

دانشگاہ فردوسی ۱۹۴

دکن ۱۵۰، ۱۱۴

دمشق ۲۶

دہلی ۱۲۳، ۱۰۳، ۷۲، ۶۶، ۱۷

دہلیان پور ۸۹

ط
د

ڈیرہ اسماعیل خان ۱۰

ل

لام پور ۹۳

رادپنڈی ۱۴۹، ۱۳۶، ۱۳۳، ۱۳۲، ۷۵

روضہ رسول اللہ ۱۸۹، ۱۶۷، ۱۶۳، ۶۹

۲۵۲، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۰۰، ۱۹۵، ۱۹۲

روضہ منورہ سیدنا ابراہیمؑ ابن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ۲۴۸، ۱۹۵

روضہ منورہ حضرت مجدد الف ثانی ۲۰۸، ۶۲

۲۵۷

روم ۲۶

ق

۲۶

قطنطنیہ

۵۹

قصور

قندھار ۹۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۸

ک

کابل ۵۰، ۴۸

کاشان ۸۴

کانپور ۷۴، ۴۷، ۱۷

کتابخانہ گنج بخش ۵، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۶

۱۴۹

کتب خانہ انڈیا آفس = انڈیا آفس

کتب خانہ دانش گاہ پنجاب ۸۱، ۴۵

کتب خانہ سعیدیہ ۱۳۷

کتب خانہ عارف حکمت ۶۶

کتب خانہ لینن گراڈ ۶۷

کراچی ۱۹، ۵۰، ۱۳۶، ۵۳

کشمیر ۱۰۰، ۲۷

کشمیر (مقبوضہ) ۱۵۲

کعبہ حناء مکرمہ (رک بیت اللہ) ۱۷۹، ۱۷۰

۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۳، ۲۰۵، ۲۱۶

۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۲

کلکتہ ۷۸، ۸۶، ۱۰۲، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۳۵، ۱۴۳

کیشورائے (مندر) ۱۰۶

گ

گجرات (احمد آباد) ۸۷

ز

زبیدہ ۲۲

س

سرحد (موضع) ۹۱

سردیج ۱۲۵

سرہند ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۲۳، ۲۸، ۳۳، ۳۶

۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۵۲

۵۹، ۶۱، ۶۲، ۸۹، ۹۰، ۱۱۵، ۱۳۱، ۱۳۲

۱۵۱، ۱۶۸، ۱۶۹، ۲۰۴، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۵۲

سمرقند ۲۵، ۲۶

سندھ ۱۷، ۵۰، ۱۱۶، ۱۲۷، ۱۵۰

سہرند = سرہند

سیالکوٹ ۵۸

ش

شاہجہان آباد ۲۵۱

ص

روادی، صفرا ۲۰۵

ع

عدن ۲۲۰

عربستان ۱۷، ۲۹، ۳۲

عرب ملک (نیز عربستان) ۱۷۶، ۲۳۲، ۲۳۵

علی گڑھ ۷۹، ۹۳، ۱۰۴، ۱۲۹

گوکندہ ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۲

ل

لاہور ۱۱۳، ۸۷، ۸۶، ۷۷، ۳۱، ۲۱

۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۱۳، ۱۳۱

۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۱، ۱۴۲

لندن ۱۲۳، ۷۷، ۷۳، ۷۰

لکھنؤ ۱۶۹

م

ماوراءالنہر ۱۷

منا (بند گاہ) ۵، ۱۴، ۱۷، ۲۲، ۲۵۴

مدیر نقشبندیہ ۲۶

مدینہ منورہ ۳۴، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۱۲۹، ۱۸۶

۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۳۴

۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۴

مرکز تحقیقات فارسی ۵، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۳۹

مزارات صحابہ کرام ۱۸۶

مسجد حرام (ریک بیت اللہ) ۱۸۳

مسجد خیف ۲۲۲

مسجد نبوی ۱۹۰، ۲۰۱، ۲۰۹، ۲۵۰

مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) ۱-۳

مشہد
مصلحت مالکی ۲۲۹، ۲۳۲

معلی (جنت) ۱۷۴

مکتبہ سراجیہ ۹-۱۰-۱۲

مکتبہ نعمانیہ ۵۸

مکہ مکرمہ ۱۱۲، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۸۱

۱۸۵، ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴

۲۵۴

ملتان ۹۲

مکسیدر (بستی) ۱۵

منیٰ ۲۲۲، ۲۲۳

مواجهہ کریمہ ۲۵۱

موسیٰ زئی شریف ۱۰، ۱۲، ۱۸۵

مستقرا ۱۰۶

ن

نیشنل میوزیم کراچی ۱۳۷

۵

ہندوستان ۳۴، ۷۲، ۷۳، ۸۴، ۹۳

۹۹، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۹، ۱۳۷، ۲۰۳



